

شاہراہِ سنت

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دل میں محبت اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والوں کے لیے انمول تحفہ جس میں زندگی کے ہر بر شعبے سے متعلق آپ ﷺ کی سنتیں ترتیب کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔

مؤلف مولانا مفتی عبدالرشید کورقاسمی رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ عبدالصبور علوی

بیت السلام
کراچی، لاہور



شاہراہِ سنت

انہذا اور اس کے رسول ﷺ کی دل میں محبت اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والوں کے لیے انہوں نے
جس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق آپ ﷺ کی سنتیں ترتیب کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔

مؤلف

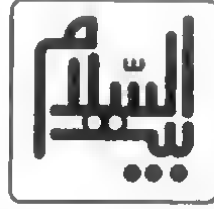
مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

عبید الصبور علوی

بیت السلام
کراچی پاکستان





قرآن و سنت اور مستند عالمی کتب کی معیاری اشاعت کا مرکز

تمام حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

طبع جدید جون 2010ء

تعداد 2200

ناشر بیت السلام



بیت السلام
پنہ پستان

شماران پلازہ، نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی
فون 2038163 موبائل 0321-3817119

انتساب

اپنے والد ماجد اور والدہ محترمہ کے نام، جنہوں نے غربت و افلاس سے بے نیاز ہو کر میری تعلیم و تربیت کی۔ ”شاہراہ سنت“ کا یہ عظیم گلدستہ انہیں کی جدوجہد کا ثمرہ ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و تب علینا انک
انت التواب الرحيم . اللهم اغفر لی والوالدی و للمؤمنین
یوم یقوم الحساب . عبد الشکور قاسمی (رحمہ اللہ)



ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی

استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

بندہ نے حضرت مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی کی کتاب شاہراہ سنت کو سرسری طور پر دیکھا ماثلاً، اللہ بہت اچھی اور جامع کتاب ہے، جس میں زندگی کے تمام مراحل کے لیے سنت کا راستہ ذکر کیا گیا ہے اور زندگی کے ہر مرحلے میں سنت سے رہنمائی حاصل کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔ مولانا موصوف کا ارادہ ہے کہ وہ اپنی اس کتاب کو فارسی ترجمہ کے ساتھ بھی طبع کرائے تاکہ افغانستان اور دیگر فارسی بولنے والے علاقوں کے مسلمان بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں، خصوصاً آزاد ریاستوں کے مسلمان جو اسلام کے احکام و آداب سے ناواقف ہیں ان کو سامنے رکھ کر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے، تاکہ وہ لوگ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک زندگی کے تمام مراحل میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف ہو کر اس کے مطابق زندگی گزاریں، بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اپنی مخلوق کیلئے اس کو نافع بنادے اور مولانا موصوف کو اس طرح کی مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا مفتی شیخ حبیب اللہ صاحب

شیخ الحدیث جامعۃ اسلامیہ، کائنٹن، مریاتی

عزیزی مولانا مفتی عبدالشکور قاسمی سلمہ نے امت محمدیہ کی خیر خواہی کے جذبہ سے لبریز ہو کر انتہائی جانفشانی سے "شاہراہ سنت" کے نام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا عظیم گلدستہ مرتب کیا ہے، جس میں بڑی عرق ریزی سے روزہ مرہ کے معمولات سے متعلق ذخیرہ، احادیث سے سنتوں کو جمع کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر مختصر افرائض واجبات کی طرف رہنمائی بھی کی گئی ہے۔

یہ کتاب دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے والوں کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد!

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ..... اللَّهُ

نے بہت بڑا احسان فرمایا ہے تمام مومنین پر کہ ان میں اپنا خاص رسول بھیجا۔

ایک اور مقام پر فرمایا: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ..... لوگو! تمہارے پاس تمہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں، تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں اور مومنین پر تو نہایت شفقت کرنے والے ہیں۔

قاضی ایاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دو نعمتیں مجھے ایسی ملی ہیں کہ خوشی سے میرے پاؤں کے تلوے زمین پر نہیں ٹکتے بلکہ سُر یا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ نے اپنے کلام میں یہاں عبادی (اے میرے بندے) کہہ کر خطاب فرمایا ہے اور میں بھی اس میں شامل ہوں اور دوسرا یہ کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لیے رسول اور نبی بنا کر بھیجا اور میں بھی آپ کا امتی ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا اتنا بڑا اعزاز ہے کہ انبیاء کرام بھی اس کے متمنی تھے واقعی یہ رب کریم کا ہم پر ایسا فضل ہے جس پر خوشی سے ہمارے پاؤں زمین پر نہ ٹکیں..... آنکھیں مسرت کے آنسوؤں سے مخمور ہوں..... اور دل شادمانی کی مستی میں ڈوبا رہے۔

میں اپنے مقدر پہ قربانِ ندرت

کہ ہوں اک ادنیٰ غلامِ محمدؐ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو سب کرتے ہیں مگر اس دعوے میں کون کس قدر سچا ہے؟ اس کا اندازہ اس کے عمل سے ہوگا، جو جس قدر اس دعوے میں سچا ہوگا، اسی قدر وہ آپ کے لائے ہوئے دین پر عمل پیرا اور آپ کی اتباع میں مستعد ہوگا۔ کیونکہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: جس نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اہمیت کا انداز اس سے کیجئے کہ رب العالمین نے فرمایا:
 قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور
 الرحيم ... اے نبی! لوگوں سے کہہ دیجئے: کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو
 اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا وہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔
 ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ومن يطع الرسول فقد اطاع الله جس نے رسول کی
 اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اللہ کی اطاعت بھی ہے۔ اللہ کی محبت کے حصول کا
 ذریعہ بھی۔ ہمارے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بھی۔ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 قرب کا ذریعہ بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 قدر شناسی کی علامت بھی۔ اور زندگی میں تقدس، سکون اور راحت کا ذریعہ بھی۔ تو بندے کو
 اور کیا چاہیے؟ کیا اس سے بڑی کامیابی؟ اس سے بڑی سعادت؟ اس بڑی بھلائی؟ اس سے
 بڑی دولت و خلعت؟ اور اس سے بڑا اعزاز بھی کوئی ہو سکتا ہے؟؟؟ لیکن صد افسوس! اتنے بڑے
 اعزازات اور انعامات کے باوجود ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب پیغمبرانہ اداؤں کی پیروی
 کے بجائے، یہود و نود و نصاریٰ کی پیروی میں نہ جا رہے ہیں وائے ہماری شومئی قسمت!

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیڑوں جگر کو میں

مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

یاد رکھیے! ہمارے لیے صراطِ مستقیم یہی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع شعوری
 طور پر کریں۔ جب ہم اجتماعی اور انفرادی طور پر اپنے ہر عمل میں خود کو اس بات کا پابند بنالیں
 گے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے؟ یا ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ تو اس طرح بار
 بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے شعوری طور پر رہنمائی لینے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا روحانی اثر ہمارے اندر بار بار محسوس ہوگا اور جب ہم اپنی اناؤں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 اداؤں پر فدا کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے چلے جائیں گے تو ہمارے
 کردار اور شخصیت میں عظمت اور بلندی پیدا ہوتی چلی جائے گی، اس کا عظیم انعام یہ ملے گا کہ اللہ
 ہمیں اپنا محبوب بنالے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوحِ قلم تیرے ہیں

اسوہ حسنہ کو اپنا کر ہم نہ صرف اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک نمونہ بن کر ان کی رشد و ہدایت کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں۔

برادر محترم! مفتی عبدالشکور قاسمی نے روزمرہ معمولات سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کو مستند کتابوں سے جمع کر کے شاہراہ سنت کے نام سے امت کو ایک حسین گلدستہ پیش کیا ہے۔ اگرچہ ان کے مطالعہ کی وسعت کی وجہ سے مواد بہت عمدہ جمع ہو گیا تھا جسے غلت میں شائع کر دیا گیا تھا، تاہم اس کی تدوین و ترتیب کی ابھی ضرورت تھی اور مؤلف اس ضرورت کا کئی مرتبہ احقر سے تذکرہ بھی کر چکے تھے۔

آپ کی وفات کے بعد اس ناکارہ کو یہ خدمت انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ احقر نے ابواب کی سابقہ ترتیب برقرار رکھتے ہوئے پوری کتاب کو سلیم، یکساں اور سادہ اسلوب میں پیش کیا ہے، تاکہ عام قارئین آسانی سے استفادہ کر سکیں، جو باتیں مکرر تھیں، جو مسائل اور مضامین اس کتاب سے متعلق نہیں تھے وہ حذف کر دینے اور جو متعلقہ مضامین سنتوں کی ترتیب کے درمیان رابطہ ٹوٹنے کا باعث بن رہے تھے انہیں ہر باب کے آخر میں یا شروع میں ذکر کر دیا ہے، غیر ضروری عنوان ختم کیے، اکثر نئے عنوان قائم کیے، یوں تقریباً دو سال کی شب و روز محنت کے بعد پوری کتاب کو ضروری تلخیص و تدوین کے بعد جدید قالب میں اس طرح ڈھال دیا گیا ہے کہ ہر باب میں مبارک سنتوں کی دلنشین مالا جگ مگا اٹھے، مزید اثر انگیزی کیلئے تمام سنتوں اور احادیث کی اصل مآخذ سے تخریج بھی کروادی گئی، یہ محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کی برکت اور اللہ کریم کے فضل سے اس کام کی تکمیل ہوئی ورنہ یہ ناکارہ تو کسی بھی طرح اس عظیم کام کے لائق نہ تھا۔ مولانا اصغر راضی صاحب (فاضل جامعہ دارالعلوم، کراچی) کی بھرپور معاونت پر میں ان کا شکریہ گزار ہوں اور مفتی راشد محمود (فاضل و متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ، کراچی) کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جن کی ذاتی دلچسپی اور عرق ریزی کی بنا پر اس کتاب کی تخریج مکمل ہوئی۔ فللہ الحمد

اے اللہ کریم! محض اپنے فضل و کرم سے اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کرامت کیلئے مفید بنا۔ (آمین یا رب العالمین)

ابوسلمان عبدالصبور علوی

مدیریت السلام کراچی، لاہور

مقدمۃ الکتاب

19

♦ شاہراہ سنت کی اہمیت اور فضیلت

باب ۱

24

♦ نیند سے جاگنے کے متعلق ہدایات اور سنتیں

24

♦ نیند موت کی مانند ہے

26

♦ نیند سے بیدار ہونے کے بعد کی سنتیں

باب ۲

27

♦ بیت الخلاء کے متعلق ہدایات اور سنتیں

28

♦ بیت الخلاء سے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۳

32

♦ غسل کے متعلق ہدایات اور سنتیں

33

♦ تیمم کرنے کا طریقہ

33

♦ جس گھر میں جنس ہو وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے

34

♦ غسل کرنے کا مسنون طریقہ

34

♦ غسل کے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۴

36

♦ ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کرنا

37

♦ بسم اللہ ایک نسخہ کبیر

37

♦ الرحمن الرحیم

38

♦ بسم اللہ سے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۵

40

♦ مسواک کے متعلق آداب اور سنتیں

41

♦ حضور علیہ السلام کی مسواک سے محبت

42

♦ مسواک کے متعلق ہدایات اور سنتیں

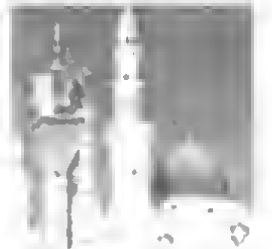
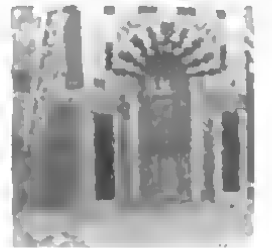
باب ۶

44

♦ مسجد سے متعلق ہدایات اور سنتیں

44

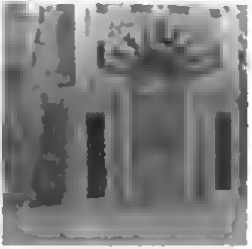
♦ مسجد میں جانے والوں کے لئے خوشخبری



- 45 • مساجد کو آباد کرنے والے
- 46 • مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم
- 46 • مسجد میں آنے جانے کی سنتیں

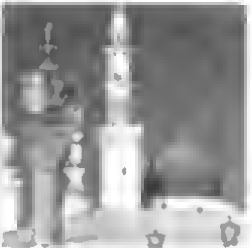
باب ۷

- 49 • اذان کے آداب اور سنتیں
- 50 • اذان اسلام کا امتیازی شعار ہے
- 51 • اذان کی اہمیت
- 51 • اذان کی سنتیں
- 53 • اذان کے جواب دینے کا بیان
- 53 • آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دے
- 54 • اذان کے بعد کی دعا
- 54 • نماز کے علاوہ اذان و اقامت کہنے کے مستحب مواقع



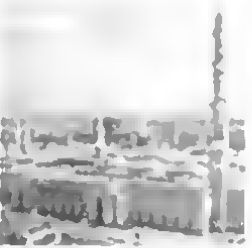
باب ۸

- 56 • ذکر اللہ کے آداب اور سنتیں
- 57 • ذکرین کی فضیلت
- 58 • ذکر اللہ کے متعلق سنتیں
- 61 • خلاصہ کلام



باب ۹

- 63 • کھانا کھانے سے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 64 • رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے
- 65 • اللہ پر بھروسہ رزق آسانی سے فراہمی کا ذریعہ ہے
- 65 • کھانا کھانے سے متعلق آداب اور سنتیں



باب ۱۰

- 69 • پانی پینے کے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 69 • آب رسانی کا نظام الہی
- 70 • پانی پینے کے آداب اور سنتیں

باب ۱۱

- 72 • لباس کے متعلق ہدایات اور سنتیں

73

♦ اباس کے درجات و مسائل

76

♦ اباس کے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۱۲

81

♦ گھمڑے متعلق ہدایات اور سنتیں

82

♦ گھمڑے کا اصل مقصد قلب و جسم کا سکون ہے

84

♦ گھمڑے میں آنے جانے کے آداب اور سنتیں

باب ۱۳

86

♦ جسم کے بالوں سے متعلق ہدایات اور سنتیں

87

♦ سر، داڑھی اور دیگر بالوں کے متعلق ہدایات و سنتیں

91

♦ داڑھی کٹوانے یا اس کے ساتھ کسی مذاق کرنے والوں کو تنبیہات

94

♦ ناخن کاٹنے کا مسنون طریقہ

باب ۱۴

96

♦ سلام کے متعلق ہدایات اور سنتیں

97

♦ سلام کی عظمت

98

♦ سلام میں پہل کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے

99

♦ سلام اور اس کے آداب

100

♦ سلام کے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۱۵

102

♦ مصافحہ و معافیت کے متعلق ہدایات اور سنتیں

103

♦ مصافحہ کرنے سے متعلق ہدایات اور سنتیں

104

♦ معافیت کا ثبوت

باب ۱۶

105

♦ مجلس و محفل کے متعلق ہدایات اور سنتیں

107

♦ مجلس زور (جھوٹ) کی تشریح

107

♦ مجلس کے آداب

108

♦ مجلس و محفل کے متعلق ہدایات و سنتیں

باب ۱۷

111

♦ گفتگو کے متعلق ہدایات اور سنتیں

- 111 ♦ قدرت نے زبان کو سریع العمل بنایا
- 112 ♦ گفتگو سے متعلق آداب اور سنتیں

باب ۱۸

- 116 ♦ چھینک اور جمائی کے آداب اور سنتیں
- 117 ♦ چھینک اور جمائی کے متعلق آداب اور سنتیں

باب ۱۹

- 120 ♦ وعدہ کے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 120 ♦ ایفاء عہد کی تاکید
- 122 ♦ عہد شکنی کی مذمت
- 122 ♦ وعدے کے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۲۰

- 124 ♦ طعن و تشنیع کے متعلق اور اجتناب کی سنتیں
- 124 ♦ وقت اور زمانہ کو برا کہنا جہالت ہے
- 125 ♦ کسی کو برا کہنے کے متعلق تنبیہات اور سنتیں

باب ۲۱

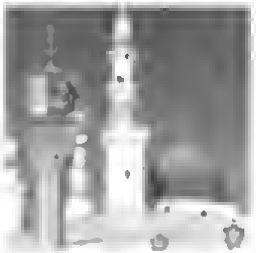
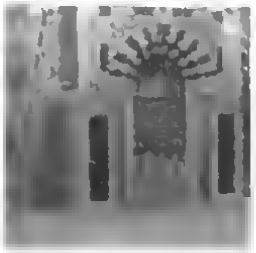
- 128 ♦ مریض کی عیادت کے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 128 ♦ کسی مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت
- 129 ♦ بیماری پر صبر کی فضیلت
- 130 ♦ عیادت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور سنتیں

باب ۲۲

- 133 ♦ قسمیں کھانے کے متعلق ہدایات و سنتیں
- 133 ♦ غیر اللہ کی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے
- 134 ♦ قسمیں کھانے کی چند صورتیں اور ان کے متعلق احکام
- 135 ♦ قسم سے متعلق چند ہدایات اور سنتیں
- 137 ♦ قسم کا کفارہ توڑنے سے پہلے دنیا جائز نہیں

باب ۲۳

- 138 ♦ نذر و نیاز کے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 138 ♦ نذر ماننے کی چار شرطیں



139 ♦ نذر کے متعلق ہدایات اور سنتیں

140 ♦ نیاز کا بیان

باب ۲۳

141 ♦ غیبت سے بچنے متعلق ہدایات اور سنتیں

145 ♦ غیبت سے بچنے کے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۲۴

146 ♦ ہنسی اور مزاح کے متعلق ہدایات اور سنتیں

148 ♦ ہنسی و مذاق مستحب ہے

149 ♦ مزاح اور مسخرہ پن میں فرق

150 ♦ ہنسی مزاح کے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۲۵

151 ♦ مخلوق خدا پر شفقت و رحم کے متعلق ہدایات اور سنتیں

154 ♦ شفقت و محبت سے متعلق ہدایات اور سنتیں

157 ♦ جانداروں کو کھلانا بھی کارِ ثواب ہے

158 ♦ سنگ دلی کا علاج

باب ۲۶

159 ♦ بچوں کی تربیت کے متعلق ہدایات اور سنتیں

159 ♦ اولاد کے لئے بہترین تحفہ اچھی تربیت ہے

161 ♦ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ہدایات اور سنتیں

باب ۲۷

164 ♦ بچوں کے اچھے نام رکھنے کے متعلق ہدایات اور سنتیں

165 ♦ نام رکھنے سے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۲۸

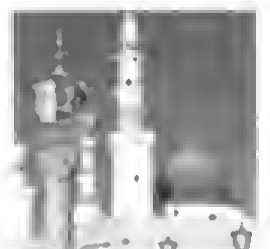
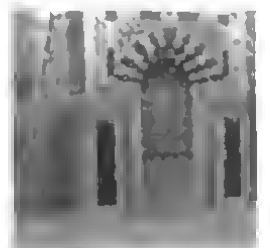
168 ♦ والدین اور رشتہ داروں کے متعلق ہدایات اور سنتیں

168 ♦ ادائیگی حقوق میں فرق مراتب کا لحاظ

168 ♦ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

159 ♦ قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

169 ♦ یتیم اور مسکین کا حق



169	پڑوسی کا حق	♦
170	ہم نشینی کا حق	♦
170	راہ گیر کا حق	♦
170	غلام باندی اور ملازمین کا حق	♦
171	حسن سلوک سے متعلق ہدایات اور سنتیں	♦
171	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی رضاعی ماں حلیمہؓ کیلئے اپنی کملی بچھانا	♦

باب ۳۰

174	کسب حلال و معاملات کے بارے میں ہدایات و سنتیں	♦
174	ہاتھ کی کمائی سب سے بہتر روزی ہے	♦
174	کسب یعنی کمانا، اس کے چار درجہ ہیں	♦
176	تجارت و کاروبار سے متعلق ہدایات اور سنتیں	♦
177	دعا کے دو بازو ہیں ایک حلال کھانا دوسرا سچ بولنا	♦
179	قرض کو ادا کرنے کی نیت رکھنے والے کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے	♦
181	سود کا وبال	♦
182	فرائضہ زکوٰۃ	♦
182	گاہکوں کی خرید و فروخت ناجائز ہے	♦
183	جمعہ کی اذان کے وقت کاروبار	♦
183	حرام کام کی اجرت بھی حرام ہے	♦
183	کسی کی ناحق زمین غصب کرنا	♦
183	امانت	♦
184	رشوت دینے اور لینے والے کا شرعی حکم	♦
184	جو آحرام ہے	♦

باب ۳۱

186	نکاح کے متعلق ہدایات اور سنتیں	♦
187	نکاح کے متعلق احکام	♦
188	نکاح سے متعلق ہدایات اور سنتیں	♦
190	نکاح کی شرائط	♦
191	نکاح سے متعلق اہم ہدایات	♦

- 152 نکاح کے موقع پر بعض بدعات اور محرمات کا بیان
- 155 نکاح کے متعلق چند مسائل
- 192 اہل کتاب سے نکاح
- 193 ایک مرد کے لئے متعدد بیویاں رکھنا
- 194 میاں بیوی کے درمیان کشاکشی دور کرنے کے لئے ہدایات

باب ۳۲

- 196 جہیز کی مذمت ولیمہ حق مہر کے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 197 حق مہر اور ولیمہ سے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 200 مہر کے متعلق چند ضروری مسائل
- 201 فسادِ تمدن کا باعث جہیز
- 202 فرمائشی جہیز رشوت اور حرام ہے
- 203 رسم جہیز اور نو جوانوں کی ذمہ داری
- 204 حضرت فاطمہؓ کے جہیز کی نوعیت

باب ۳۳

- 205 ضیافت کے متعلق آداب اور سنتیں
- 206 ضیافت اور مہمان داری
- 207 مہمان نوازی کے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۳۴

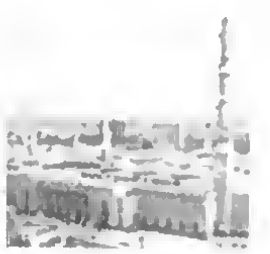
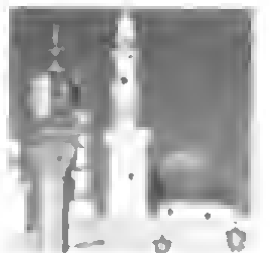
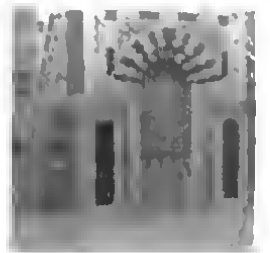
- 208 صلح و اتحاد کے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 209 مسلمانوں کے مضبوط و مستحکم ہونے کے اسباب
- 210 صلح و اتحاد سے متعلق ہدایات اور سنتیں

باب ۳۵

- 211 اللہ تعالیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم، بندگان خدا اور اسلام سے محبت
- 212 اللہ تعالیٰ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندگان خدا، اسلام سے محبت کی ہدایات و سنتیں
- 213 ایک بنیادی مسئلہ

باب ۳۶

- 214 آداب سفر کے متعلق ہدایات اور سنتیں
- 215 سفر سے بعافیت گھر پہنچنا
- 216 سواری کی دعا



♦ آداب سفر سے متعلق ہدایات اور سنتیں 216

باب 72

♦ وہاں سے متعلق ہدایات و سنتیں 223

♦ احکامات سے متعلق ہدایات اور سنتیں 224

♦ قبولیت دعا کی شرائط 230

باب 73

♦ مختلف اوقات اور حاجات کی مسنون دعائیں 230

♦ اللہ کو انہی دعوں سے پکارو جو قرآن وحدیث میں منقول ہیں 233

♦ مختلف مسنون دعائیں 237

♦ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات تمغہ 237

♦ فقر، غم اور قرض سے نجات کے لئے دعائیں 237

♦ شدت فقر، غم کے وقت کی دعا 238

♦ ایمان پر خاتمہ کی دعا 238

♦ نفس کی برائی سے پناہ مانگنے کی دعا 238

♦ دوسلم کی دعا 238

♦ اصحاب دنیا و آخرت کی دعا 238

♦ دنیا و آخرت کے تمام مقاصد کی جامع دعا 238

♦ محبت الہی کی حساب کے لئے دعا 239

♦ علم نافع اور رزق حلال کی دعا 239

♦ شکر گزار ہونے کی دعا 239

♦ نیا چیز اپنے لئے کی دعا 239

♦ دلہا کو مبارک دینے وقت کی دعا 239

♦ لبن کیسے دلہا کی دعا 239

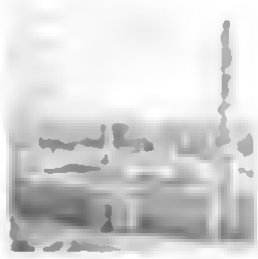
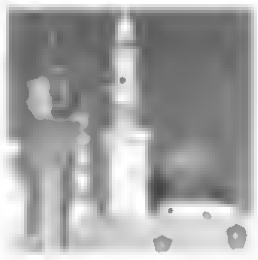
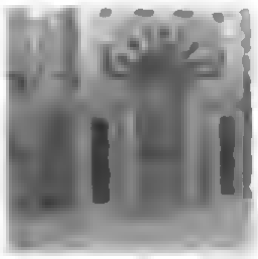
♦ سحر و فیہ سے حفاظت کی دعا 239

♦ زوجین میں محبت کے لئے 239

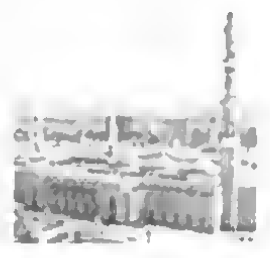
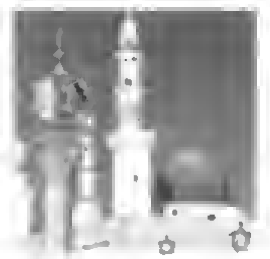
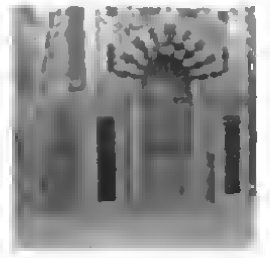
♦ دعا دینے کا 239

♦ اہل دنیا مطیع ہونا 239

♦ جنات سے حفاظت کے لئے 239



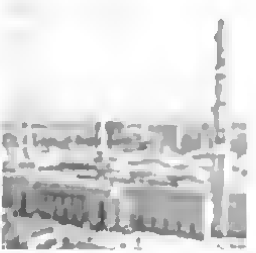
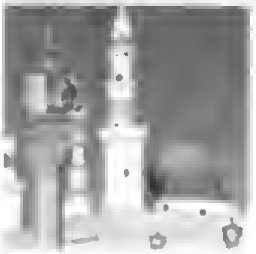
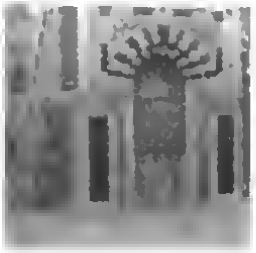
238	خوف و ڈر	♦
238	دشمن سے حفاظت	♦
239	کسی مصیبت یا حادثہ کا اندیشہ	♦
239	موذی جانوروں سے حفاظت	♦
239	کتے کے کاٹنے کا علاج	♦
240	آگ بجھانے کی دعا	♦
240	جلے ہوئے پردہ کرنا	♦
240	بارش طلب کرنے کی دعاء	♦
240	جب بادل آتا ہوا نظر آئے تو یہ دعا پڑھے	♦
240	جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے	♦
241	جب تخت تیز ہوا چلے	♦
241	جسم میں کسی جگہ درد ہو تو یہ دعاء پڑھے	♦
241	جسم پر زخم یا پھوڑا پھنسی	♦
242	ضعف دماغ	♦
242	نسیان	♦
243	بے خوابی یعنی غیند کا نہ آنا	♦
243	مرگی کا مرض	♦
243	سرسام کا مرض	♦
243	رتو ندای یعنی دن میں دکھائی نہ دینا	♦
244	ضعف بصر بینائی	♦
244	الاعلاج مرض کا علاج	♦
245	انظر بد کا علاج	♦
245	شیطانی وسوسے سے حفاظت	♦
246	غیظ، غضب اور غصہ	♦
246	گھر کی حفاظت کے لئے	♦
246	کیڑوں سے حفاظت کے لئے	♦
247	تجارت میں برکت کے لئے	♦
247	جب کوئی چیز گم ہو جائے یا جانور بھاگ جائے	♦



- 247 سب کام درست رہیں ♦
- 247 دل کا دین اسلام کی طرف راغب ہونا ♦
- 248 دعا برائے حاجات ♦
- 248 مالی ترقی کے لئے ♦
- 248 جب نیا پھل دیکھے ♦
- 249 مریض کی عیادت کے وقت کی دعا ♦
- 249 مریض کے پڑھنے کے لئے دعا ♦
- 249 اگر زندگی سے عاجز آجائے ♦
- 250 شہادت کی تجی تمنا اور اس کی فضیلت ♦
- 250 رات کو سوتے وقت کے عملیات ♦
- 250 وہ قرآنی آیات یاد عائمیں جو سونے سے پہلے پڑھنا مسنون ہیں ♦
- 252 تنبیہ ♦

باب ۳۹

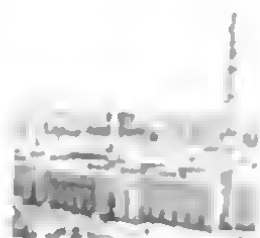
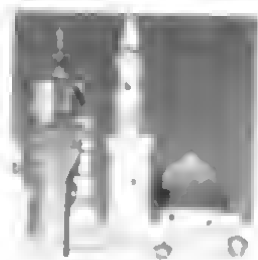
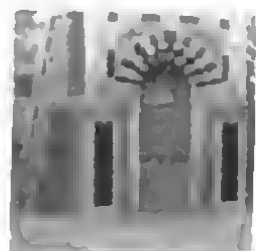
- 253 بوقت موت اور بعد از موت ♦
- 254 موت سے متعلق ہدایات اور سنتیں ♦
- 255 نوحہ کرنا حرام ہے ♦
- 255 عزیز و محبوب کی موت پر صبر کرنے کی جزاء جنت ہے ♦
- 256 میت کے گھر کھانا بھیجنا مستحب ہے ♦
- 257 میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ ♦
- 258 میت کے لئے مسنون کفن ♦
- 259 کفن پہنانے کا مسنون طریقہ ♦
- 259 نماز جنازہ کی شرائط صحت ♦
- 260 ارکان نماز جنازہ ♦
- 260 نماز جنازہ کی سنتیں ♦
- 260 چند ضروری مسائل ♦
- 262 قبر کی نوعیت کا بیان ♦
- 263 میت کو قبر میں کس طرح اتارا جائے ♦
- 264 قبروں کے متعلق چند احکام ♦



- ♦ امامت کیلئے قبر پر کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا جائز ہے
- ♦ قبر پر اذان دینا بدعت ہے
- ♦ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا اور جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا
- ♦ میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا مسئلہ
- ♦ قبرستان جانے کا بیان
- ♦ مرحومین کے لئے ایصال ثواب کا طریقہ
- ♦ چند مروجہ رسمیں

باب ۱۴

- ♦ رات کو سونے سے متعلق ہدایات اور سنتیں
- ♦ نیند بھی اللہ کی نعمت ہے
- ♦ رات کو سونے کے متعلق ہدایات اور سنتیں





مقدمۃ الكتاب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِیْمٌ﴾¹

آپ فرمادیجئے! کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو (جب تم ایسا کرو گے تو) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے مہربان ہیں۔ اگر دنیا میں کسی شخص کو اپنے مالک اور خالق حقیقی کی محبت مطلوب ہو تو اس پر لازم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے۔

شاہراہ سنت کی اہمیت اور فضیلت

جو شخص جس قدر حبیب رب ذوالجلال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مضبوط و مستعد ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی (دین اسلام کی) روشنی کو مشعل راہ بنائے گا وہ اللہ رب العزت کی محبت کے دعوے میں اسی قدر سچا اور کھرا ہوگا۔ جس کا ثمرہ اس کو یہ ملے گا کہ حق تعالیٰ شانہ اس سے محبت فرمائے گا اور اللہ کی محبت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ دونوں جہان میں ہر طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیوں کا ظہور ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع گناہوں کی مغفرت، جہنم سے بچنے اور جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے تو پھر بندے کو اور کیا چاہیے! اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبْلِغُنِیْ حُبَّکَ²

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ أَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّةِ..... جس نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا

1 پارہ: ۳، سورۃ آل عمران، الآیۃ: ۳۱، 2 السنن للامام الترمذی، ابواب الدعوات، باب اللہم انی اسئلک حبک، ص: ۲۰۱، رقم: ۳۴۹۰.

وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔¹

حقیقت یہ ہے کہ سعادت ابدی و عزت سرمدی انسان کے لئے اللہ رب العزت کی محبت کے ساتھ وابستہ ہے اور اس دولت و خلعت کا حصول خاتم الانبیاء، والمعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر موقوف ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی قوی اور عملی ہدایت پر ایسا عمل کرو جیسا کہ عمل کرنے کا حق ہے، پھر دیکھو گے کہ وہ عقد محبت جس کا وعدہ حدیث میں کیا گیا ہے یقیناً نافذ ہو کر رہے گا۔

موجودہ دور میں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنتوں سے بیگانگی بڑھتی جا رہی ہے۔ اور مسلمان اپنے دین اسلام کی تعلیمات چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اختیار کر رہے ہیں۔ سنتوں کی جگہ بدعات اور غیر مسلموں کی راہ و رسم جنم اپنا رہے ہیں۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بار بار اسلامی تعلیمات اور امام الانبیاء، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی طرف دعوت دی جائے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی معاشی و معاشرتی اور اخروی زندگی میں ہر طرح کی صلاح و فلاح کا مدار اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات میں اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے: أما بعد فإن خیر الأمور کتاب اللہ، وخیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وشر الأمور محدثاتہا، وکل محدثۃ بدعة، وکل بدعة ضلالة۔... یاد رکھو! کہ بے شک سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور سب سے بدترین چیز وہ ہے جس کو (دین میں نیا) نکالا گیا ہو اور دین میں ہر نئی پیدا کی گئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت (یعنی اپنی طرف سے دین میں پیدا کی ہوئی نئی بات) گمراہی ہے۔²

امام شافعی فرماتے ہیں جو نئی بات قرآن و حدیث کے برعکس، صحابہ کرام کے اقوال کے منافی اور اجماع امت کے خلاف ہو تو وہ ضلالت و گمراہی ہے اور جو چیز ایسی نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کو سامنے رکھ کر جاگنے سے سونے تک اور سونے سے جاگنے تک اور پیدائش سے لے کر موت اور موت کے بعد تک شب و روز کی ہدایات و سنتیں نقل کی گئی ہیں۔

1 وفى السنن للإمام الترمذی، لفظہ: من احیا سنتی فقد احببنی ومن احببنی کان معی فی الجنة. ابواب العلم. باب ماجاء فی الأخذ بالسنة، ص: ۱۹۲۱، رقم: ۲۶۷۸. 2 السنن للإمام ابن ماجہ، کتاب السنة، باب اجتناب البدع والجدل، ص: ۲۳۷۹، رقم: ۴۵.



نیز مستحبات چونکہ سنت ہی کی ایک قسم ہیں اس لئے اس کتاب میں مستحبات کو کہیں سنت کے نام سے نقل کیا گیا ہے اور کہیں کہیں مستحب کے نام سے لکھا گیا ہے اور ساتھ ساتھ متعلقہ مسائل بھی بقدر ضرورت نقل کئے گئے ہیں، جو قرآن وحدیث اور ان سے ماخوذ فقہی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔

اس کتاب میں پیدا ہونے سے لیکر موت تک پیش آنے والے حالات اور سفر وحضر کے متعلق مختلف اوقات کھانے، پینے، پہننے، شادی، غمی، سونے جاگنے اور جہاد وغیرہ کی دعائیں امکانی کوشش کے بقدر جمع کی گئی ہیں۔ ان دعاؤں میں غور وخوض کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان میں توحید کی بڑی اہم تعلیمات ہیں اور انکے پڑھنے وسمجھنے سے اللہ رب العزت کی ربوبیت والوہیت کا بار بار اقرار ہوتا ہے اور دل وزبان پر بار بار یہ بات آتی ہے کہ اللہ ہی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا، اسی نے زندہ رکھا، اسی نے کھلایا اور پلایا، اسی نے پہنایا، اسی نے سلایا اور اسی نے جگایا، اسی کے حکم سے صبح وشام ہوتی ہے اور اسی کے حکم سے موت آتی ہے۔ سفر وحضر میں وہی محافظ ہے، دشمنوں اور شیطانوں کے شر سے وہی بچاتا ہے، بارش اسی کے حکم سے آتی ہے، ہوائیں اسی کے حکم سے چلتی ہیں، وہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اس کا کوئی مشیر وشریک نہیں وہ تمام چیزوں کا مالک اور ہر شئی پر قادر ہے۔ لہذا ہر مجلس، ہر موقع اور ہر مقام و ہر ضرورت کے وقت اسی کو یاد کرنا لازم ہے اور ہر نعمت کے حاصل ہونے پر اور ہر دکھ وتکلیف کے زائل ہونے پر اسی کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے: **وَلَسَنَ شُكْرُكُمْ لَا زِيْدَ نَعْمَ وَلَسَنَ كُفْرُكُمْ اَنْ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ** اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے۔¹

یعنی اگر احسان مان کر زبان و دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی، جسمانی و روحانی اور دنیوی اور اخروی ہر قسم کی نعمتیں (ناشکری کرنے پر) سلب کر لی جائیں گی اور ناشکری کی مزید سزا الگ رہی۔²

لہذا بندہ کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بن کر رہنا چاہیے اور ان دعاؤں کو بڑے اہتمام سے پڑھنا چاہیے کیونکہ ان کے پڑھنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے جو اللہ جل شانہ تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اپنی زبان میں شکر ادا کرنے کے بجائے قرآن وحدیث کی بتلائی ہوئی دعاؤں کا ورد رکھنا اور موقع بہ موقع ان کو پڑھنا بہت زیادہ اہم ہے۔ ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ

ترجمہ بھی اقل کیا ہے، اس کو بھی دیکھ لیا کریں تاکہ یہ معلوم ہو کہ کیا کہہ رہے ہیں اور کیا مانگ رہے ہیں۔ ذکر و دعاؤں سے جو قلبی سکون حاصل ہوتا ہے دنیا کی کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔

اس کتاب میں حدیث کے مضمون کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی آیات مقدسہ بھی لکھی گئی ہیں جس سے آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ قرآن و حدیث لازم و ملزوم ہیں ان میں سے کسی ایک کو ترک کرنے سے آج تک نہ کوئی ہدایت کا راستہ پاسکا ہے اور نہ آئندہ کوئی پاسکے گا۔ جو لوگ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں (ان کا طرز بیان خواہ کچھ بھی ہو) وہ درپردہ نبوت و رسالت کے انکاری ہیں۔ ایسے لوگوں سے دور رہنے میں ایمان کی سلامتی ہے اور تحریر، تقریر، جان اور مال سے ایسے لوگوں کے خلاف جدوجہد کرنا جہاد کا حصہ ہے۔ پہلے ان لوگوں کو سمجھایا جائے اگر کسی صورت میں ماننے والے نہ ہوں تو ان سے نفرت و بے زاری کا اعلان جزو ایمان ہے۔ قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اقتداء کی تاکید ایک ضابطہ کی صورت میں بیان فرمائی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ۔¹

یعنی جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے۔ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی اقتداء کا حکم ثابت ہوا۔
محققین ائمہ تفسیر کے نزدیک اس کی عملی صورت یہ ہے کہ جس کام کا کرنا یا چھوڑنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدرجہ وجوب ثابت ہو اس کی اتباع واجب و لازم ہے اور جس کام کا کرنا یا چھوڑنا بدرجہ استحباب ثابت ہو اس کا کرنا یا چھوڑنا بھی درجہ استحباب میں رہے گا کہ اس کی خلاف ورزی گناہ نہ قرار دی جائیگی۔²

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی اعلیٰ اقدار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ اور آپ عظیم اخلاق پر پیدا کئے

گئے ہیں۔^۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اخلاق و ماکات پر آپ کو پیدا فرمایا کہ آپ کی زبان قرآن کریم ہے اور آپ کے اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر ہیں۔ قرآن جس نیکی و خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے وہ آپ میں فطرتاً موجود ہے اور جس بدی و درشتی سے روکتا ہے، آپ طبعاً اس سے متنفر و بیزار ہیں۔^۲



ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا خوب بات ارشاد فرمائی جب ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن ہے یعنی جو کچھ فرمان الہی تھا اسی پر آپ کا عمل تھا۔



قرآن کریم کی کئی آیات بینات میں یہ بات واضح طور پر بیان فرمائی گئی ہے کہ قرآن وحدیث لازم و ملزوم ہیں۔ نیز تمام صحابہ کرامؓ، محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اور جمہور امت کا عقیدہ و نظریہ بھی یہی ہے کہ قرآن وحدیث لازم و ملزوم ہیں، ان میں سے کسی ایک کو ترک کر کے ہدایت کا راستہ پانا ناممکن ہے۔ اسی لئے قرآن وحدیث کی ہدایات کی روشنی میں ”شاہراہ سنت“ کے نام سے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ بارگاہ رب ذوالجلال میں قبولیت کا شرف حاصل ہونے کی دعا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان نفوس قدسیہ پر بھی رحمتیں نازل فرمائے، جن کی تصانیف سے میں نے استفادہ کیا اور اس کتاب کے معاملے میں جن مخلص احباب نے معاونت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو دارین میں اجر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین

احقر العباد ابو عمر عبدالشکور قاسمی قدس اللہ سرہ العزیز



نیند سے جاگنے کے متعلق ہدایات اور سنتیں

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رحمة للعالمين وعلى اله
وأصحابه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

عن حذيفة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من
الليل وضع يده تحت خده ثم يقول اللهم باسمك أموت وأحيا وإذا استيقظ
يقول الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا واليد النشور.¹

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں اپنے
بستر پر تشریف لاتے اور سونے کے لیے لیٹتے تو اپنا ہاتھ (دائیں ہتھیلی) اپنے (دائیں) گال کے
نیچے رکھتے اور یہ فرماتے اللھم باسمک أموت وأحیی (اے اللہ! میں تیرے ہی نام پر مرتا
(یعنی سوتا) ہوں اور تیرے ہی نام پر زندہ ہوتا) (یعنی جاگتا) ہوں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نیند سے بیدار ہوتے تو یہ فرماتے الحمد لله الذي احيانا بعد ما اماتنا واليه
النشور۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے زندہ کیا ہم کو مرنے کے بعد (یعنی نیند
سے بیدار کیا) اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے اور سوکر اٹھنے کے وقت کی
دعاؤں کا ذکر ہے۔ لہذا سب سے پہلے سوکر اٹھنے کے بعد کی سنتیں نقل کی جائیں گی۔ حدیث
شریف کا پہلا حصہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کے وقت کی دعا کا ذکر ہے اسے آخر
میں نقل کیا جائے گا۔

نیند موت کی مانند ہے

انسان جب سوتا ہے تو گویا وہ مردے ہی کے حکم میں ہوتا ہے، کیونکہ حق تعالیٰ شانہ اس کی

1. الصحيح للإمام البخاری، کتاب الدعوات، باب وضع اليد تحت خد اليسى ص: ۱۳۰،

روح عارضی طور پر قبض کر لیتا ہے پھر اس کے بعد اسکی روح اس کے جسم میں واپس بھیج دیتا ہے یعنی نیند سے بیدار کر دیتا ہے یا اس کی روح کو رکھ چھوڑتا ہے یعنی قبض کر لیتا ہے۔

اسی کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، فرمایا: ﴿اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ

مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾¹ اللہ کھینچ لیتا ہے

جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اور ان کو ایک وعدہ مقررہ تک اس بات میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو دھیان کرتے ہیں۔²

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ فرمایا ہے کہ جانداروں کی ارواح ہر حال اور ہر وقت میں اللہ تعالیٰ کے زیر تصرف ہیں جب چاہیں ان کو قبض کر سکتے ہیں اور اس تصرف باری تعالیٰ کا ایک مظاہرہ تو ہر جاندار روزانہ دیکھتا اور محسوس کرتا ہے کہ نیند کے وقت اس کی روح ایک حیثیت سے قبض ہو جاتی ہے پھر بیداری کے بعد واپس مل جاتی ہے اور آخر کار ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ بالکل قبض ہو جائے گی واپس نہ ملے گی۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ قبض روح کے معنی اس کا تعلق بدنِ انسانی سے قطع کر دینے کے ہیں۔ کبھی یہ ظاہر اور باطن بالکل منقطع کر دیا جاتا ہے اس کا نام موت ہے اور کبھی صرف ظاہر منقطع کیا جاتا ہے باطن باقی رہتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ صرف حس اور حرکت ارادہ جو ظاہری علامت زندگی ہے وہ منقطع کر دی جاتی ہے اور باطن روح کا تعلق باقی رہتا ہے جس سے وہ سانس لیتا ہے اور زندہ رہتا ہے اور صورت اس کی یہ ہوتی ہے کہ روح انسانی کو جو عالم مثال کے مطالعہ کی طرف متوجہ کر کے اس موجودہ عالم سے غافل اور معطل کر دیا جاتا ہے تاکہ انسان مکمل آرام پاسکے اور کبھی یہ باطنی تعلق بھی منقطع کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے جسم کی حیات بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

ان گزارشات سے معلوم ہوا کہ نیند بھی موت کا ایک حصہ ہے جس کو حدیث شریف میں موت کی بہن کہا گیا ہے، جب بھی آدمی بیدار ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ رب العزت کی حمد و ثناء کرتے ہوئے نئے دن کی زندگی کا آغاز کرے اور یہی سنت رسول ہے۔ حدیث بالا کے دوسرے حصے میں فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تو یہ فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي

1 پارہ: ۲۳، سورۃ الزمر، الآیۃ: ۴۲۔ 2 تفسیر عثمانی، تحت تفسیر سورۃ الزمر، الآیۃ: ۴۲ ص:

أَحْيَانًا بَعْدَ مَا أَمَاتْنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ¹ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس نے زندہ کیا ہم کو مرنے کے بعد اور ہم سب کو اسی کی طرف رجوع ہونا ہے۔

نیند سے بیدار ہونے کے بعد کی سنتیں

نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ماننا، تاکہ نیند کا خمیر دور ہو جائے۔ جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُورُ² سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا۔³

وضو میں دوبارہ مسواک کی جائے گی۔ سوکر اٹھتے ہی مسواک کر لینا علیحدہ سنت ہے۔ کوئی بھی لباس زیب تن کریں تو پہلے دائیں طرف سے شروع کریں پھر بائیں طرف پر ختم کریں اور ایسے ہی جوتا بھی پہلے دائیں پاؤں میں پھر بائیں پاؤں میں پہنیں اور جب اتاریں تو پہلے بائیں پاؤں سے اتاریں۔ بدن پر کسی بھی چیز کے پہننے اور اتارنے کا یہی مسنون طریقہ ہے۔⁴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص رات کو بیدار ہو تو یہ تسبیح پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ. اور اسکے بعد یہ کہے رب غفر لی (راوی کہتے ہیں یا یہ فرمایا کہ پھر) کوئی بھی (دعا کرے اس کی دعا قبول کی جائے گی) اور پھر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔⁵

سونے کے بعد جاگنا نصیب ہو تو کیا ہی اچھا ہے کہ ہم اس جاگنے کو سنت کے مطابق ڈھال لیں تاکہ ہمارے لئے آخرت کا ذخیرہ جمع ہوتا رہے اور جب ہمارا جاگنا سنت کے مطابق ہوگا تو رب العالمین کی ذات عالی سے امید ہے کہ ہمیں دن بھر بھی دیگر سنتوں پر عمل کرنے اور یہود و بنود کے غلط طریقوں سے بچنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ اللہ رب العزت ہم سب کو ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الدعوات، باب وضع اليد تحت خد اليسى ص ۱۳۰۰، رقم ۱۳۱۴ 2 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الدعوات، باب ما يقول إذا قام، ص ۵۳۲، رقم ۱۳۲۵ 3 السنن للإمام ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب السواک لمن قام، ص ۱۲۲۱، رقم ۵۵ (۴) الصحيح للإمام مسلم، کتاب الطهارة، باب التيمم في الطهور وغيره، ص ۲۲، رقم ۱۱۶ و ۱۱۷ 4 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الدعوات، باب وضع اليد تحت خد اليسى ص ۱۳۰۰، رقم ۱۳۱۴

بیت الخلاء کے متعلق ہدایات اور سنتیں

عن أنس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء يقول اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ فرماتے: اے اللہ! میں خبیث جنوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں خواہ وہ خبیث جن ہوں یا جنیاں۔¹

وفی رواية إذا خرج من الخلاء قال "الحمد لله الذي أذهب عني الأذى وعافاني" ایک روایت میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے: سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے دور کیا مجھ سے تکلیف دہ چیز کو اور عافیت بخشی۔²

قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے، فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں تو بہ کرنے والے اور گندگی سے بچنے والے۔³ دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے پاکیزگی کا خاص اہتمام کرنے والی ایک جماعت کی مدح فرمائی، فرمایا: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ اس (بستی) میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔⁴

حضرت ابوایوب انصاری، جابر اور انس رضی اللہ عنہم اجمعین راوی ہیں کہ جب یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی جس میں قباء میں رہنے والے انصار کی ایک جماعت کی پاکیزگی کی تعریف فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے پاکی کے معاملہ میں تمہاری تعریف کی ہے تمہاری پاکی کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں اور جنابت (ناپاکی) سے غسل کرتے ہیں اور ڈھیلے کے بعد پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ آپ

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، ص: ۱۵، رقم: ۱۴۲، 2 السنن للإمام ابن ماجہ، کتاب الطہارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، ص: ۲۹۵، رقم: ۳۰۱، 3 بارہ: ۲، بارہ: ۲، سورة البقرة، الآية: ۲۲۲، ترجمہ شیح الفند محمود حسن، تفسیر عثمانی، ص: ۴۳، 4 بارہ: ۱۱، سورة توبه، آیت: ۱۰۸، تفسیر عثمانی ص ۲۷۰

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذاک فعلیکم وہ یہی (بات خدا کی محبت کا سبب) ہے لہذا تم اسے لازم پکڑو۔¹

اس آیت کے پہلے جملے میں پاکیزگی حاصل کرنے والوں کی تعریف فرمائی اور دوسرے جملہ میں اللہ تعالیٰ نے پاکیزگی حاصل کرنے والوں سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک ہی کو پسند فرماتے ہیں اور یہ سنت رسول ہی میں ممکن ہے۔

صبح اٹھنے کے بعد عام طور پر بیت الخلاء جانے کی حاجت ہوتی ہے اس لئے بیت الخلاء کے آداب اور مسنون طریقے نقل کئے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان جب بھی کوئی غذا کھاتا ہے وہ غذا معدہ میں پہنچ کر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک حصہ تو خون بن کر قوت و طاقت پیدا کرتا ہے جس سے جسم کے ذرے ذرے کو توانائی پہنچتی ہے اور دوسرا حصہ فضلہ بن کر پیشاب پاخانہ کی شکل میں نکل جاتا ہے۔ اگر قدرت کے اس نظام کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ بندوں پر اللہ کا بہت بڑا انعام و احسان ہے جس کا شکر بندے سے کما حقہ ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت پیغمبر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں جو شکرانے کی ایک شکل ہے۔ غیروں کے طریقے سے گریز کریں جس سے پاکیزگی کا حصول مشکل ہے۔ مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا یا پیشاب کے قطرہوں سے احتیاط نہ کرنا یا استنجاء کرنا وغیرہ۔ پاکی اللہ رب العزت کو بہت محبوب ہے اور یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں ممکن ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ طہارت اور پاکیزگی جزو ایمان ہیں۔²

بیت الخلاء سے متعلق ہدایات اور سنتیں

پانی لینے کے لئے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالیں بلکہ دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین مرتبہ دھولیں پھر پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔³

استنجاء کے لئے پانی اور مٹی کے ڈھیلے دونوں لے جائیں۔ تین یا پانچ پتھر ہوں تو مستحب ہے۔⁴

اگر پہلے سے بیت الخلاء میں انتظام کیا گیا ہو تو کافی ہے۔ اگر ایک کا کیا گیا ہو مثلاً پانی کا

1 السنن للامام ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب الاستنجاء بالماء، ص: ۲۲۹۹، رقم الحدیث ۳۵۵

2 الصحیح للامام مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، ص: ۷۱۸، رقم: ۵۳۲

3 السنن للامام الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب اذا استیقظ احدکم، ص: ۱۶۳۲، رقم: ۲۴

4 الصحیح للامام البخاری، باب الاستنجاء بالماء و باب الاستنجاء بالحجارة، ص: ۱۵، رقم: ۱۶

تو ڈھیلے کا انتظام خود کر کے جائیں۔ آج کل فلیش بیت الخلاؤں میں ڈھیلوں کی وجہ سے پانی کی نکاسی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اس لئے بیت الخلاء میں ٹوائلٹ پیپر کا استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ فلیش خراب نہ ہو۔

مرڈھا تک کر اور جوتا پہن کر بیت الخلاء میں جانا۔¹

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھنا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ..... یعنی میں ناپاک جنوں جنیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔²

فائدہ! اس دعا کی برکت سے خبیث شیطین اور بندہ کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے جس سے وہ شرمگاہ نہیں دیکھ پاتے۔³

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم اندر رکھنا۔⁴
 شرمگاہ کھولتے وقت آسانی کے ساتھ جتنا نیچے ہونا ممکن ہو نیچے ہو کر کھولنا۔⁵
 انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآنی آیات یا اللہ اور اس کے رسول کا نام لکھا ہو (اور وہ دکھائی دیتا ہو) تو اس کو باہر ہی چھوڑ جانا۔⁶

فائدہ! تعویذ وغیرہ اگر موم جامہ کیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو اسے پہن کر جانا جائز ہے۔ انگوٹھی وغیرہ اگر جیب میں ڈال کر جائیں تو یہ بھی جائز ہے۔
 رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور نہ پیٹھ، بلکہ شمالاً یا جنوباً ہو کر بیٹھنا یا ترچھے ہو کر بیٹھنا۔⁷

رفع حاجت کے وقت بلا ضرورت شدید کلام نہ کرنا اسی طرح زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہ کریں۔ اگر چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہے۔⁸
 داہنے ہاتھ سے عضو مخصوص کو نہ چھونا اور نہ ہی داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا۔⁹

1 بہشتی زیور، ص: ۹۱، 2 الصحیح للامام البخاری، کتاب الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء، ص: ۱۵، رقم: ۱۴۲، 3 السنن للامام ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب ما یقول اذا دخل الخلاء، ص: ۲۴۹۹، رقم: ۲۹۷، 4 بہشتی زیور صفحہ: ۹۱، 5 السنن للامام ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب کیف التکشف عند الحاجة، ص: ۱۲۳، رقم: ۱۴، 6 السنن للامام ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب الخاتم یكون فیہ ذکر اللہ، ص: ۱۲۳، رقم: ۱۹، 7 الصحیح للامام البخاری، کتاب الوضوء، باب لا یتقبل القبلة، ص: ۱۵، 8 السنن للامام ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن الاجتماع علی الخلاء والحديث عنده، ص: ۲۴۹۸، رقم: ۳۴۲، 9 صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب النہی عن الاستنجا بالیمین ص: ۱۶، رقم: ۱۵۳.

پیشاب پاخانوں کی چھینٹوں سے انتہائی احتیاط برتنا کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔¹

بیت الخلاء نہ ہونے کی صورت میں جیسے جنگل یا شہر سے باہر میدان میں قضاے حاجت کی ضرورت پیش آجائے تو اس وقت کسی چیز کی آڑ میں بیٹھنا یا قضاے حاجت کے لئے اتنا دور چلے جانا کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔²

مذکورہ بالا صورت میں پیشاب کرنے کے لئے نرم زمین تلاش کرنا تاکہ چھینٹے نہ پڑیں اور زمین چھینٹوں کو جذب کرتی چلی جائے۔³

پیشاب بیٹھ کر کرنا نہ کہ کھڑے ہو کر۔⁴

استنجا پہلے ڈھیلوں سے کرنا اس کے بعد پانی سے کرنا۔⁵

بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالنا۔⁶

پیشاب کے بعد اگر استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں سکھانا۔⁷

استنجا کے لئے بڈی یا لید اور گوبر وغیرہ استعمال نہ کرنا۔⁸

لوگوں کے راستہ میں پاخانہ پیشاب کرنا اور نہ ہی لوگوں کے کسی سایہ کے نیچے پاخانہ پیشاب کرنا (اور نہ کسی کے گھر کے پاس پیشاب پاخانہ کرنا)۔⁹

بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد یہ دعا پڑھنا: غُفِرَ اَتَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذَى وَعَمَّا فَاَنِي..... اے اللہ میں تیری بخشش کا طلبگار ہوں، سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے دور کیا مجھ سے تکلیف دہ چیز کو اور مجھے عافیت بخشی۔¹⁰

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے:

- 1 السنن للامام ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الاستبراء من البول، ص: ۱۲۲۲، رقم: ۲۰.
- 2 السنن للامام ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب التخلی عند قضاء الحاجة، ص: ۱۲۲۳، رقم: ۱.
- 3 السنن للامام الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ان النبی کان اذا اراد الحاجة، ص: ۱۲۲۳، رقم: ۲۰.
- 4 السنن للامام الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی النہی عن البول قائما، ص: ۱۲۳۰، رقم: ۱۲.
- 5 السنن للامام الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب الاستنجاء بالماء، ص: ۱۲۳۱، رقم: ۹.
- 6 السنن للامام الترمذی، الطہارۃ، باب اذا خرج من الخلاء، ص: ۱۲۲۹، رقم: ۷.
- 7 السنن للامام الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب فی الرخصة، ص: ۱۲۳۰، رقم: ۸.
- 8 السنن للامام الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب کراهیۃ ما یستنجنی بہ، ص: ۱۲۳۱، رقم: ۱۸.
- 9 الصحیح للامام مسلم، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن التخلی فی الطرق، ص: ۴۲۲، رقم: ۱۱۸.
- 10 السنن للامام الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب اذا خرج من الخلاء، ص: ۱۲۳۰، رقم: ۷.

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي مَا يُؤْذِينِي وَآبَقَنِي عَلَى مَا يَنْفَعُنِي

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے زیبا ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور وہ چیز باقی رکھی جو میرے لئے فائدہ مند ہے۔¹

انسان جب بھی بیت الخلاء میں جائے اور ان سنتوں پر عمل کرے تو دن رات میں آدمی کو کتنی بار قضاے حاجت پیش آتی ہے اگر غور کریں تو اس ایک عمل سے سو سے زیادہ سنتوں پر عمل کر سکتے ہیں۔ اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے آنا چاہیے کہ نظامِ بخم اور نظامِ اخراج اگر ان دونوں نعمتوں پر کوئی غور و فکر کرے تو اسے احساس ہو کہ یہ کتنی اہمیت کی حامل ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج ایسے کتنے بے حس و لا پرواہ انسان ملیں گے جن کے شعور میں اس کا تصور بھی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

غسل کے آداب اور سنتیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 إذا جلس أحدکم بین شعبہا الأربع ثم جہدہا فقد وجب الغسل وإن لم یزل.
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ
 جب تم میں سے کوئی شخص عورت سے ہم بستر ہو تو اس پر غسل واجب ہو گیا خواہ منی نہ نکلے۔¹
 صبح اٹھنے کے بعد بعض مرتبہ غسل جنابت (جو فرض ہے) کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر خواب
 میں احتلام ہو جائے اور صبح اٹھ کر کپڑوں پر منی کا اثر دیکھے تو غسل واجب ہوگا اور اگر خواب میں
 احتلام ہوا مگر صبح اٹھ کر کپڑوں پر کچھ بھی اثر نہ دیکھا تو غسل واجب نہیں ہوگا اور اگر احتلام اسے یاد
 نہیں مگر جب صبح اٹھا تو کپڑوں پر ایسے آثار دیکھے جیسے کہ احتلام ہوا ہو جب بھی غسل واجب ہوگا۔
 واضح رہے کہ یہی مسئلہ عورتوں کے لئے بھی ہے کیونکہ بعض عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیلات کے لئے کسی فقیہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ کیونکہ یہاں مسائل
 پر بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ غسل کی فرضیت اور اس کا مسنون طریقہ بیان کرنا مقصود ہے۔ قرآن
 مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ
 وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنْبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا
 وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ
 تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
 عَفُوًّا غَفُورًا﴾ اے ایمان والو! جس وقت تم نشہ میں ہو نماز کے نزدیک نہ جاؤ، یہاں تک کہ تم
 سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل نہ
 کرو لوہاں اگر بحالت سفر رستے پر جا رہے ہو (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کر سکو تو تیمم کر کے
 نماز پڑھ لو)۔ اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا کوئی شخص بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہے یا عورتوں

1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الغسل، باب إذا التقی الختانان، ص: ۲۵، رقم: ۲۹۱، طبع دار السلام ریاض۔

سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کو پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو (یعنی تیمم کر لو) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔¹

دوسرے مقام پر سورۃ المائدہ میں فرمایا: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہو لو۔²

ان ارشادات باری تعالیٰ اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ جنبی ہونے کی بناء پر غسل فرض ہو جاتا ہے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو مثلاً بیمار ہے پانی کے استعمال سے جان کا خطرہ ہے یا بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہے یا پانی کے حصول میں دشواری ہے مثلاً جانے پانی پر دشمن کے حملہ کا خطرہ ہے یا پانی نہیں مل رہا ہے تو ایسی تمام صورتوں میں تیمم کر لے۔

تیمم کرنے کا طریقہ

پہلے پاکی کی نیت کرے، پھر پاک مٹی پر ہلکے سے دونوں ہاتھ مارے اور پورے منہ پر پھیر لے۔ اسی طرح دوبارہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کے پورے ہاتھ کہنی سمیت پھیر لے۔ تو اس طرح تیمم غسل کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ ان مسائل کے بارے مزید تفصیلات کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

جس گھر میں جنبی ہو، وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے

بعض لوگ غسل کرنے میں سستی کر جاتے ہیں یہ انتہائی ناپسندیدہ بات ہے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ اگر فجر ہو جانے کے بعد آدمی غسل جنابت نہ کرے اور جنابت کی حالت میں پڑا رہے تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔³

ایک اور روایت میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تدخل الملائكة بیتا فيه صورة ولا كلب ولا جنب جس گھر میں کسی (جاندار) کی تصویر یا جنبی یا کتا ہو تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔⁴

فائدہ! جاننا چاہیے کہ جنابت نجاست حکمی ہے یعنی شریعت نے اس کو نجس کہا ہے اور اس پر غسل واجب قرار دیا ہے لہذا حالت جنابت میں آدمی حقیقتہً نجس نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جنبی کا

1 پارہ: ۵، سورۃ النساء، الآیہ: ۴۳۔ تفسیر عثمانی، ص: ۱۱۰۔ 2 پارہ: ۶، سورۃ المائدہ، الآیہ: ۶، تفسیر عثمانی، ص: ۱۴۳۔ 3 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطہارۃ، باب مغلطۃ الجنب، ص: ۱۰۲۔ 4 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطہارۃ، باب الغسل، ج: ۱، ص: ۱۰۰، رقم: ۴۶۳۔

جھوٹا ناپاک نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا پسینہ ناپاک ہوتا ہے اس لئے جنبی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ماننا جانا، مصافحہ کرنا، کام کرنا، کھانا کھانا یا اسی طرح کے دوسرے معاملات کرنے میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے۔

غسل کرنے کا مسنون طریقہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے پھر انگلیاں پانی میں ڈالتے پھر انھیں نکال کر اپنے بالوں کی جڑوں میں خیال فرماتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی لے کر سر میں ڈالتے اور پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہاتے۔¹

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل شروع کرتے اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر استنجا کرتے اور اس کے بعد وضو فرماتے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ غسل میں پورے جسم کو دھونا فرض ہے حتیٰ کہ ایک بال کے برابر بھی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ ناک اور منہ کے اندرونی حصے چونکہ جسم کے ظاہری حصے کہلاتے ہیں اس لئے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا غسل جنابت میں فرض ہے۔ یوں غسل جنابت میں تین فرض ہوئے: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، پورے جسم پر پانی ڈالنا۔ باقی تمام افعال جو روایات مذکورہ میں ہیں ”سنن“ کہلاتے ہیں۔

غسل کے آداب اور سنن

جسم کے جس حصے پر ناپاکی لگی ہوئی ہو، اس کو تین مرتبہ دھونا۔²
پیشاب اور پاخانہ دونوں سے استنجنے کرنا (خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو)۔³
شرعاً مرگاہ اور نجاست وغیرہ دھونے کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے رگڑنا (مٹی پاس نہ ہونے کی صورت میں صابن وغیرہ سے خوب صاف کرنا)۔⁴

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ص: ۲۲، رقم: ۲۴۸

2 السنن للإمام الترمذی، ابواب الطہارة، باب ان تحت کل شعرة جنابة، ص: ۱۶۳، رقم: ۱-۶

3 السنن للإمام الترمذی، ابواب الطہارة، باب الغسل من الجنابة، ص: ۱۶۲، رقم: ۱-۳

4 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الغسل، باب مسح اليد بالتراب، ص: ۲۳، رقم: ۲۶۰

غسل سے پہلے پورا وضو کرنا اگر نہانے کا پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہے تو پھر وضو، میں پیروں کو نہ دھوئے بلکہ آخر میں یہاں سے ہٹ کر پاؤں دھوئے (پانی کی نکاسی کی صورت میں پہلے ہی دھو لے)۔¹

پہلے سر پر پانی ڈالنا پھر ہاتھیں کندھے (پر اتنا پانی ڈالنا کہ قدموں تک پہنچ جائے) پھر بدن کو ہاتھوں سے ملنا اس طرح تین بار کرنا۔²

غسل کے بعد کپڑے کو جسم سے پونچھنا بھی ثابت ہے اور نہ پونچھنا بھی لہذا جو بھی صورت اختیار کریں سنت ہونے کی نیت سے درست ہے۔³

فائدہ! چار صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے: نماز جمعہ کے لئے غسل کرنا، عیدین کے لئے غسل کرنا، حج یا عمرے کے احرام کے لئے غسل کرنا، حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال آفتاب غسل کرنا۔⁴

فی الجملہ غسل کے تین فرض، چھ سنتیں اور چار صورتوں میں غسل کرنا سنت ہوا۔ ان صورتوں کے علاوہ بھی غسل کریں تو اس نیت سے کہ صفائی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے انشاء اللہ سنت کا ثواب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ص: ۲۲، رقم: ۲۴۹.

2 السنن للإمام الترمذی، ابواب الطہارة، باب الغسل من الجنابة، ص: ۱۶۳۲، رقم الحدیث ۱۰۳.

3 السنن للإمام الترمذی، ابواب الطہارة، باب فی المنديل بعد الوضوء، ص: ۱۶۳۶.

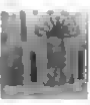
4 ۵۳. 4 مظاهر حق، کتاب الطہارة، جلد: اول، صفحہ: ۳۵۵.

ہر کام کی ابتدا ”بسم اللہ“ سے کرنا

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل امر ذی بال لا یدء ببسم اللہ فیہ ایترو فی
روایۃ لا یدء بحمد اللہ..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کام کی ابتدا ”بسم اللہ“
سے نہ ہو (دوسری روایت میں ہے کہ ”الحمد للہ“ سے) تو وہ کام بے برکت ہوتا ہے۔^۱

اسلام نے ہر کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرنے کی ہدایت دے کر انسان کی
پوری زندگی کا رخ اللہ جل شانہ کی طرف اس طرح پھیر دیا ہے کہ وہ قدم قدم پر اس حلف وفاداری
کی تجدید کرتا رہے کہ میرا وجود اور میرا کوئی بھی کام بغیر اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے اور اس کی مدد
کے نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے انسان کی ہر نقل و حرکت اور تمام معاشی اور دنیوی کاموں کو بھی ایک
عبادت بنا دیا ہے۔ عمل کتنا مختصر ہے کہ اس میں کوئی وقت خرچ ہوتا ہے نہ محنت جبکہ فائدہ کتنا
کیمیائی اور بڑا ہے کہ دنیا بھی دین بن جائے۔ ایک کافر بھی کھاتا ہے اور ایک مسلمان بھی، مگر
مسلمان اپنے لقمے سے پہلے ”بسم اللہ“ کہہ کر یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ لقمہ زمین سے پیدا ہونے سے
لیکر تیار ہونے تک آسمان، زمین، ہوا اور ان گنت مخلوقات کی طاقتیں اور پھر لاکھوں انسانوں کی
مخفیتیں صرف ہو کر تیار ہوا ہے۔ اس کا حاصل کرنا میرے بس میں نہ تھا۔ یہ محض اللہ کی ذات
کا کرشمہ ہے۔ جس نے ان تمام مراحل سے گزار کر یہ لقمہ یا گھونٹ مجھے عطا فرمایا۔ مسلمان اور کافر
دونوں سوتے اور جاگتے ہیں، چلتے پھرتے ہیں۔ ہر مومن مسلمان سونے سے پہلے اور بیدار
ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ کے ساتھ اپنے رابطے کی تجدید کرتا ہے۔ جس سے یہ
تمام دنیاوی اور معاشی ضرورتیں ذکر اللہ بن کر عبادت میں لکھی جاتی ہیں۔ مسلمان کسی بھی سواری
پر سوار ہوتے ہوئے ”بسم اللہ“ کہہ کر گویا یہ شہادت دیتا ہے کہ اس سواری کا پیدا کرنا مہیا کرنا پھر
اس کو میرے قبضہ میں دے دینا انسان کی قدرت سے باہر ہے۔ الغرض رب العزت کے بنائے
ہوئے نظام محکم ہی کا کام ہے کہ کہیں کی لکڑی، کہیں کا لوبہ، کہیں کی مختلف دھاتیں، کہیں کے

۱ السنن للدارقطنی، کتاب الصلوۃ، ج: ۱، ص: ۲۲۹، رقم: ۲، وکذا فی المنصف للإمام عبد الرزاق،



کارگیر، کہیں کے چلانے والے سب کے سب انسان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ غور کیجئے کہ خدا کی ان تمام پیدا کردہ چیزوں کو استعمال میں لا کر بھی اللہ کا نام نہ لینا کس قدر کم ظرفی اور ناشکری کی بات ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ہر کام کی ابتداء، خدائے وحدہ لا شریک کے نام سے کی جائے۔

بسم اللہ ایک نسخہ راکسیر

یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ بسم اللہ ایک نسخہ راکسیر ہے، جس سے تانبے کا نہیں خاک کا بھی سونا بن جاتا ہے۔ ”فللہ الحمد علی دین الإسلام وتعلیماته“ لفظ ”اللہ“ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے سب سے بڑا اور سب سے جامع نام ہے اور بعض علماء نے اس کو اسم اعظم کہا ہے اور یہ نام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس لفظ کی تثنیہ اور جمع نہیں۔ کیونکہ اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نام ہے اس موجود اور حق ذات کا جو تمام صفات کمال کی جامع اور صفات ربوبیت کے ساتھ متصف، یکتا اور بے مثال ہے۔ اس لئے بسم اللہ کے معنی مذکورہ ترتیب سے یہ ہوئے کہ اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کے نام کی مدد سے اور اللہ کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں (اب آپ کسی بھی کام کو بسم اللہ سے شروع کریں تو ان تینوں معنوں میں سے کوئی ایک از خود وہاں متعین ہو جائے گا۔

الرحمن الرحیم

یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ رحمن کے معنی ہیں عام الرحمة یعنی جس کی رحمت عام ہو اور رحیم کے معنی ہیں تام الرحمة یعنی جس کی رحمت کامل ہو۔ لفظ رحمن اللہ جل شانہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے کہ کسی مخلوق کو رحمن کہنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں ہو سکتا جس کی رحمت سے عالم کی کوئی چیز خالی نہ رہے یہ صرف اللہ کی صفت ہے تو جس طرح لفظ ”اللہ“ کا جمع یا تثنیہ نہیں آتا اسی طرح رحمن کا بھی تثنیہ یا جمع نہیں آتا۔ وہ ایک ہی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے اور تیسرے کا وہاں احتمال ہی نہیں بخلاف لفظ رحیم کے کہ اس کے معنی میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا پایا جانا مخلوق میں ناممکن ہو۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی شخص سے پوری پوری طرح رحم کا معاملہ کرے۔ اس لئے لفظ رحیم انسان کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے ﴿بِالْمُؤْمِنِينَ﴾

دء وف رحیم ۛ آپ مؤمنین کیلئے مہربان اور رحیم ہیں۔^۱

فائدہ! اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل (عبدالرحمن، سیف الرحمن، انیس الرحمن، حفیظ الرحمن وغیرہ) ناموں میں تخفیف کر کے رحمٰن کہتے ہیں اور اس شخص کو محض رحمٰن کے نام سے خطاب کرتے ہیں۔ یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

اس تفصیل کے بعد اب حدیث بالا میں غور کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ کام کہ جس کی ابتداء بسم اللہ سے نہ ہو وہ بے برکت ہوتا ہے اور جس کام کی ابتداء بسم اللہ سے ہو تو اس میں برکت اور اللہ کی طرف سے مدد و رحمت ہوتی ہے۔

بسم اللہ سے متعلق ہدایات اور سنّتیں

حضرت حسنؑ سے کسی نے بسم اللہ کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ تو ہر تحریر کا سرنامہ ہے۔^۲

خط نویسی کی اصل سنت تو یہی ہے کہ ہر خط کے شروع میں بسم اللہ لکھی جائے۔ لیکن قرآن و سنت کے نصوص و اشارات سے حضرات فقہاء نے یہ قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ جس جگہ بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھا جائے اگر اس کاغذ کے بے ادبی سے محفوظ رکھنے کا کوئی اہتمام نہیں بلکہ وہ پڑھ کر یونہی ڈال دیا جاتا ہے تو ایسے خطوط وغیرہ پر بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھنا جائز نہیں۔ بلکہ ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ اداۓ سنت کے لئے فقط زبان سے بسم اللہ پڑھ لے تحریر نہ کرے۔

بعض لوگوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کے بجائے ’’۷۸۶‘‘ کا ہندسہ اختیار کر لیا ہے حالانکہ شریعت اسلامیہ میں اعداد کو کبھی الفاظ کا بدل تسلیم نہیں کیا گیا۔ اگر الفاظ اعداد کا بدل ہیں تو کیا ہم اپنے معاملات میں ان اعداد کو اس لحاظ سے استعمال کر سکتے ہیں؟ مثلاً کوئی شخص کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بجائے ’’۷۸۶‘‘ کہہ کر کھانا کھانا شروع کر دے تو کیا یہ تسلیم کیا جائے گا کہ اس شخص نے سنت ادا کر لی ہے؟ یا کوئی شخص اذان کے کلمات کے اعداد نکال کر لاؤڈ اسپیکر پر زور سے وہ اعداد کہے تو کیا اسے اذان سمجھا جائے گا؟ یقیناً کوئی بھی ذی علم اور عقل مند آدمی اس منطق کو قبول نہیں کر سکتا تو ’’۷۸۶‘‘ بھی بسم اللہ کا بدل قابل قبول نہیں ہے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے اس کا نہیں بھی ثبوت نہیں ہے۔ آپ صلی

۱ پارہ: ۱۱، سورۃ التوبۃ، الآیۃ: ۱۲۸، تفسیر عثمانی، ص: ۲-۲، ۲ سورۃ رسول اکرم،

اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں اور سرداروں کو جو مکتوب مبارک تحریر فرمائے ان سب میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی تحریر فرمائی ہے۔¹

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایک عدد ضروری نہیں کہ ایک ہی عبارت کو ظاہر کرے بلکہ ایک سے زائد عبارتوں کو مجموعی عدد کے بھی مساوی ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہی عدد ”۷۸۶“ جسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا بدل قرار دیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے باطل معبود کرشن کے نام کا نعرہ (ہرے کرشنا) کے عدد کا مجموعہ بھی ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ ”۷۸۶“ اس لئے لکھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو اسے ادب سے رکھنا چاہیے لیکن ”۷۸۶“ لکھا ہوا ہو تو اس قدر احتیاط کی ضرورت نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے خیال میں بھی ”۷۸۶“ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا بدل نہیں ہے ورنہ اگر عدد بھی بسم اللہ ہی ہے تو اس کا احترام بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح بسم اللہ کا اور یہ عجیب منطق ہے ”۷۸۶“ کا عدد بسم اللہ کا بدل صرف تحریر ہی میں سمجھا جاتا ہے اور وہ بھی بلا ادب و احترام، لیکن زبان سے بولنے میں نہیں سمجھا جاتا ورنہ برنیک کام کرنے سے پہلے بسم اللہ کے بجائے ”۷۸۶“ کیوں نہیں کہہ دیا جاتا۔ لہذا مسلمانوں سے گزارش ہے کہ ”۷۸۶“ کا عدد استعمال کرنے کے بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا کریں اور اگر مختلف لکھنا ہو تو (باسمہ تعالیٰ) لکھنا بھی جائز ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکتوں اور رحمتوں سے فیض یاب ہو سکیں۔ البتہ اگر بے ادبی کا احتمال ہو تو ادائے سنت کے لئے زبان سے بسم اللہ پڑھ لیں تحریر میں نہ لائیں۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ گھر کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ کہو ”چراغ گل کرو“ (بلب وغیرہ بند کرو) تو بسم اللہ کہو، برتن ڈھکو تو بسم اللہ کہو، کھانا کھانے، پانی پینے، وضو کرنے، سواری پر سوار ہونے اور اترنے کے وقت بسم اللہ پڑھو۔²

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب بدء الوحی، ص: ۱-۲، رقم: ۸، والسنن للإمام الترمذی ابواب الاستیذان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی مکاتبة المشرکین، ص: ۱۹۲، رقم: ۲۷۱۶
2 معارف القرآن، ج: ۱، تفسیر بسم اللہ، ص: ۷۴.

مسواک کے متعلق آداب اور سنتیں

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لولا أن
اشق على امتي أولاً أن اشق على الناس لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة .
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر
شاق نہ گزرتا یا یہ فرمایا کہ اگر لوگوں پر شاق نہ گزرتا تو میں ہر نماز کے وقت انہیں مسواک کا حکم
دیتا۔¹

صبح اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے اور ہر نماز کے لئے وضو کرنے سے پہلے مسواک
کرنا بھی سنت ہے۔ ایک روایت میں فرمایا کہ مسواک منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور رضائے حق
تعالیٰ سبب ہے۔²

علماء کرام لکھتے ہیں کہ مسواک کرنے کی فضیلت میں چالیس احادیث وارد ہوئی ہیں
جیسا کہ بخاری شریف میں روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لقد اکثرت علیکم
فی السواک . کہ میں نے تم سے مسواک کے متعلق کچھ کہا ہے۔ پھر یہ کہ مسواک کرنا
نہ صرف ثواب کا باعث ہے بلکہ اس کے جسمانی طور پر بہت سے فوائد ہیں۔³

چنانچہ مسواک کرنے سے منہ پاک صاف رہتا ہے، منہ کے اندر بدبو پیدا نہیں ہوتی،
دانت سفید، چمک دار اور مضبوط ہوتے ہیں۔ مسوڑھوں میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ مسواک کرنے
کے مزید ستر فائدے ہیں جس میں سب سے کم درجہ کا فائدہ یہ ہے کہ منہ کی بدبو زائل ہوتی ہے۔
اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ شہادت نصیب ہو جاتا ہے۔ پیلو کے درخت کی مسواک
زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ احادیث میں بھی پیلو کی مسواک کا ذکر آیا ہے، نیز مسواک کڑوے درخت
مثلاً نیم وغیرہ کی ہو تو وہ بھی بہتر ہے۔⁴

1 الصحيح للإمام البخاری . کتاب الجمعة . باب السواک يوم الجمعة . ص : ۱۰۰ . رقم : ۸۸۸
2 الصحيح للإمام البخاری . کتاب الصوم . باب السواک الرطب واليابس للسانم . ج : ۲ . ص : ۱۶۲ . ذیاب .
3 الصحيح للإمام البخاری . کتاب الجمعة . باب السواک . يوم الجمعة : ۷۰ .
4 ۸۸۸ . 4 مظاهر حق . ج : ۱ . ص : ۳۱۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک سے محبت

مسواک کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر محبوب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو پہلے مسواک کرتے۔

مرض الوفا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل مسواک کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جن انعامات سے مجھے خصوصی طور پر نوازا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ نے میرے گھر میں اور میری ہی باری کے دن وفات پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ اور ہنسی کے درمیان اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے وقت میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو جمع کر دیا۔ جس کی صورت یہ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان آخری لمحات میں میرے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکرؓ میرے پاس آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر (بار بار) ان کی طرف (یعنی عبدالرحمنؓ کی مسواک کی طرف) اٹھ رہی ہے۔ میں چونکہ یہ بات جانتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو پسند فرماتے ہیں۔ اس لئے میں نے پوچھا کہ کیا عبدالرحمنؓ سے مسواک لے لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے ہاں فرمائی تو میں نے اپنے بھائی سے مسواک لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسواک کرنی چاہی مسواک سخت ہونے کی وجہ سے) دشواری محسوس کی۔ اب میں نے عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانی کے لئے اس مسواک کو (اپنے دانتوں سے) نرم کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سر کے اشارے سے اجازت دیدی تو میں نے مسواک کو نرم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسواک اپنے دانتوں پر پھیری۔ (بالکل آخری لمحات اس طرح گزرے کہ اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن رکھا ہوا تھا اس پانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ ڈالتے اور (بھگو کر) اپنے چہرے مبارک پر پھیر لیتے تھے اور فرماتے لا الہ الا اللہ موت کے وقت سختیاں ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا کے لئے) ہاتھ اٹھا کر یہ کہنا شروع کیا کہ اے اللہ مجھ کو رفیقِ اعلیٰ میں شامل فرما۔ یہاں تک کہ روح پرواز ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نیچے گر پڑے۔¹

1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب المغازی، باب مرض وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:

معلوم ہوا کہ مسواک کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پسند تھا جیسا کہ حدیث بالا میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسواک کرنے اور مسواک کے فضائل کے متعلق اور بھی بہت سی روایات ہیں اگر سب کو جمع کیا جائے تو مسواک کے متعلق ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے لیکن یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے چند روایات نقل کی گئی ہیں۔

مسواک کے متعلق ہدایات اور سنیتیں

جب تہجد کی نماز کے لئے اٹھیں تو پہلے مسواک کریں پھر وضو کریں۔¹

جب سو کر اٹھیں دن کو یا رات کو تو مسواک کریں۔²

مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو۔³

کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہیے اور ہر مرتبہ پانی سے دھو لینا چاہیے۔⁴

مسواک پکڑنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ چھنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مسواک

کے سرے کے نیچے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں۔⁵

مسواک دانتوں میں عرضاً ”اور زبان پر طولاً“ کرنی چاہیے۔ دانتوں کے ظاہر و باطن اور

اطراف کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اوپر اور نیچے کے حصہ اور جبرے

وغیرہ میں بھی مسواک کرنی چاہیے۔⁶

جب نماز کے لئے وضو کریں تو پہلے مسواک کریں۔⁷

مسواک نہ ہونے کی صورت میں اگر انگلی سے مسواک کرنا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ

منہ کے دائیں جانب اوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں جانب شہادت کی

انگلی سے کریں۔⁸

اگر دانت نہ ہوں تو اس صورت میں مسوڑوں کو صاف کرے چاہے نرم مسواک سے یا انگلی

سے۔⁹

موت کے آثار پیدا ہو جانے سے پہلے مسواک کرنا مسنون ہے۔¹⁰

1 بخاری، کتاب التہجد، باب طول قیام اللیل، ص ۸۹، رقم: ۱۱۳۶، 2 سنن
السی داؤد، ص: ۸۸، رقم: ۵۷۷، 3 اسود رسول، ص: ۱۶۱، 4 اسود رسول، ص: ۱۶۱، 5 شامی، اسود
رسول اکرم، ص: ۱۶۷، 6 بیہقی، ص: ۱۶۱، 7 بخاری، ص: ۸۷، رقم: ۲۵۲، ۸ اسود
رسول، ص: ۱۶۱، 9 اسود رسول، ص: ۱۶۱، 10 بخاری، باب مرض وفات النبی، ص: ۳۱۵،
رقم: ۵۴۴۰

کسی مجلس میں اس طرح مسواک کرنا کہ منہ کی رال ٹپک رہی ہے مکروہ ہے۔ ویسے تو ہر حال میں مسواک کرنا مستحب ہے مگر بعض حالتوں میں اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے مثلاً وضو کرتے وقت قرآن مجید تلاوت کرنے سے پہلے، دانتوں پر زردی اور میل چڑھ جانے کے وقت، سونے سے پہلے اور بھول لگنے یا بدبودار چیز کھانے کے سبب منہ کا ذائقہ بگڑ جانے کی حالت میں مسواک کرنا زیادہ مستحب ہے۔ ذکر الہی سے پہلے، کھانا کھانے سے قبل، کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے پہلے، بیوی کے ساتھ مقاربت سے پہلے، سونے سے قبل، سفر میں جانے سے قبل، خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے کے وقت اور گھر میں داخل ہونے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے¹۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسجد کے آداب اور سنتیں

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من غدا إلى المسجد أراح أعد الله له نزله من الجنة كلما غدا أراح ... حضرت ابو هريره رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن کے اول حصہ یا آخری حصہ میں مسجد جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتے ہیں خواہ وہ صبح کو جائے یا شام کو۔¹

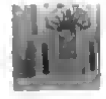
مسجد میں جانے والوں کے لئے خوشخبری

صبح اٹھنے کے بعد ہر نمازی مسجد جاتا ہے۔ اس مذکورہ حدیث میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں چنانچہ جو شخص مسجد میں جاتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کے گھر جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے گھر آنے والوں کی ضیافت کرتے ہیں اور انہیں اپنی رحمت سے محروم نہیں کرتے۔

مسجد میں کئی نیک کاموں کی نیت کر کے ہر ایک کا الگ الگ ثواب حاصل ہوتا ہے ایک شخص مسجد میں جاتا ہے تو یہ نیت کرتا ہے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے، جہاں آنے والا گویا اللہ تعالیٰ کی زیارت کو آتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کریم ہیں اور کریم کے لئے مہمان کی ضیافت ضروری ہوتی ہے۔ لہذا میں بھی اس کا امیدوار ہوں تو اس کو یہ ثواب حاصل ہوگا۔

جماعت کی نیت کرے۔ چونکہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص جماعت (کی نیت کر کے اس) کا انتظار کر رہا ہے وہ گویا حالت نماز میں ہے پس اس نیت کا اسے ثواب مل جائے گا۔

اگر یہ نیت کرے کہ کان، آنکھ اور تمام اعضاء بازار اور سڑک وغیرہ پر گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور یہاں مسجد میں آکر ان گناہوں سے محفوظ رہے گا تو اس نیت کا بے انتہاء ثواب الگ ہوگا۔ اس کے ساتھ مسجد میں آتے ہی اعتکاف کی نیت کر لیا کریں کیونکہ اعتکاف کی مدت کم سے



کم ایک ساعت ہے تو یہ ثواب بھی کہیں نہیں گیا۔

یہ نیت بھی کر کے جائے کہ مسجد میں تنہائی اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ جہاں ذکر اللہ، تلاوت قرآن، وعظ و نصیحت بہ اطمینان کیا جاسکتا ہے تو اس نیت کا ثواب بھی ملے گا کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد میں ذکر و وعظ کے لئے جاتا ہے وہ گویا جہاد فی سبیل اللہ کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔ اسی طرح کوئی جماعت مسجد میں بیٹھ کر تلاوت قرآن میں مشغول ہو اور آپس میں وعظ و نصیحت کریں تو اس جماعت کو ملائکہ ڈھانک لیتے ہیں اور رحمت باری تعالیٰ کا ان پر سایہ ہوتا ہے۔

نیز یہ نیت کر کے مسجد میں جائے کہ وہاں لوگوں کے اجتماع سے تعلیم و تعلم اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مواقع میسر آئیں گے اور وہاں مسلمان بھائیوں سے ملاقات اور سلام دعا ہوگی۔ محاسبہ نفس اور تفکر فی الآخرت اور اپنے گناہوں سے استغفار کی توفیق نصیب ہوگی کیونکہ مسجد میں سکون اور دل جمعی کے ساتھ یہ کام ہو سکتا ہے جو دوسری جگہ مشکل ہے اور یہ نیت کر کے خوشبو لگا کر مسجد میں جائے کہ اس سے مسجد کی تعظیم ہوگی۔ ان تمام نیتوں کا اس کو ثواب ملے گا۔ بہر حال مسجد میں آنے کا عمل ایک ہے لیکن چونکہ نیتیں بہت زیادہ ہیں اگر ان کا خیال رکھے گا تو اس لئے ان سب نیتوں کا ثواب ہوگا۔

مساجد کو آباد کرنے والے

قرآن مجید میں ایک مقام پر مساجد کو آباد کرنے والوں کی مدح و توصیف فرمائی گئی ہے اور ہدایت جیسی عظیم نعمت کے ساتھ متصف ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنِ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾ وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے کسی اور سے، سو امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہدایت والوں میں سے ہو جائیں۔¹

مطلب یہ ہے کہ مسجد کی آبادگاری اور تعمیر و مرمت صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے احکام الہی کے پابند ہوں۔ اور آخرت پر یقین رکھتے ہوں اور نماز و زکوٰۃ کے پابند ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں یعنی دین کے معاملہ میں کسی کے خوف سے اللہ

1 پارہ: ۱۰، سورۃ التوبۃ، الآیۃ: ۱۸، عثمانی، ص: ۲۵۱۔

کے حکم کو ترک نہ کرتے ہوں۔ اس آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ مساجد کی آبادی و تعمیر نیک صالح مسلمان ہی کا کام ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص مساجد کی حفاظت، صفائی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے اور عبادت اور ذکر اللہ کے لئے یا علم دین اور قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے لئے مسجد میں آتا جاتا ہے اس کے یہ اعمال نیک مسلمان اور مومن کامل ہونے کی شہادت ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد کی حاضری کا پابند ہے تو اس کے ایمان کی شہادت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مِنْ آمِنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ مسجد کی تعمیر میں یہ بھی داخل ہے کہ مسجد کو ایسی چیزوں سے پاک کرے جن کے لئے مسجد میں نہیں بنائی گئی۔ مثلاً خرید و فروخت، دنیا کی باتیں، کسی گم شدہ چیز کی تلاش یا دنیا کی چیزوں کا لوگوں سے سوال یا فضول قسم کے اشعار یا لڑائی جھگڑا اور شور و شغب وغیرہ۔

مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ آدمی کی نماز اس نماز سے جو گھر میں یا بازار میں پڑھی جائے پچیس درجہ فضیلت رکھتی ہے (بعض روایات میں ستائیس درجہ کا ذکر بھی ہے) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور صرف نماز ہی کے لئے مسجد میں آتا ہے تو وہ جو قدم اٹھاتا ہے اس کے ایک قدم کے بدلے اس کے ثواب میں ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ کم ہو جاتا ہے (یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے) اور جب تک وہ نماز پڑھ کر مصلے پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے برابر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں کہ ”اے اللہ اس کی بخشش کر، اس پر رحم فرما اور اس کی توبہ قبول فرما“ اور جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو اس کا وہ وقت نماز ہی میں شامل ہوتا ہے۔ یہ ثواب اور دعا اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وہ کسی کو اپنی زبان اور ہاتھ سے ایذا نہ پہنچائے اور با وضو رہے۔¹

مسجد میں آنے جانے کی سنتیں

بر نماز کے لئے با وضو ہو کر گھر سے چلنا۔²

1 الصحیح للإمام مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، ج: ۱ ص: ۱۲۸، رقم: ۱۶۷، ۱۶۹، 2 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الصلوٰۃ، ج: ۱ ص: ۱۲۸.

گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا۔¹

نماز پڑھنے کے لئے باوقار ہو کر قدم رکھتے ہوئے روانہ ہو کیونکہ ہر قدم پر

ثواب ملتا ہے۔²

اذان سن کر نماز کے لئے اس طرح دنیاوی مشاغل کو ترک کر دینا گویا ان کاموں سے کوئی

سروکار بنی نہیں۔

مسجد میں داخل ہونے لگے تو پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکال کر بائیں جوتے پر رکھے اور

دائیں پاؤں جوتے سے نکال کر مسجد میں رکھے۔³

مسجد میں داخل ہوتے ہی یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور بعض

روایات میں یہ بھی ہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔⁴

مسجد میں کوئی بدبودار درخت (مثلاً پیاز لہسن وغیرہ) کھا کر نہ آئے کیونکہ جس بدبو سے

انسان کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔⁵

کسی کو چھلانگے بغیر مکہ نہ حد تک اگلی صف میں جا کر بیٹھیں۔ امام کے بالکل پیچھے یا دائیں

بائیں طرف۔ اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری پھر تیسری صف بنا کر بیٹھیں،

الغرض جب تک اگلی صف میں جگہ ملتی ہو پیچھے نہ بیٹھیں۔⁶

تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھیں ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام

کریں۔⁷

جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا

رہتا ہے۔ (اس لئے انتظار میں گزرتے لمحات کو بے کار نہ سمجھیں)۔⁸

نماز فجر سے لیکر اشراق تک ذکر الہی میں مشغول رہیں۔⁹

1 الصحيح للامام البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد، ج ۱ ص ۱۲۹، 2 مشکاة
المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الاول، ج ۱ ص ۶۰، رقم: ۲۱۲، 3 اسود رسول، ص:
۲۱۳ 4 وفي السنن للامام ابن ماجه، اذا دخل المسجد يقول بسم الله والصلوة على رسول الله
الطيب اغفر لي ذنوبي ابواب المساجد، باب الدعاء عند دخول المسجد، ص: ۲۵۲، رقم:
۱۷۷، 5 (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۱۵۰، رقم: ۴۱۰، 6 السنن للامام ابی داود، کتاب
الصلوة، باب تسوية الصفوف، ص: ۱۲۷، رقم: ۲۶۳، 7 السنن للامام ابی داود، ابواب
الصلوة، باب التشديد في ترك الجماعة، ص: ۱۲۶، ۵۵۱، 8 الصحيح للامام البخاری،
کتاب الصلوٰۃ، ص: ۱۳۹، رقم: ۶۷، 9 ترمذی، ج ۱ ص: ۱۹۷.

مسجد سے باہر آئیں تو یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ^۱
مسجد سے باہر آئیں تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکال کر جوتے پر رکھیں پھر دایاں پاؤں جوتے
میں ڈالیں بعد میں بایاں جوتا پہنیں۔^۲

یہاں تک تیرہ سنتوں کا بیان ہوا، مسجد میں مزید ان دس آداب کا خیال رکھیں:
بلا ضرورت شدیدہ و نیوی باتیں نہ کریں۔

لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو ذکر و تلاوت آہستہ کریں۔

قبلہ رخ مسجد کے اندر یا باہر کہیں نہ تھوکیں۔

کسی بھی طرح کے گنگنانے سے احتیاط برتیں۔

قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائیں۔

باہر گم ہو جانے والی چیزوں کو مسجد میں تلاش نہ کریں اور نہ مسجد میں اے کا اعلان کریں۔

مسجد میں بدن، کپڑے یا کسی اور چیز سے نہ کھیلیں۔^۳

انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ چٹخائیں۔^۴

مسجد میں بیٹھنے کیلئے ایک جگہ مقرر نہ کریں، یہ مکروہ تحریمی ہے۔

الغرض مسجد کے احترام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تمام سنتوں کو بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



۱ السنن للامام ابن ماجہ، ابواب المساجد، باب الدعاء عند دخول المسجد، ص ۲۵۲،
رقم: ۷۷۱، ۲ اسوۃ رسول، ص ۲۶۳، ۳ الصحیح للامام مسلم، کتاب المساجد، باب النهی
عن نشد الضالۃ فی المسجد، ص: ۱۵، رقم: ۱۲۶۰، ۴ مشکوٰۃ المصابیح، ۲۰۱، رقم: ۵۶۲.

اذان کے آداب اور سنتیں

عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما قال قال رجل يا رسول الله إن المؤذنين يفضلوننا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قل كما يقولون فإذا انتهيت فسل تعط حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اذان دینے والے تو بزرگی میں ہم سے بڑھے جاتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح وہ کہتے ہیں (ساتھ ساتھ) تم بھی اس طرح کہتے جاؤ اور جب (اذان کے جواب سے) فارغ ہو جاؤ تو مانگو جو مانگو گے دیا جائے گا۔¹

اذان دینے والے کے لئے حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے مثلاً مسلم شریف میں ہے:
المؤذنون أطول الناس أعناقاً يوم القيامة.² کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ اونچی گردن والے مؤذن ہوں گے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللهم أرشد الأئمة واغفر للمؤذنين.³ اے اللہ! اماموں کو ہدایت عطا فرما اور مؤذنین کی مغفرت فرما۔ اس طرح اور بھی بہت سی فضیلتیں آئی ہیں۔ اسی بنا پر اس صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مؤذنین تو فضیلت میں بڑھے جاتے ہیں جب کہ اذان صرف ایک آدمی دے گا، اس لئے ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتا دیں جس پر چل کر ہم بھی یہ سعادت حاصل کر لیں۔⁴ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ بتا دیا کہ مؤذن اذان کے کلمات کہے تو تم بھی اس کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دہراتے جاؤ، (سوائے ”حی علی الصلوة“ اور ”حی علی الفلاح“ کے کہ ان کے جواب میں ”لاحول ولا قوة إلا باللہ العلی العظیم“ کہنا چاہیے) اس طرح تمہیں بھی ثواب مل جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اذان کے بعد دعا مانگی جائے تو فضیلت اور بزرگی میں اور اضافہ ہوگا۔

1 السنن للإمام ابی داؤد، کتاب الصلوة، باب ما یقول اذا سمع المؤذن، ص: ۱۲۶۳، رقم: ۵۲۳.
2 السنن للإمام ابی داؤد کتاب الصلوة، باب ما یجب علی المؤذن، ص: ۱۲۶۴.
3 صحیح مسلم، ص: ۷۳۹، رقم: ۸۵۲.
4 السنن للإمام النسائی کتاب الاذان باب القول اذا قال المؤذن حی الصلوة، ص: ۱۲۳۰، رقم: ۶۷۸.

فائدہ! فجر کی اذان میں ”الصلوة خیر من النوم“ کے جواب میں ”صَدَقْتَ وَبَرَزْتَ“ اور تکبیر میں ”قد قامت الصلوة“ کے جواب میں ”أَقَامَهَا اللَّهُ وَآدَامَهَا“ کہنا چاہیے۔¹

اذان اسلام کا امتیازی شعار ہے

اذان ہر نماز کے لئے سنت ہے اور اسلام کا ایک خاص شعار ہے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُوعًا وَلِעِبَادِ ذَلِكَ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ﴾ اور جب تم اذان دیتے ہو نماز کے لئے تو وہ اس کی ہنسی اور کھیل بنا دیتے ہیں ایسا اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ نا سمجھ ہیں۔²

یعنی جب تم اذان کہتے ہو تو کفار اس سے جلتے ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہیں حالانکہ اذان میں تو اللہ کی کبریائی، تو حید و رسالت کا اقرار اور تمام عبادات سے افضل نماز کی طرف بلاوا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات ہے جو ہنسی اڑانے کے قابل ہو۔ ایسی نیکی اور حق و صداقت کی آواز پر سخر اپن کرنا صرف اس شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کا دماغ عقل سے یکسر خالی ہے۔ بعض روایات میں ہے۔³ کہ مدینہ منورہ میں ایک نصرانی جب اذان میں ”اشھدان محمد رسول اللہ“ سنتا تو کہتا ”قد حرق الکاذب“ جھوٹا جل جائے۔ اس کی نیت ان الفاظ سے جو کچھ تھی، مگر اس کے حسب حال تھی کیونکہ وہ خود جھوٹا تھا اور اسلام کے غرور و شیوع کو دیکھ کر جلا جاتا تھا۔ اتفاقاً ایک لونڈی آگ لے کر اس کے گھر میں آئی وہ اور اس کے گھر والے سو رہے تھے۔ ذرا سی چنگاری نادانستہ اس کے ہاتھ سے گر گئی جس سے سارا گھر مع سونے والوں کے جل گیا۔ اس طرح اللہ نے دکھا دیا کہ تکذیب و استہزا کرنے والے دوزخ کی آگ میں جلنے سے پہلے دنیا میں کس طرح جل جاتے ہیں۔⁴

اس سے معلوم ہوا کہ جب اذان ہو تو احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا جواب دیا جائے جیسا کہ اوپر نقل ہو چکا۔ حتیٰ کہ اگر قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہوں تب بھی چاہیے کہ تلاوت روک کر اذان کا جواب دیں جب اذان ختم ہو پھر تلاوت کریں۔

1 السنن للإمام ابی داود، کتاب الصلوة، باب ما یقول اذا سمع الاقامة، ص: ۱۲۶۳، رقم: ۵۲۸۔ 2 پارہ: ۲، سورة المائدة، آیت: ۵۸۔ 3 تفسیر ابن ابی حاتم، تحت قوله تعالیٰ واذ نادیتهم الى الصلوة ص: ۱۸۔ 4 تفسیر عثمانی، ص: ۱۵۶، ۱۵۵، فائدہ: ۷۔

اگر اذان ہو رہی ہو اور اس کا احترام نہ کریں، شور و غل ختم نہ کریں، گانے وغیرہ بند نہ کریں تو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اذان کی بے حرمتی تباہی و بربادی کا سبب ہے اس لئے کہ اذان شعائر اسلام میں سے ہے۔

اذان کی اہمیت

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اذان کے کلمات باوجود قلت الفاظ کے دین کے بنیادی عقائد اور شعائر پر مشتمل ہیں۔ سب سے پہلا لفظ اللہ اکبر ہے جو یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور سب سے بڑا ہے یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ ”أشهد ان لا اله الا الله“ بجائے خود ایک عقیدہ ہے اور کلمہ شہادت کا یہ جزو بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اور وہی معبود ہے۔ کلمہ شہادت کا دوسرا جزو ”أشهد ان محمداً رسول الله“ ہے۔ جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کی گواہی دی جاتی ہے (نبوت و رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا) ”حی علی الصلوۃ“ پکار ہے اس بات کی کہ جس شخص نے اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت و رسالت کی گواہی دے دی وہ نماز کے لئے آئے کیونکہ نماز قائم کی جا رہی ہے۔ اس نماز کے پہنچانے والے اور اپنے قول و فعل سے اس کے طریقوں کو بتانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت کے بعد فوراً ہی اس کی دعوت دی گئی اور اگر نماز آپ نے پڑھ لی اور اہتمام کے ساتھ ادا کر لی تو یہ اس بات کی ضامن ہے کہ آپ نے فلاح حاصل کر لی۔ ”حی علی الفلاح“ نماز کے لئے آئیے آپ کو یہاں فلاح، بقاء، دوام اور حیاتِ آخرت کی ضمانت دی جائے گی۔ آئیے آئیے کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، اس کی عظمت کبریائی کے سایہ میں آپ کو دنیا و آخرت کے شر و روافات سے پناہ مل جائے گی۔ اول بھی اللہ ہے اور آخر بھی اللہ، وہ خالق کل، مالک، یکتا اور معبود ہے، پس اس کی دی ہوئی ضمانت سے بڑی اور کونسی ضمانت ہو سکتی ہے۔ ”اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا اله الا الله“۔¹

اذان کی سنتیں

1 اذان بلند آواز سے کہنا چاہیے اور تکبیر پست آواز سے۔²

1 تفہیم البخاری، کتاب الاذان، ج: ۲، ص: ۱۸۴، 2 السنن للامام ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب رفع الصوت بالاذان، ص: ۱۲۶۲، رقم: ۵۱۵.

اذان ٹھہر ٹھہر کر دی جائے اور اقامت جلدی جلدی¹
اذان مسجد سے باہر بلند مقام پر دی جائے سوائے جمعہ کی دوسری اذان کے اور تکبیر مسجد کے
اندربہی کہی جاتی ہے۔²

اذان اور اقامت قبلہ رو کہنا چاہیے۔³
”حی علی الصلوٰۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ
پھیرنا۔ خواہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی (مثلاً نومولود بچہ کے کان میں اذان کہنا وغیرہ) لیکن
سینہ اور قدم قبلہ سے پھرنے نہ پائیں۔⁴

اذان اور اقامت کے الفاظ ترتیب وار کہنا۔⁵
جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔⁶
اذان اور اقامت کا عربی زبان میں خاص انہیں الفاظ سے ادا کرنا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم سے منقول ہیں کسی اور زبان میں یا منقولہ الفاظ کے سوا اور الفاظ سے (یا اضافی الفاظ سے)
اذان یا اقامت صحیح نہ ہوگی۔ بلکہ مسنون الفاظ کہے جائیں۔⁷

وقت سے پہلے اذان کہی گئی تو وقت آنے پر دوبارہ کہی جائے گی۔⁸
کھڑے ہو کر اذان دینا۔ لیکن اگر تنہا نماز پڑھنے والا یعنی منفرد اپنے واسطے بیٹھ کر اذان
دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

موذن نیک صالح ہو، فاسق کی اذان مکروہ ہے خواہ عالم ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی فاسق
شخص اذان دیدے تو عادیہ نہیں کرنا چاہیے۔

جنبی (جس پر غسل واجب ہو) اس کی اذان مکروہ تحریمی ہے، دوبارہ کہی جائے گی۔ مگر بے
وضو اذان دی جاسکتی ہے۔ لیکن عادت نہ بنائی جائے۔⁹

1 السنن للإمام الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الرسل فی الاذان، ص: ۱۶۵، رقم: ۱۹۵.
2 السنن للإمام ابی داود، باب الاذان فوق السنارۃ، ص: ۱۲۶، رقم: ۵۱۹، 3 اسوٰۃ رسول اکرم،
ص: ۲۶۸، 4 السنن للإمام ابی داود، کتاب الصلوٰۃ، باب المؤذن یستدیر فی اذانه، ص: ۱۲۶،
۵۲۰، اور اذان کہتے ہوئے انہیں کانوں میں رکھنا، ابن ماجہ، ص: ۲۵۱۹، رقم: ۷۱۰، 5 اسوٰۃ رسول،
ص: ۲۶۸، 6 السنن للإمام ابن ماجہ، کتاب الاذان، باب السنۃ فی الاذان، ص: ۲۵۱۹، رقم: ۷۱۰،
7 اسوٰۃ رسول، ص: ۲۶۸، 8 السنن للإمام ابی داود، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الاذان قبل
دخول الوقت، ص: ۱۲۶، رقم: ۵۳۲، 9 السنن للإمام الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی
کراہیۃ الاذن بغير وضوء، ص: ۱۶۵، رقم: ۲۰۰.

اذان کے جواب دینے کا بیان

جو شخص اذان کی آواز سنے مرد ہو یا عورت، پاک ہو یا جنبی اور وہ نماز کی اذان دیا کوئی اور اذان مثلاً نو مولود بچے کے کان میں دی جانے والی اذان، بہر صورت اس کے سننے والے پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔

اذان کا جواب عملی طور پر دینا واجب ہے یعنی جو شخص مسجد سے باہر ہو اس کو مسجد میں آنا واجب ہے اور زبانی جواب دینا مستحب ہے۔¹

جو شخص اذان کی آواز نہ سنے مثلاً دور ہو یا بہرہ ہو تو اس پر جواب دینا ضروری نہیں۔

اگر اذان غلط کہی گئی ہو (یا خلاف شرع دی گئی ہو) تو اس کا جواب نہ دے اور نہ اذان سنے۔

اگر کئی مسجدوں کی اذانیں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ سنے تو اس پر پہلی اذان کا جواب دے خواہ وہ اپنی مسجد کی ہو یا قریب کی کسی دوسری مسجد کی۔

چلنے کی حالت میں اذان سنے تو افضل یہ ہے کہ اذان کے جواب کے لئے کھڑا ہو جائے۔

اگر اذان کا جواب دینا بھول جائے یا مشغول تھا تو اگر زیادہ دیر نہ گزری ہو تو جواب دیدے ورنہ رہنے دے۔

جمعہ کی دوسری اذان جو خطیب کے سامنے ہوتی ہے زبان سے اس کا جواب دینا مکروہ ہے البتہ دل میں جواب دے سکتا ہے۔

آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دے

نماز کی حالت میں اگرچہ وہ نماز نماز جنازہ ہو۔

خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا۔

جماع میں مشغولیت کی حالت میں۔

پیشاب یا پاخانہ کرنے کی حالت میں البتہ اگر ان چیزوں سے فراغت کے بعد اذان

کو زیادہ دیر نہ گزری ہو تو جواب دے سکتا ہے ورنہ نہیں۔

حیض و نفاس کی حالت میں۔

علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں۔

1 السنن للامام ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب ما یقول اذا سمع المؤذن، ص: ۱۶۲.

کھانا کھانے کی حالت میں۔

اذان کے بعد کی دعا

درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الثَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَنْتَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٌ رَّالْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا يَنْالِذِي وَعَدْتَهُ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.¹
بخاری کے الفاظ الذی وعدتہ تک کے ہیں آگے کے الفاظ سنن بیہقی کے ہیں۔²

نماز کے علاوہ اذان و اقامت کہنے کے مستحب مواقع

فرض نمازوں کے علاوہ دیگر نمازوں کے لئے اذان و اقامت سنت نہیں۔ لیکن کچھ مواقع ایسے ہیں جن میں اذان و اقامت مستحب ہے۔

جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا۔
جو شخص رنج و غم میں مبتلا ہو کوئی دوسرا شخص اس کے کان میں اذان دے۔ انشاء اللہ
العزیز اس کا غم زائل ہو جائے گا۔

مرگی کے مریض کے کان میں اذان دینا۔
جو شخص غم و غصہ کی حالت میں ہو اس کے کان میں اذان دینا۔
بد مزاج جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا مویشی جانور وغیرہ اس کے
کان میں اذان دینا۔

کنار کے ساتھ لڑائی کی شدت میں اذان دینا۔
آتشزدگی کے وقت اور جلے ہوئے کان میں اذان دینا۔
جنات کی سرکشی کے وقت اذان دینا، جہاں کہیں جنات کا ظہور ہو اور وہ کسی کو تکلیف دیتے
ہوں تب بھی اذان دینا۔

1 الصحيح للامام البخاری، کتاب الادان، باب الدعاء، عند اللہ، ص. ۵۰، رقم: ۶۱۲.
2 لم اجد هذه الريادة بقوله: "انك لا تخلف الميعاد" عند اجتماع اهل العلم اصحاب الستة
واحمد، وابن حريسة وابن حبان، والطيالسي والحاكم، والنواوي وغير ذلك من كان مثليهم، اللهم
الا ان يقال ان البيهقي رحمه الله اخرجها في سند وقال اخرج البخاري في صحيحه عن علي ابن
عياش باب ما يقول اذا فرغ من الادان، ج: ۱، ص: ۴۱۰، رقم: ۹۰-۱.



جب مسافر جنگل میں راستہ بھول جائے تو اذان دے۔

تنبیہ..... میت کے دفن کرتے وقت یا دفن کے بعد قبر کے پاس اذان کہنا کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ سلف صالحین سے منقول ہے، اس لئے بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں میں اذان کی اہمیت عطا فرمائے اور سنت کے مطابق اذان کہنے سننے کی توفیق عطا فرمائے۔¹

آمین





ذکر اللہ کے آداب اور سنتیں

عن ابي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل الذي يذكر الله ولا يذكر مثل الحي والميت حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ شخص کی سی ہے۔¹

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ فجر کی نماز پڑھ کر تسبیحات و ذکر فرمایا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے ذکر الہی سے آدمی کا دل زندہ رہتا ہے اور ذکر سے غفلت قلب کی موت ہے۔ اسی لئے علی الصبح ذکر کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ ہمارے دن کی ابتدا سنت رسول کے مطابق ہو۔ اور نماز کے بعد ذکر الہی اور خاص طور پر قرآن مجید کی تلاوت سے دن کی شروعات ہوں۔ زیادہ نہیں تو کم از کم ایک یا دو رکوع ہی تلاوت کا کام پاک کر لی جائے۔ دل کی حیات کے لئے یہ نسخہ اکسیر ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواما ويضع به الاخرين بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ کتنے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور کتنے لوگوں کو پست کرتا ہے۔²

یعنی حیاتِ قلب اور دنیا و آخرت کی بلندی کے لئے قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر عمل کرنا نسخہ اکسیر ہے اور اس سے غفلتِ ہستی کا سامان ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی لہذا جس قدر ممکن ہو علی الصبح ذکر الہی اور درود شریف کی تسبیحات وغیرہ کا اہتمام کریں اور تلاوت قرآن مجید تو ضرور کریں۔ اس کے بعد دوسرے کام کا ج شروع کریں۔ دن کی مصروفیات میں بھی دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہونے پائے۔ اور زبان سے بھی چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے درود شریف، لا الہ الا اللہ وغیرہ مختلف اذکار و زبان رکھیں۔ ان شاء اللہ اپنے تمام جائز کاموں میں خدا کی مدد و نصرت نصیب ہوگی اور آخرت کیلئے سرمایہ آخرت بھی ہوگا۔

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الدعوات، بفضل ذکر اللہ، ص: ۵۳۸، رقم: ۶۳۰۔

2 الصحيح للإمام مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فصل من يقرأ بالقرآن، ص: ۸۰۵، رقم: ۱۸۹۷۔

ذاکرین کی فضیلت

قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوا بِكُرَّةٍ وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا﴾ اے ایمان والو! اللہ کو یاد کرو بہت زیادہ اور پاکی بولتے رہو اس کی صبح و شام، وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندھیرے سے اجالے میں اور وہ ایمان والوں پر مہربان ہے۔ ان کا تکیہ کلام جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار کر رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا۔¹

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ذکر اللہ کے سوا کوئی ایسا فرض عائد نہیں کیا جس کی کوئی خاص حد مقرر نہ ہو۔ نماز پانچ وقت ہے اور ہر نماز کی رکعت مقرر اور معین ہیں۔ روزے ماہ رمضان میں متعین اور مقرر ہیں۔ حج بھی خاص مقام پر خاص اعمال کرنے کا نام ہے۔ زکوٰۃ بھی سال میں ایک مرتبہ فرض ہوتی ہے۔ مگر ذکر اللہ ایسی عبادت ہے کہ نہ اس کی حد مقرر ہے نہ تعداد متعین ہے اور نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے، نہ اس کے لئے کوئی خاص بیت قیام یا نشست مقرر ہے اور نہ اس کے لئے با وضو ہونا شرط ہے بلکہ ہر وقت ہر حال میں ذکر اللہ بکثرت کرنے کا حکم ہے۔ سفر ہو یا حضر تندرستی ہو یا بیماری، خشکی ہو یا دریا، رات ہو یا دن ہر حال میں ذکر اللہ کا حکم ہے۔ نیز ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دعا سنی ہے جس کو میں کبھی نہیں چھوڑتا وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اَعْظَمُ شُكْرِكَ وَاَتْبَعُ نَصِيْحَتِكَ وَاَكْثِرُ ذِكْرِكَ وَاَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ ... اے اللہ مجھے ایسا بنادے کہ میں تیرا شکر کثرت سے کروں اور تیری نصیحت کا تابع رہوں اور تیرا ذکر کثرت سے کروں اور تیری وصیت کو محفوظ رکھوں۔²

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ذکر اللہ کی کثرت کی توفیق کی دعا مانگی ہے مذکورہ آیت سے آگے فرمایا: ﴿وَسَبِّحُوا بِكُرَّةٍ وَأَصِيلًا﴾³ یعنی اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔ صبح و شام سے مراد یا تو تمام اوقات ہیں یا پھر صبح و شام کی تخصیص اس لئے ہے کہ

1 پارہ: ۲۱، سورۃ الاحزاب، الآیۃ: ۴۱، ۴۲، تفسیر عثمانی، ص: ۵۱۳، 2 السن للامام النزمذی، کتاب الدعوات، باب: اللیم اجعلنی اعظم شکرک، ص: ۲۰۲۳، رقم الحدیث: ۳۶۰۳، 3 پارہ: ۲۱، سورۃ الاحزاب، الآیۃ: ۴۱، ۴۲

ان اوقات میں ذکر اللہ کی تاکید بھی زیادہ ہے اور برکت بھی یا یوں کہہ لیجئے کہ دونوں اطراف کا ذکر ہے اور اس سے مراد کل وقت ہے لہذا اب کوئی تردد نہ رہے گا اور وہ بات اپنی جگہ درست رہے گی کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا چاہئے۔ ورنہ ذکر اللہ کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں ہے۔ ﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ یعنی جب تم ذکر اللہ کی کثرت کے عادی ہو گئے اور صبح و شام کی تسبیح پر مداومت کرنے لگے تو اعزاز و اکرام اللہ کے نزدیک یہ ہوگا کہ اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے گا اور فرشتے تمہارے لئے دعا کریں گے۔ ﴿تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ﴾ سلام یہ ان کی دعا و صلوة کی تفسیر ہے جو اللہ کی طرف سے نیک مسلمان مومن بندوں پر ہوتی ہے۔ یعنی جس روز یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے تو ان کی طرف سے ان کا اعزازی خطاب سلام کیا جائے گا یعنی ”السلام علیکم“ کہا جائے گا۔

اللہ سے ملنے کا دن کونسا ہوگا؟ بعض مفسرین نے فرمایا کہ مراد اس سے روز قیامت ہے اور بعض نے فرمایا کہ جنت میں داخلہ کا وقت مراد ہے۔ جہاں ان کو اللہ کی طرف سے بھی سلام پہنچے گا اور فرشتے بھی سلام کریں گے اور بعض مفسرین نے اللہ عز و جل سے ملنے کا دن موت کا دن قرار دیا ہے کہ وہ دن سارے عالم سے چھوٹ کر صرف ایک اللہ کے سامنے حاضری کا دن ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ملک الموت جب کسی نیک مسلمان کی روح قبض کرنے کے لیے آتے ہیں تو اول اس کو یہ پیغام پہنچاتے ہیں کہ تیرے رب نے تجھے سلام کیا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ لفظ ”لقاء“ ان تینوں حالات پر صادق ہے ان اقوال میں کوئی تضاد و تعارض نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی طرف سے یہ سلام تینوں حالات میں ہوتا ہو۔¹

ذکر اللہ کے متعلق سنیتیں

جب گھر سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھتے ہوئے نکلے: **وَأَكْثِرْ ذِكْرَكَ وَاحْفَظْ وَصِيَّتَكَ**
وَأَكْثِرْ ذِكْرَكَ وَاحْفَظْ وَصِيَّتَكَ.²

جب تہجد کی نماز کو اٹھے تو یہ دعا پڑھے: **اَللّٰهُمَّ رَبِّ جَبْرِئِلَ وَمِيكَائِيْلَ وَاسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فَيَا مَا كَانُوا فِیْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ**

1 معارف القرآن: ۷: ص ۱۷۱۔ 2 السنن للإمام الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا خرج من البيت، ص ۲۰۰، رقم: ۳۲۰۲۶۔

تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ¹

ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کریں اور ایک بار کہو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ²۔
فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اللہ اکبر ایک مرتبہ اور استغفر اللہ تین مرتبہ اور تیسری مرتبہ ذرا آواز کھینچ کر۔

فجر اور عصر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر کے لئے ذکر الہی میں مشغول رہنا۔³
فجر کی نماز کے بعد وہیں بیٹھ کر ذکر الہی میں مشغول رہے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جائے پھر دو رکعتیں پڑھ لیں تو حج عمرہ کا ثواب ملے گا۔⁴
جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے اس کے لئے جنت میں جانے سے کوئی چیز بجز موت کے مانع نہیں (یعنی مرتے ہی جنت میں جائے گا)۔⁵

جو شخص رات کو سونے سے پہلے اپنے گھر میں آیت الکرسی پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور پڑوسیوں کے گھروں کو ہر مصیبت و آفت سے محفوظ رکھیں گے۔⁶
کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو یہ پڑھے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ اور جب کوئی ناگواری کی حالت پیش آئے تو یوں کہے: الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ⁷۔
جب کوئی دشواری پیش آئے تو سر آسمان کی طرف کر کے کہے: سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ⁸۔
جب کسی عزیز دوست وغیرہ کو رخصت کریں یا کسی لشکر یا جماعت کو تو یہ دعا پڑھیں:
اَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَالَكُمْ وَخَوَائِمَكُمْ اَعْمَالَكُمْ⁹۔

جب کسی بیمار کی عیادت کریں تو یوں کہیں: لَا بَأْسَ ظَهَرَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ¹⁰۔

جب کوئی پریشانی یا خوف لاحق ہو تو یہ پڑھیں: اللَّهُ اللَّهُ لَا اَشْرَكَ بِهِ شَيْئًا¹¹۔

1 الصحيح للإمام مسلم كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة النبي صلى الله عليه وسلم: ۸۰۰، رقم: ۱۸۱۱۔ 2 الصحيح للإمام مسلم ص: ۷۷۰۔ 3 ابو داود، كتاب العلم، باب في القصص، ص: ۱۴۹۵، رقم: ۳۶۱۷۔ 4 ترمذی، كتاب الجمعة، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس، ص: ۱۷۰۳، رقم: ۵۸۶۔ 5 مشکوة، كتاب الصلوة، ص: ۱۹۷۔ 6 مشکوة، ص: ۱۹۷/۱۔ 7 ترمذی، كتاب الدعوات، ص: ۲۵۹۹۔ 8 ترمذی، كتاب الدعوات، باب ما يقول عند الكرب، ص: ۲۰۰۵، رقم: ۳۴۳۶۔ 9 ترمذی، كتاب الدعوات، باب اذا ودع انسانا، ص: ۲۰۰۶، ۳۴۵۲۔ 10 الصحيح للإمام البخاری، كتاب المرضى، باب ما يقال للمريض، ص: ۴۵۸، رقم: ۵۶۶۲۔ 11 السنن للإمام ابن ماجه، ابواب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب، ص: ۲۷۰۸، رقم: ۳۸۸۲۔

جب غصہ آئے تو یہ پڑھے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔۔۔ ایک روایت میں ہے کہ جب غصہ آئے تو وضو کرے یا کھڑے ہونے کی حالت میں ہے تو بیٹھ جائے اگر بیٹھنے کی حالت میں ہے تو لیٹ جائے۔¹

جب چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے، اگر کوئی اس کے جواب میں یہ حَمْدُ اللّٰہ کہے تو اسے یہ جواب دے يَهْدِيْكُمْ اللّٰهُ وَيُصْلِحْ بِاَلَاكُمْ۔²

جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہو تو اس نعمت کے متعلق قیامت میں سوال نہ ہوگا۔³

اوپر چڑھیں (مثلاً سواری، درخت پہاڑ سیرمھیاں وغیرہ) تو ”اللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہیں اور جب نیچے اتریں تو ”سُبْحَانَ اللّٰہ“ کہیں۔⁴

دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں وہ یہ ہیں ”سُبْحَانَ اللّٰہ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِيْمِ“۔⁵ کم از کم ایک تسبیح صبح اور ایک شام پڑھ لیا کریں۔

ذکر اللہ کی اکثر کتابوں میں ان تسبیحات کا کثرت سے ذکر آیا ہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (ایک تسبیح)۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَآتُوْبُ اِلَيْهِ (ایک تسبیح)۔ درود ابراہیمی ایک تسبیح۔ صبح اور شام ان تسبیحات کا معمول بنالیں۔⁶

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُسَبِّحُوْنَ۔ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔ جو شخص یہ آیت مبارکہ رات کو پڑھے تو دن کے تمام اذکار و اوراد کی کمی پوری کر دی جاتی ہے اور صبح کو پڑھے تو رات کے اوراد و اذکار کی کمی پوری کر دی جاتی ہے۔⁷

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ يَوْمٍ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔۔۔ اے اللہ اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت مجھ پر یا کسی بھی دوسری مخلوق پر ہے وہ صرف اور صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں

1 اسود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۳۸۲، 2 شعب الایمان، ۷: ۲۷، 3 اسود

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۳۷۷، 4 مسلم، کتاب الذکروالدعاء، ص: ۱۱۵۱

5 الصحيح للامام البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ونضع الموازين، ص: ۶۳۱

6 ترمذی، کتاب الدعوات ص: ۱۹۹۸، 7 ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول، اذا

اصبح، ص: ۱۵۹۲، رقم: ۵۰۷۶

ہے تیرے لیے ہی حمد ہے اور تیرے لئے ہی شکر ہے۔¹ جس نے اس دعا کو صبح پڑھا تو دن کی تمام نعمتوں کا اور جس نے شام کو پڑھا تو رات کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

رات کو سونے سے پہلے ان تسبیحات کو پڑھ لیا کریں اہتمام کے ساتھ ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر۔²

سونے سے پہلے تین بار استغفار پڑھ لیا کریں: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

خلاصہ کلام

ذکر اللہ کے اقسام اور رات دن کی مسنون دعاؤں کا ایک طویل سلسلہ ہے جو تمام کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ یہاں مختصر صرف وہ ذکر اور دعائیں جمع کی گئی ہیں جو عظیم الفرصہ آدمی بھی آسانی سے پڑھ سکے۔ انسان اگر تھوڑی سی توجہ دے تو ان سب کو یاد کر لینا کوئی مشکل نہیں۔ ذکر اللہ سے بالکل محرومی انسان کی انتہائی بدبختی اور شقاوت ہے۔ اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے۔ اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، وضو اور بے وضو اللہ کرنا سبحان اللہ، الحمد للہ کہنا، بس پر سوار ہوں یا ہوائی جہاز پر سوار ہوں یا ریل میں سفر کریں تو وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ذکر اللہ کر لیا کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے دل و زبان کو اپنے ذکر سے منور فرمانے اور تروتازہ رکھے۔ آمین



1 ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا اصبح، ص: ۱۵۹۴، رقم: ۵۰۷۳ 2 الصحیح للإمام البخاری، کتاب النفقات، باب عمل المرأة فی بیت زوجها، ص: ۲۶۱، رقم: ۵۳۶۱

لا الہ الا اللہ

جہاں فکر نظر لا الہ الا اللہ
 متاع اہل خبر لا الہ الا اللہ
 یہ ذکر حق کی متاع عزیز کیا ہے
 نہیں کسی کو خبر لا الہ الا اللہ
 زبے نصیب یہ دولت اگر مجھے مل جائے
 ہو لب پر شام و سحر لا الہ الا اللہ
 کہیں بھی بحر معاصی میں غرق ہو جاتے
 نہ ہوتا ساتھ اگر لا الہ الا اللہ
 ہر ایک ذرہ ہے مصروف یاد حق کیفی
 وہ برگ ہو کہ شجر لا الہ الا اللہ
 از کیفی

کھانے کے آداب اور سنتیں

عن جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا دخل الرجل بيته فذكر الله عند دخوله وعند طعامه، قال الشيطان: لا مبيت لكم ولا عشاء. وإذا دخل فلم يذكر الله عند دخوله قال الشيطان: أدر كنتم المبيت وإذا لم يذكر الله عند طعامه قال أدر كنتم المبيت والعشاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب کوئی شخص اللہ کا نام لے کر (یعنی بسم اللہ یا السلام علیکم کہہ کر) گھر میں داخل ہوتا ہے اور کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے بھائیوں سے کہتا ہے ”لامبيت لكم ولا عشاء“ تمہارے لئے اس گھر کے دروازے بند ہو چکے ہیں اور کھانے میں بھی تم شریک نہیں ہو سکتے (یعنی نہ یہاں رہ سکتے ہو نہ کھا سکتے ہو) اور اگر کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لینا (بسم اللہ وغیرہ کہنا) بھول جائے تو شیطان اپنے بھائیوں سے کہتا ہے کہ تم نے رب نے کے لئے گھر پالیا اور جب بندہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا بھول گیا تو شیطان کہتا ہے ادر كنتم المبيت والعشاء یعنی گھر میں رہنے کے ساتھ ساتھ کھانے میں بھی شریک ہو سکتے ہو۔^۱

اس حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ جس چیز کی ابتداء اللہ کے نام سے ہو تو شیطان اور اس کے حواریین کا اس میں عمل دخل نہیں ہو سکتا جیسے گھر۔ یہاں صرف گھر میں داخل ہونے اور کھانے کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے۔

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور یہ گویا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ زمین سے پیدا ہونے سے لے کر پک کر تیار ہونے تک آسمان، سیاروں، ہواؤں، فضاؤں اور مخلوقات کی طاقتیں پھر لاکھوں انسانوں کی محنت صرف ہو کر یہ کھانا تیار ہوا ہے اس کھانے کا حاصل کرنا میرے بس میں نہ تھا۔ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے ان تمام مراحل سے گزر کر یہ کھانا مجھے عطا کیا ہے۔ لہذا رزق کا عطا ہونا یہ محض اللہ ہی کی طرف سے ممکن ہوا ہے۔

رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿اللّٰهُ يَسْطُرُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اپنے بندوں میں سے اور ناپ کر دیتا جس کو چاہے (یہ نہیں کہ بالکل نہ دے) بے شک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے (اس کو خبر ہے کہ کس کو کتنا دینا ہے)۔¹

ایک اور مقام پر ارشاد ہے: ﴿وَمِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ عَلَى اللّٰهِ رِزْقَهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرُّهَا وَمُسْتَوْدَعُهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سوپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے کھلی کتاب میں۔²

دابہ ہر اس جانور کو کہتے ہیں جو زمین پر چلے۔ پرندے بھی اسی جانور میں داخل ہیں کیونکہ ان کا آشیانہ بھی کہیں زمین پر ہی ہوتا ہے۔ دریائی جانوروں کا بھی تعلق زمین سے ہونا کچھ مخفی نہیں۔ ان سب جانداروں کے رزق کی ذمہ داری حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے کر ایسے الفاظ سے اس کو بیان کیا ہے جیسے کوئی فریضہ کسی کے ذمہ ہو چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ یعنی اللہ کے ذمہ ہے اس کا رزق۔ ظاہر ہے کہ یہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ڈالنے والی کوئی طاقت نہیں۔ جزا اس کے کہ اسی نے اپنے فضل سے یہ وعدہ فرمایا۔ مگر یہ وعدہ ایک صادق کریم کا ہے جس میں خلاف ورزی کا کوئی امکان ہی نہیں، آگے انسان کے مزید اطمینان کے لئے فرمایا ﴿وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرُّهَا وَمُسْتَوْدَعُهَا﴾ اس آیت میں مستقر اور مستودع کی مختلف تفسیریں منقول ہیں مگر لغت کے اعتبار سے وہ اقرب ہے جس کو کشاف نے اختیار کیا ہے کہ مستقر اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں کوئی شخص مستقل طور پر جائے قیام یا وطن بنالے اور مستودع اس جگہ کو جہاں عارضی طور سے ضرورت کے لئے ٹھہرے۔ (یعنی جہاں مستقل ٹھہرے گا یا عارضی طور پر کہیں جائے گا رزق ہر جگہ پہنچ کر رہے گا)۔ آگے پھر مزید اطمینان کے لئے فرمایا کل فی کتب مبین یعنی یہ سب کچھ ایک واضح کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ مراد لوح محفوظ ہے، جس میں کائنات کی روزی، عمر اور نمل وغیرہ کی پوری تفصیل لکھی ہوئی ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ نے

1 پارہ: ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت: ۶۲، تفسیر عثمانی ص: ۵۳۷۔ 2 پارہ: ۱۲، سورۃ ہود،

آیت: ۶، تفسیر عثمانی: ۲۹۳۔

اپنے ذمہ لیا ہے تو پھر ایسے واقعات کیوں پیش آتے ہیں کہ بعض جانور اور انسان غذا نہ ملنے کے سبب بھوکے پیاسے مر جاتے ہیں۔ علماء حضرات نے اس کے متعدد جواب لکھے ہیں ان میں سے ایک جواب یہ بھی ہے کہ رزق کی ذمہ داری اسی وقت تک ہے جب تک اس کی اجل مقدر یعنی عمر پوری نہیں ہو جاتی۔ جب یہ عمر پوری ہو گئی تو اس کو بہر حال مرنا ہے۔ جس کا عام سبب امراض ہوتے ہیں کبھی جلنا یا غرق ہونا یا کوئی حادثہ وغیرہ بھی سبب ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا رزق بند کر دیا گیا ہو اور اس پر موت واقع ہو گئی۔¹

اللہ پر بھروسہ رزق آسانی سے فراہمی کا ذریعہ ہے

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لكل شئ قدرًا اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے وہ کر دے گا اس کیلئے نکلنے کا راستہ گزار اور روزی دے گا اس کو جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو گا اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اس کو کافی ہے۔ تحقیق اللہ پورا کر لیتا ہے اپنا کام۔ اللہ نے رکھا ہے ہر چیز کا اندازہ۔²

فائدہ! یعنی اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور بے قیاس و بے گمان روزی ملتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جنت ہاتھ آتی ہے۔ اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے، جس سے تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کا فور ہو جاتی ہیں اور آگے فرمایا: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو محض اسباب پر تکیہ مت کرو اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں۔ جو کام اسے کرنا ہو وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اسباب بھی اسی کی مشیت کے تابع ہیں۔ ہاں ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ ہے۔ اسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے اسی لئے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو گھبرانا نہیں چاہیے۔

کھانا کھانے سے متعلق آداب اور سنتیں

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا۔³

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا، اسی طرح کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کھانا لینا ہوتا ہے بھی دایاں

1 معارف القرآن، جلد چہارم، صفحہ: ۵۹۰-۵۸۸۔ 2 بارہ: ۲۸، سورۃ الطلاق، آیت: ۳-۲۔

3 ترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب فی الوضوء قبل الطعام، وبعده، ۱۸۳۶، رقم: ۱۸۳۹۔

باتھ استعمال کرنا۔¹

اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا کھانے میں جتنے باتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت (اور محبت) ہوگی۔²

کھانے کی ہر مقدار اور ہر طرح کے کھانے پر قناعت کر لینا یعنی جتنا اور جیسا کھانا مل جائے

اس پر راضی رہنا اور اللہ کا فضل سمجھ کر کھانا۔³

کھانا کھانے کے لئے اکڑوں بیٹھنا کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور سرین زمین پر ہو یا

ایک گھٹنا کھڑا ہو اور دوسرے گھٹنے کو بچھا کر اس پر بیٹھے یا دونوں گھٹنے زمین پر بچھا کر قعدہ کی حالت

میں بیٹھے اور آگے کی طرف ذرا جھک کر کھانا کھائے۔⁴

جو تے اتار کر کھانا کھانا۔⁵

کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ ہو اور بڑا جوان سے شروعات کرانا۔

دستہ خوان کو زمین پر بچھا کر کھانا کھانا۔⁶

بسم اللہ الرحمن الرحیم (یا بسم اللہ علی برکۃ اللہ) پڑھ کر کھانا شروع کرنا۔⁷

اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور درمیان میں یاد آ جائے تو یوں پڑھے بسم اللہ اولہ

واخرہ۔⁸

کھانا اپنی جانب والے کنارے سے شروع کرنا۔ برتن کے بیچ میں یا دوسرے آدمی کے

آگے باتھ نہ ڈالنا۔⁹

کھانے میں پھونک نہ مارنا۔¹⁰

دستہ خوان پر مختلف کھانے ہوں تو باتھ گھمانا جائز ہے۔¹¹

گوشت کا بڑا پارچہ، تو اس کو چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے۔¹²

1 مسلم، کتاب الاشربة، باب اداب الشراب والطعام، ص ۱۰۳۹، رقم: ۵۲۶۹

2 ابو داؤد کتاب الطعمۃ، باب الاجتماع علی الطعام، ص ۱۵۰۱، رقم: ۳۷۶۴، 3 اسود

رسول، ص ۱۱۰، 4 مسلم کتاب الاشربة، باب تواضع الاکل و صفة قعودہ، ۵۳۲۱،

رقم: ۵۳۲۱، 5 دارمی، ج: ص: ۱۲۸، رقم: ۲۰۸۰، 6 بخاری، کتاب الطعمۃ، باب

حز المرقق، ۵، ۲۰۵۹، دیب، 7 ابو داؤد کتاب الطعمۃ، ص ۳۷۶، 8 اسود داؤد، کتاب

الطعمۃ، باب التسمية علی الطعام، ص ۱۵۰۱، رقم: ۱۸۵۷، 9 ترمذی، کتاب الطعمۃ، باب

فی التسمية فی الطعام، ص: ۱۸۳۹، رقم: ۱۸۲۸، 10 ترمذی، کتاب الاشربة، باب کراهیۃ الفخ

فی الشراب، ص: ۱۸۳۹، رقم: ۱۸۲۸، 11 ترمذی، کتاب الطعمۃ، باب فی التسمية فی

الطعام، ص: ۱۸۳۹، رقم: ۱۸۲۸، 12 ترمذی، الطعمۃ، ص: ۱۸۳۸

تیز گرم کھانا نہ کھائیں۔ ذرا دم لیں سہانا ہو جائے تب کھائیں۔¹

کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ زمین پر گر جائے تو چاہیے کہ اس کو اٹھا لے اور اس کو صاف کر کے کھالے۔ اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔²

جب کھانا کھا چکے تو انگلیوں کو چاٹ لے اس لئے کہ وہ نمیں جانتا کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔³

کھانا کھانے کے درمیان کوئی آجائے تو اس کو کھانے کی دعوت دینا۔⁴

جس خادم نے کھانا پکایا ہوا اسے کھانے میں شامل کرنا یا اس کو کھانے میں سے کچھ الگ دیدینا۔⁵

اس گھر میں خیر و برکت ہوگی جس گھر میں کھانے کے بعد ہاتھ دھونے اور کفلی کرنے کی عادت ہو۔⁶

جو شخص پیالے میں کھائے اور پھر اس کو چائے تو پیالہ (وغیرہ) اس کے لئے دعا، مغفرت کرتا ہے۔⁷

اگر آپ کا ساتھی کھانا کھا رہا ہے تو حتی الوسع اس کا ساتھ دیں تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھالے۔ مجبوری ہو تو عذر کر لے۔⁸

دستر خوان پہلے اٹھالیا جائے اس کے بعد کھانے والے انھیں۔⁹ کسی دوسرے کے دسترخوان پر کھانا کھانے تو اس کے لئے یہ دعا بغیر ہاتھ اٹھانے پڑھ لے: اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ۔¹⁰

کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ النَّاسِ السَّالِحِيْنَ۔¹¹

1 مسند احمد ص: ۱۰۱، 2 مسلم، باب استجاب اكل لقمة الساقطة، ص: ۱۰۲۰ رقم: ۵۳۰۱، 3 بخاری، کتاب الاطعمة، باب لعق الأصابع، ص: ۴۰۰، رقم: ۵۳۵۱، 4 ابن ماجہ، الاطعمة، باب عرض الطعام، ص: ۲۶۷، 5 ترمذی، کتاب الاطعمة، باب فی الاكل مع الملوک، ص: ۱۸۳۹، رقم: ۱۸۵۳، 6 ابن ماجہ، کتاب الاطعمة، باب الوضوء، عند الطعام، ص: ۲۶۷، رقم: ۳۲۱، 7 ابن ماجہ، کتاب الاطعمة، باب تنقیة الصحفة، ص: ۲۶۷، رقم: ۳۲۷، 8 ابن ماجہ، کتاب الاطعمة، باب النهی أن یقام عن الطعام، ص: ۲۶۷، رقم: ۳۲۹، 9 ابن ماجہ، کتاب الاطعمة، باب النهی أن یقام عن الطعام، ص: ۲۶۷، رقم: ۳۲۹، 10 مسلم، الاطعمة، باب اکرام الضیف، ۲، ۱۲۲، 11 ترمذی، کتاب الاطعمة، باب ما یقال اذا فرغ من الطعام، ص: ۲۶۷، رقم: ۳۲۸۳۔

گھر میں سرکہ اور شہد رکھنا سنت ہے۔¹

کھانا کھانے کے بعد جب انگلیاں چائیں تو پہلے بڑی انگلی، اس کے بعد کلمے والی انگلی اس کے بعد انگوٹھا (اگر بقیہ انگلیاں استعمال ہوئی ہوں تو بعد میں)۔²

دستر خوان اٹھ جائے تو یہ دعا پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیْبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرُ مُکَفِّیٍّ وَلَا مُوَدِّعٍ وَلَا مُسْتَعْنٰی عَنْہُ رَبَّنَا۔³

کھانے میں سرکہ کا استعمال رکھنا۔⁴

کھانا کھانے کے بعد پانی نہ پینا (پہلے یادرمیان میں پی لیں)۔⁵

کھانا کھانے کے بعد فوراً نہیں سونا چاہیے یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے لیٹ جانا مسنون ہے۔

ٹیک لگانے بغیر کھانا۔⁶

جب موسم کا پہلا پھل کھائیں تو یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰہُمَّ کَمَا اَرْزَقْنَا اَوَّلَہٗ اَرِنَا اٰخِرَہٗ اِس کے

بعد سنت یہ ہے کہ پہلے کسی معصوم بچے کو کھلائیں بعد میں خود کھائیں۔⁷

بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آ جائے۔⁸

اللہ رب العزت ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 ترمذی کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی الخل، ص: ۱۸۳۸، رقم: ۱۸۴۱، 2 اسوۃ رسول ص: ۱۰۳، 3 بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب ما یقول، اذا فروع من طعامہ، ۵۳۰، 4 ترمذی، ابواب الاطعمۃ باب الخل، ص: ۱۸۳۸، رقم: ۱۸۴۱، 5 اسوۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ص: ۱۰۹، 6 بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل، متکناً، ص: ۲۶۶، رقم: ۵۳۹۸، 7 اسوۃ رسول ص: ۱۱۱، 8 اسوۃ رسول اکرم، ص: ۱۰۶۔

پانی پینے کے آداب اور سنتیں

عن أنس رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتنفس في الشراب ثلثاً. وزاد مسلم في رواية ويقول إنه أروى وأبرء وأمرء. ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (اس طرح پانی پینا) سیراب کرتا ہے، صحت بخش ہے اور جلد بھرم ہوتا ہے۔¹

آب رسانی کا نظام الہی

جس طرح کھانا اللہ کی عظیم نعمت ہے۔ اسی طرح پانی بھی اللہ کی بیش بہا نعمت ہے۔ جس کا کوئی بدل نہیں اور بغیر خدا کی مدد کے اس کا حصول محال ہے۔ پانی کا ایک ایک گھونٹ جس کو انسان اپنے حلق میں اندلیتا ہے خدا کی قدرت کاملہ کے کرشمہ کے ساتھ ہی اس تک پہنچتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاسْقِينَا كُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ﴾² ترجمہ: اور چلائیں ہم نے ریں بھری ہوائیں پھراتا راہم نے آسمان سے پانی پھرتم کو وہ پلایا اور تم نہیں اس کا خزانہ کرنے پر قادر۔

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَأَفْرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ؕ أَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أَجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ﴾ ترجمہ: بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو کیا تم نے اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے۔ اگر ہم چاہیں کر دیں اس کو کھارا۔ پھر کیوں نہیں احسان مانتے۔³

پانی کے متعلق قدرت الہی کی کرشمہ سازی دیکھیں کہ سمندر کے کھارے پانی کو میٹھے پانی میں تبدیل کر کے پورے روئے زمین پر بادلوں کے ذریعے کس حسن نظام کے ساتھ پہنچایا کہ ہر

1 - الصحيح للإمام البخاری، کتاب الاشریة، باب شرب بنفسین او ثلاثاً، ص ۴۸۲، رقم: ۵۶۳۱۔
والصحيح للإمام مسلم، کتاب الاشریة، باب استحباب التنفس ثلاثاً خارج الاناء، ص: ۱۰۴۰، رقم:

۵۲۸۷ 2 - پارہ ۱۴، سورۃ حجر، الآیۃ ۲۲، 3 - پارہ ۲، سورۃ الواقعة، الآیۃ: ۷۰، ۷۱، ۶۸، ۶۹۔

خطے کے نہ صرف انسانوں کو بلکہ ان جانوروں کو بھی جو انسانوں کی دریافت سے باہر ہیں گھر بیٹھے پانی پہنچا دیا اور بالکل مفت بلکہ جبر کی طور پر پہنچایا اور قدرت الہی نے اس پانی کے باقی رکھنے کا عجیب اور مستحکم نظام بنایا کہ گلے مرنے سے محفوظ رکھا اور بوقت ضرورت ہر جگہ سہل الحصول بنا دیا۔ ایک اور نظام بنایا کہ جو پانی برسایا جاتا ہے، اس کا کچھ حصہ تو فوری طور پر درختوں، کھیتوں، جانوروں اور انسانوں کو سیراب کرنے میں کام آ جاتا ہے۔ کچھ کھلے، تالابوں، تہمیوں، دریاؤں میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ جبکہ اس کے بڑے حصے کو برف کی شکل میں بحر منجمد بنا کر پہاڑوں پر لا دیا ہے جہاں سے تھوڑا تھوڑا رس کر وہ پہاڑوں کی رگوں میں پیوست ہو جاتا ہے اور پھر چشموں کی صورت میں ہر جگہ پہنچ جاتا ہے اور جہاں یہ چشمے بھی نہیں ہیں تو وہاں یہ پانی انسانی رگوں کی طرح زمین کی تہوں میں بہتا ہے، اور کنواں وغیرہ کھودنے سے برآمد ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آب رسانی کا یہ نظام الہی ہزاروں نعمتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اول پانی کو پیدا کرنا ایک بڑی نعمت ہے، پھر بادلوں کے ذریعہ اس کو زمین کے ہر خطے پر پہنچانا، پھر اس کو انسان کے پینے کے قابل بنادینا، پھر انسان کو اس کے پینے کا موقع دینا پھر اس پانی کو ضرورت کے مطابق محفوظ رکھنے کا عجیب و غریب نظام محکم، پھر انسان کو اس سے سیراب ہونے کا موقع دینا۔ اگر انسان غور کرے تو ایک پانی پینے پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں نکلتی ہیں: ﴿فَاسْقِينَكُمُوهُ وَمَا نْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ﴾¹ میں انہی نعماء الہی کی طرف اشارہ ہے تو ہمیں چاہیے کہ جب بھی پانی پیئیں یا استعمال میں لائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق پیئیں، تاکہ قیامت کے دن اس نعمت کے مواخذہ سے بچیں۔

پانی پینے کے آداب و سنن

اب پانی پینے کے متعلق سنن نقل کی جاتی ہیں:

دائیں ہاتھ سے پانی پینا کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان پانی پیتا ہے۔²

تین سانس میں پانی پینا اور سانس برتن سے منہ الگ کر کے لینا چاہئے۔³

پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا۔⁴

1 پارہ: ۱۶، سورۃ الحجر، الایۃ: ۲۲، 2 الصحیح للإمام مسلم: کتاب الاشرۃ باب آداب الشراب، ص: ۱۰۳۸، رقم: ۵۲۶۵، 3 الصحیح للإمام مسلم: کتاب الاشرۃ، باب استحباب النفس خارج الاناء، ص: ۱۰۳۹، رقم: ۵۲۸۷، 4 السنن للإمام الترمذی، ابواب الاشرۃ، ص: ۱۸۲۲، رقم: ۱۸۵۸

پینے کی چیز میں پھونک نہ مارنا۔¹
میٹھ کر پانی پینا۔³
پانی دیکھ کر پینا۔²
آب زمزم کھڑے ہو کر پینا۔⁴

وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔⁵

مشکیزے (اور جس جگہ سے ایک دم پانی نکل آنے کا خدشہ ہو) منہ لگا کر نہ پینا۔⁶

چاندی یا سونے کے برتن میں کھانا نہ پینا۔ فائدہ! فرمایا جو شخص چاندی یا سونے کے برتن

میں کھاتا ہے یا پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکاتا ہے۔⁷

برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے نہ پینا۔⁸

شب کو رکھا ہوا پانی دن کو پینے میں استعمال کرنا (یعنی ٹھنڈا پانی نوش کرنا)۔⁹

جو شخص دوسروں کو پلائے اس کا خود آخر میں پینا۔¹⁰

خود پی کر دوسروں کو دینا، تو (پہلے) دائیں جانب والے کو دینا۔¹¹

ہر پینے کی چیز پی کر یہ دعا پڑھنا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرَ اَقْنَتِهِ اور دودھ

پینے کے بعد یہ دعا پڑھنا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا لَنَا مِنْهُ¹²

پانی پینے کے بعد یہ دعا پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ لَنَا الْمَاءَ عَذْبًا فُرَاتًا بِنِعْمَتِهِ وَلَمْ

يَجْعَلْهُ مِلْحًا اَجَابًا يُذَوِّبُنَا. آپ صلی اللہ علیہ وسلم بینما اور ٹھنڈا پانی پسند فرماتے تھے۔¹³

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



- 1 السنن للامام ابی داؤد: کتاب الاشربة، باب فی الشرب من ثلثة القدح، ص: ۱۲۹۸، رقم: ۱۲۹۸۔
- 2 اسود رسول، ص: ۱۱۱، 3 اسود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۱۱۲۔
- 4 الصحيح للامام البخاری، کتاب الاشربة، باب الشرب قانما، ص: ۲۸۱، رقم: ۵۶۱۱۔
- 5 الصحيح للامام البخاری، کتاب الاشربة، باب الشرب من زم زم، ص: ۱۰۳۹، 6 الصحيح للامام الترمذی، کتاب الاشربة، باب الرخصة قانما، ص: ۱۸۲۲، رقم: ۱۸۸۰۔
- 7 الصحيح للامام البخاری، کتاب الاشربة، باب اختناث الاسقية، ص: ۲۸۲، رقم: ۵۶۲۵۔
- 8 البخاری، کتاب الاشربة، باب آنية الفضة، ص: ۲۸۲، رقم: ۵۶۳۵۔
- 9 الصحيح للامام البخاری، کتاب الاشربة، باب ثلثة القدح، ص: ۱۲۹۸، رقم: ۵۶۲۱۔
- 10 السنن للامام الترمذی، کتاب الاشربة، باب الکوخ فی الحوض، ص: ۲۸۲، رقم: ۵۶۲۱۔
- 11 الصحيح للامام البخاری، کتاب الاشربة، باب فی القوم، ص: ۱۸۳۳، رقم: ۱۸۹۳۔
- 12 السنن للامام الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا اکل طعاما، ص: ۲۰۰۷، رقم: ۳۴۵۵۔
- 13 السنن للامام الترمذی، کتاب الاشربة، باب ای الشراب احب الیه، ص: ۱۸۳۳، رقم: ۱۸۹۲۔

لباس کے متعلق ہدایات و سنتیں

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لبس ثوب شہرة فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلة یوم القیامة^۱ ترجمہ..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں شہرت (اور دکھاوے) کے لئے کپڑا اپنے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنا نہیں گئے۔

کھانے پینے کی سنتوں کے بعد اب لباس کے متعلق جو سنتیں اور ہدایات ہیں اقل کی جاتی ہیں لباس بھی خدا نے قادر و مطلق کی عظیم نعمت ہے۔ لباس پہننے کے بعد چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق لباس پہنیں تو یہ لباس پہننا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ تکبر اور دکھلاوا اور غیروں کے طریقے کا لباس پہننا قابل مذمت اور قابل نفرت ہے۔ حدیث بالا میں تکبر و غرور کی مذمت فرمائی گئی، جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان اللہ جمیل یحب الجمال“^۲ ترجمہ..... بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہیں اور جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے ان اللہ لطیف یحب اللطافة..... بے شک اللہ تعالیٰ لطیف ہیں اور لطافت کو پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفود کے آنے پر ان کے لئے زینت و تجل فرماتے اور جمعہ و عیدین کے لئے بھی آرائش فرماتے اور اس کیلئے مستقلاً جد لباس محفوظ رکھتے تھے۔^۳

معلوم ہوا کہ اچھا لباس پہننا سنت ہے لہذا عمدہ لباس پہن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور

۱ السنن للامام ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب من شہرۃ من الثیاب، ص: ۲۶۹۳، رقم: ۳۶۰۶،
والمسند للامام احمد، ج ۲، ص: ۱۳۹، والسنن للامام ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لبس
الشہرة، ص: ۱۵۱۸، رقم: ۴۰۲۹، ۲ الصحیح للامام مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم
الکبر و بیانہ، ج ۱، ص: ۹۳، رقم: ۹۱، ۳ اسوۃ رسول اکرم، ص ۱۱۳.

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق استعمال کرے تو اللہ تعالیٰ بندے کے اس عمل سے خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ نعمت اللہ نے بندوں کے واسطے اتاری ہے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا کہ تمہارا لباس قدرت کی ایک عظیم نعمت ہے اس کی قدر کرو اور یہ خطاب صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ پوری اولاد آدم کو ہے اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ستر پوشی اور لباس انسان کی فطری خواہش اور ضرورت ہے بغیر کسی مذہب و ملت کے امتیاز کے سب ہی اس کے پابند ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاٰدَمُ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوَاتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسَ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّہُمْ یَذْکُرُوْنَ﴾۔ یعنی آدم لا یفتنکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما لیرہما سواتہما انہ یراکم ہو و قبیلہ من حیث لا ترونہم۔ انا جعلنا الشیطن اولیاء للذین لا یؤمنون^۱ ترجمہ..... اے اولاد آدم! ہم نے اتاری تم پر پوشاک (لباس) جو ڈھانکے تمہاری شرمگاہیں اور اتارے آرائش کے کپڑے۔ اور لباس پرہیزگاری کا سب سے بہتر ہے۔ یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں۔ اے اولاد آدم! نہ بہکاوے تم کو شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے، اتروائے ان سے ان کے کپڑے تاکہ دکھلاوے ان کو شرمگاہیں ان کی، وہ اور اس کی قوم دیکھتی ہے تم کو جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ ہم نے کر دیا شیطان کو رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے۔

لباس کے درجات و مسائل

پہلی آیت میں تین قسم کے لباسوں کا ذکر فرمایا اول: ﴿لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوَاتِکُمْ﴾ یعنی ہم نے تمہاری صلاح فلاح کے لئے ایک ایسا لباس اتارا جس سے تم اپنے قابل شرم اعضاء کو چھپا سکو۔ اس کے بعد فرمایا: ﴿وَرِیْشًا﴾ ریش اس لباس کو کہا جاتا ہے جو آدمی اپنی زینت و جمال کے لئے استعمال کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صرف ستر چھپانے کے لئے تو مختصر سا لباس کافی ہوتا ہے مگر ہم نے تمہیں اس سے زیادہ لباس اس لئے عطا کیا کہ تم اس کے ذریعہ زینت و جمال حاصل کر سکو اور اپنی اہلیت کو شائستہ بنا سکو تو خلاصہ یہ ہوا کہ ستر پوشی انسان کے لئے پہلا انسانی اور اسلامی فرض ہے جو ہر حالت میں اس پر لازم ہے۔ جبکہ نماز اور طواف میں بدرجہ اولیٰ فرض ہے۔ جیسے کہ ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿یٰۤاٰدَمُ خُذْ وَازِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾^۲

۱ پارہ: ۸، سورۃ الاعراف، الآیۃ: ۲۶، ۲۷۔ ۲ (پارہ: ۸، سورۃ الاعراف، الآیۃ: ۳۱)

ترجمہ..... اے اولاد آدم لے لو اپنی آرائش (یعنی لباس زینت) ہر نماز کے وقت۔ اس آیت سے معلوم ہوا جیسا کہ نماز میں ستر پوشی کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح بقدر استطاعت صاف ستھرا اچھا لباس اختیار کرنے کی فضیلت اور استحباب بھی ثابت ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کبر و شہرت کا ارادہ شامل نہ ہو۔ ستر جس کا چھپانا انسان پر ہر حال میں اور خصوصاً نماز و طواف میں فرض ہے اس کی حد کیا ہے؟ قرآن کریم نے اجمالاً ستر پوشی کا حکم دے کر اس کی تفصیلات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک اور عورت کا سار ا بدن ستر ہے صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور قدم مستثنیٰ ہیں۔ روایات میں یہ تفصیل مذکور ہے مرد کے لئے ناف سے نیچے کا بدن یا گھٹنے کھلے ہوں تو ایسا لباس خود بھی گناہ ہے اور نماز بھی اس سے ادا نہیں ہوتی۔ اسی طرح عورت کا سر گردن یا بازو پندلی کھلی ہو تو ایسے لباس میں رہنا خود بھی ناجائز ہے اور نماز بھی ادا نہیں ہوتی۔ عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں اور قدم جو ستر سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے اس کے یہ معنی ہیں کہ نماز میں اس کے یہ اعضاء کھلے ہوں تو نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غیر محرموں کے سامنے بھی وہ چہرہ بغیر شرعی عذر کے کھول کر پھرا کرے۔ یہ حکم تو فریضہ ستر کے متعلق ہے جس کے بغیر نماز ہی ادا نہیں ہوتی اور چونکہ نماز میں صرف ستر پوشی ہی مطلوب نہیں۔ بلکہ لباس زینت اختیار کرنے کا ارشاد ہے۔ اس لئے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ خواہ قمیص ہی نیم آستین ہو یا آستین چڑھائی گئی ہوں، بہر حال نماز مکروہ ہے۔ اسی طرح ایسے لباس میں بھی نماز مکروہ ہے جس کو پہن کر اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانا قابل شرم و عار سمجھے۔ جیسے صرف بنیان بغیر کرتے کے اگرچہ پوری آستین بھی ہو، یا سر پر بجانے ٹوپی (یا رومال یا پگڑی) کے کوئی کپڑا یا چھوٹا دستی رومال باندھ لینا (یا جیسے آج کل تنکوں والی ٹوپی یا پلاسٹک کی ٹوپی جو مسجدوں میں اوگ لے کر ڈال دیتے ہیں یا انتہائی میلے کچیلے کپڑے) کہ کوئی سمجھ دار آدمی اپنے دوستوں یا دوسروں کے سامنے اس بیعت میں جانا پسند نہیں کرتا تو اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ سر، مونڈھے اور کہنیاں کھول کر نماز کا مکروہ ہونا آیت قرآنی کے لفظ زینت سے بھی مستفاد ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات سے بھی ثابت ہے۔

بہر کیف حضرت آدم علیہ السلام و حوا اور اغوا شیطانی کا واقعہ بیان کرنے کے ساتھ لباس

کے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کے لئے ننگا ہونا اور قابل شرم اعضا کا دوسروں کے سامنے کھلنا انتہائی ذلت اور رسوائی اور بے حیائی کی علامت اور طرح طرح کے شر و فساد کا مقدمہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیطان کا سب سے پہلا حملہ انسان کے خلاف اسی راہ سے ہوا کہ اس کا لباس اتروا گیا اور آج بھی شیطان اپنے چیلوں کے ذریعہ انسان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ تو تہذیب و شائستگی کا نام لے کر سب سے پہلے اس کو برہنہ اور نیم برہنہ کر کے سر عام سڑکوں اور گلیوں میں کھڑا کر دیتا ہے اور شیطان نے جس کا نام ترقی رکھ دیا ہے وہ عورت کو شرم و حیا سے محروم کر کے منظر عام پر برہنہ لے آنے کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوتی۔ شیطان نے انسان کے اس کمزور پہلو کو بھانپ کر پہلا حملہ انسان کی ستر پوشی پر کیا تو شریعت اسلام نے جو انسان کی ہر صلاح و فلاح کی کفیل ہے، نے ستر پوشی کا اہتمام اتنا کیا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی کو قرار دیا۔ نماز روزہ وغیرہ سب اس کے بعد اور اس کے بغیر ادھورے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے اس واقعہ اور قرآن کریم کے اس ارشاد سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ستر پوشی اور لباس انسان کی فطری خواہش اور پیدائشی ضرورت ہے جو اول دن سے اس کے ساتھ ہے لہذا آج کل کے بعض فلاسفروں کا یہ قول غلط اور بے اصل ہے کہ انسان اول ننگا پھرا کرتا تھا پھر ارتقائی منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے لباس ایجاد کیا۔

﴿وَلِبَاسِ التَّقْوَىٰ ذَلِكُمْ خَيْرٌ﴾^۱ یعنی تیسرا لباس تقویٰ کا ہے اور وہ سب لباسوں سے زیادہ بہتر ہے لباس تقویٰ سے مراد حضرت ابن عباسؓ اور عروہ بن زبیرؓ کی تفسیر کے مطابق عمل صالح اور اللہ رب العزت کا خوف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ظاہری لباس انسان کے قابل شرم اعضا کے لئے پردہ اور سردی گرمی سے بچنے اور زینت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اسی طرح ایک معنوی لباس عمل صالح اور اللہ رب العزت کا خوف ہے جو انسان کے اخلاقی عیوب اور کمزوریوں کا پردہ ہے اور دائمی تکلیفوں اور مصیبتوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے وہ سب سے بہتر ہے۔ لباس التقویٰ کے لفظ سے اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ ظاہری لباس کے ذریعہ ستر پوشی اور زینت و تجمل وغیرہ کا اصل مقصد تقویٰ اور اللہ رب العزت کا خوف و عظمت ہے۔ جس کا ظہور اس کے لباس میں اس طرح ہونا چاہیے کہ اس میں پوری ستر پوشی ہو اور قابل شرم اعضا کا پورا پردہ ہو وہ ننگے بھی نہ رہیں اور لباس بدن پر ایسا چست بھی نہ ہو جس میں یہ اعضا مثل ننگے کے نظر آئیں۔

لباس میں کسی دوسری غیر قوم کی نقالی بھی نہ ہو جو اپنی قوم و ملت سے غداری اور اعراض کی علامت ہے اور اس کے ساتھ ہی اخلاق و اعمال کی درستی بھی ہو جو لباس کا اصل مقصد ہے۔

آخر آیت میں ارشاد فرمایا: ﴿ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَكَّرُونَ﴾^۱ یعنی انسان و لباس کی یہ تینوں قسمیں عطا فرماتا اللہ جل شانہ کی آیات و قدرت میں سے ہے تاکہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں۔ دوسری آیت میں اولاد آدم علیہ السلام کو خطاب کر کے تنبیہ فرمائی گئی کہ اپنے ہر حال اور ہر کام میں مکر شیطانی سے بچتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو پھر کسی فتنہ میں مبتلا کر دے جیسا تمہارے ماں باپ حضرت آدم علیہ السلام و حوا کو اس نے جنت سے نکال دیا اور ان کے لباس اتر واکر ان کے ستر کھولنے کا سبب بنا۔ وہ تمہارا قدیم دشمن ہے (وہ آزادی نسواں کی نام نہاد تحریک سے یا ماؤرن دور کے نام سے یا جدید فیشن کے نام سے ننگا کرنے کی کوشش کرے گا) تم اس کی دشمنی کا ہر وقت اور ہمیشہ خیال رکھو اور پھر یہ کہ شیطان تمہارا ایسا دشمن ہے کہ وہ اور اس کے ساتھی تو تم کو دیکھتے ہیں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے، اس لیے ان کا مکر و فریب تم پر چل جانے کے زیادہ امکانات ہیں اور آخر میں فرمایا: ﴿إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾^۲ کہ ہم نے شیطانوں کو ان کا سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔ اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ ایمان والوں کے لئے اس کے جال سے بچنا زیادہ مشکل نہیں۔ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾^۳ جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو تیری راہ چلائے ہوؤں میں سے۔

یعنی شیطان کا اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں پر تسلط نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قلوب و عقل پر شیطان کا ایسا تسلط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی پر کسی وقت متنبہ ہی نہ ہوں جس کی وجہ سے ان کو توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو یا کوئی ایسا گناہ کر بیٹھیں جس کی مغفرت نہ ہو سکے۔^۴

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی اور شیطان کے اغوا سے بچنے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

لباس کے متعلق ہدایات اور سنتیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی

1 پارہ: ۸، سورۃ الاعراف، الآية: ۲۱، 2 پارہ: ۸، سورۃ الاعراف، الآية: ۲ 3 پارہ: ۱۲

سورۃ الحجر، الآية: ۲۲، 4 معارف القرآن: ۳۲۰، ۳

شخص نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهِ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِهِ فِیْ حَیَاتِیْ¹

جس نے دنیا میں ریشم (کا کپڑا) پہن لیا اس کو وہ آخرت میں پہننے کو نہ ملے گا۔ دوسری روایت میں فرمایا: دنیا میں وہ شخص ریشم پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔² البتہ تین چار انگل ریشم مرد کے لئے جائز ہے۔³

سفید لباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔⁴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیض (کرتا) پسند تھا۔⁵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستینیں ہاتھوں کے پہنچوں تک ہوتی تھیں۔ کرتے کا گلا سینے کی طرف ہوتا تھا، اور اتنا فراخ کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ ڈال کر پشت کی جانب مہر نبوت کو برکت کے لئے چھو لیا تھا۔⁶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہوتا تھا۔ جبکہ مسلم کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اسی طرح ہدایت فرمائی تھی۔⁷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ خریدا ہے۔ لیکن عمر بھر تہبند ہی استعمال فرمایا (پاجامے کے ستر کو صحیح طرح ڈھانپنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاجامہ محبوب تھا)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پاجامہ پہنا کرتے تھے۔⁸

کپڑا جب تک پیوند لگانے کے لائق نہ ہو جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ردی نہ فرماتے۔ (یعنی جب تک پیوند لگا کر پہنا جاسکتا تھا، آپ زیب تن فرماتے تھے، البتہ جب اتنا بوسیدہ ہو جاتا کہ پیوند نہ لگ سکتا تو آپ اسکو ترک فرمادیتے۔ دوسری روایت میں فرمایا اگر نیا کپڑا پہننے کے بعد پرانا کپڑا نہ پہنے تو کسی غریب کو صدقہ کر دے۔⁹

مرد کو پاجامہ، شلوار اور تہبند وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے۔ حدیث میں فرمایا: ٹخنوں کا جو

1 معارف القرآن، ج: ۳، ص: ۵۳۵۔ 2 الصحيح للإمام البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر۔ ص: ۴۹۷، رقم: ۵۸۳۴۔ 3 الصحيح للإمام مسلم، کتاب اللباس، ص: ۱۰۴۹۔ 4 السنن للإمام الترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی لبس البیاض، ص: ۱۹۳۳، رقم: ۲۸۱۰۔ والسنن للإمام النسائی، کتاب الجنائز، باب فی کفن الخیر، ص: ۲۲۱۲، رقم: ۱۸۹۷۔ 5 السنن للإمام ابی داود، کتاب اللباس، باب فی القمیص، ص: ۱۵۷۱، رقم: ۴۰۲۵۔ 6 السنن للإمام ابی داود، کتاب اللباس، باب فی حل الازار، ص: ۱۵۲۱، رقم: ۴۰۸۲۔ 7 الصحيح للإمام مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب خیلاء، ص: ۱۱۵۱، رقم: ۵۴۶۲۔ 8 اسوۃ رسول اکرم ص: ۱۴۴۔ 9 مسند احمد ص: ۱۱۳۔

حصہ ازار سے ڈھکا ہوگا وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔¹

سوتی کپڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ استعمال فرمایا۔ اور قیمتی کپڑا بھی استعمال فرمایا۔²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں پسینہ کی وجہ سے بو پھیلی تو ان کو اتار دیتے تھے۔³

گندے کپڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت تھی۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے مٹیے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس شخص کو کوئی چیز (صابن وغیرہ) نہیں ملتی جس سے وہ اپنے کپڑوں کو دھو لے۔⁴

مر پر عمامہ باندھنا سنت ہے چنانچہ فرمایا کہ عمامہ باندھا کرو اس سے عام میں بڑھ جائے۔⁵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سیاہ رنگ کا تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان ہوتا تھا۔⁶

سفید عمامہ بھی سنت سے ثابت ہے۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا بھی سنت ہے۔⁷ شملہ کی مقدار

ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ تقریباً سات گز تھا۔⁸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ وطن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سفید کپڑے کی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے، جو مر کے ساتھ متصل ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سوزنی نمائے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی اوڑھی ہے۔⁹

عورتوں کی چادر اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ایک باشت بکرا ایک ہاتھ زمین میں گھسنے چلتی تھی۔¹⁰

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ دھاری دار کپڑا بھی پہنا ہے۔¹¹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کالی کُمبلی (چادر) بھی اوڑھا کرتے تھے۔¹²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند کو ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے تھے۔ تہبند کا اگلا حصہ بچھلے

1 الصحيح للامام البخاری، کتاب اللباس، باب ما سفل من الکعبین ص ۴۹۴، رقم: ۵۷۸۵.

2 اسود رسول اکرم ص: ۱۱۲. 3 وفي السنن للامام ابی داود عن عائشة رضي الله عنها قالت

صعدت لرسول الله صلى الله عليه وسلم بردة سوداء فليسفأ فلساعرق فيها وجد فيباريح الصوف فقد

فيها فهو كساقال. وفي رواية البيهقي والطيالسي بدل الصوف / النمرة فعلى كل حال ليست ریح

المستطفي صلى الله عليه وسلم حيث كانت ریحاً كبريفافس قال ذلك فتساهل. ابو داود، کتاب

اللباس، باب فی السواد، ص: ۱۵۲، رقم: ۴۰۷۴. 4 السنن للامام ابی داود، کتاب اللباس،

باب فی غسل الثوب، ص: ۱۵۲، رقم: ۴۰۶۲. 5 اسود رسول اکرم صلى الله عليه وسلم

ص: ۱۱۵. 6 اسود رسول، ص: ۱۱۵. 7 السنن للامام ابی داود، کتاب اللباس، باب فی العمامة،

ص: ۱۵۲، رقم: ۴۰۷۸. 8 السنن للامام الترمذی، کتاب اللباس، ص: ۴۰، رقم: ۱۷۳۵. ۹

۳۶- 9 اسود رسول اکرم ص: ۱۱۶. 10 السنن للامام الترمذی، ابواب اللباس عن رسول الله، باب

ما جاء فی جرد یول النساء، ص: ۱۹۲، رقم: ۳۱۰۱. 11 ابو داود، کتاب اللباس، باب فی السواد،

ص: ۱۵۲. 12 الصحيح للامام مسلم، کتاب اللباس، باب لبس ثياب الحبرة، ص: ۱۰۵، رقم: ۵۴۰۴.

حصہ سے قدرے نیچے ہوتا تھا (خصائل نبوی)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمان کی لنگی (تہبند) آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن ٹخنوں کے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا۔ اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکانے کا قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائیں گے۔¹

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے (پینٹ وغیرہ پہنے) وہ گویا اسی قوم میں سے ہے۔²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو جو باوجود مال دار ہونے کے خراب اور خستہ کپڑے پہنے ہوئے تھا نصیحت فرمائی کہ اگر اللہ نے تجھے مال دیا ہے تو اللہ کی نعمت کے اثر کو ظاہر کر اور اس نے جو تجھ کو عزت دی نمایاں کر (لیکن دکھلا دال یعنی ریا نہ ہو)۔³ اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ کو یہ بات مرغوب ہے کہ اس کی نعمتوں کا اثر اس کے بندوں پر ظاہر ہو۔⁴

ایک شخص دوسرے کپڑے پہنے ہوئے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔⁵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زیب و زینت کے لباس کو (باوجود وسعت کے) کسر نفسی یا تواضع کے لئے چھوڑے گا اللہ اس کو عظمت و بزرگی کا لباس پہنائیں گے اور جو شخص اللہ کے لئے نکاح کرے اللہ تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھیں گے۔⁶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز پہنتے، لباس زیب تن فرماتے یا جوتیاں تو پہلے داہنی طرف سے شروع فرماتے اور جب لباس یا جوتا اتارتے تو پہلے بائیں طرف سے شروع فرماتے۔⁷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کپڑے کو اس طرح لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ دونوں ہاتھ اندر

1 الصحيح للامام البخاری، کتاب اللباس، باب لبس ثياب الحرّة، ص: ۱۰۵۵، رقم: ۵۲۰۲
2 السنن للامام ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشیعة، ص: ۱۵۱۸، رقم: ۴۰۳۱
3 السنن للامام الترمذی، ابواب الادب، ص: ۱۹۳۴، رقم: ۲۸۱۹، 4 السنن للامام ابی داود، کتاب اللباس، باب الخلقان، ص: ۱۵۰۲، رقم: ۴۰۶۳، والترمذی، کتاب الادب، ص: ۱۹۳۴، رقم: ۲۸۱۹، 5 السنن للامام الترمذی، ابواب الادب، باب فی کراهیة لبس السعصر، ص: ۲۸/، وفی ابی داود، کتاب اللباس، باب فی الحرّة، ص: ۱۵۲۰، رقم: ۴۰۶۹
6 السنن للامام ابی داود، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، ص: ۱۵۵، رقم: ۷۸۷، 7 الصحيح للامام البخاری، کتاب اللباس، باب یدأ بالعل الیمنی، ص: ۲۹۹، رقم: ۵۲۵۸، ومسلم، کتاب اللباس، باب استحباب لبس النعل فی الیمنی، ص: ۱۰۵۳، رقم: ۵۴۹۵



آجائیں نیز اس طرح کپڑا پیٹ کر نہ بیٹھے کہ ستر کھل جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حریر بہت پسند تھا۔ حریر سرخ یا سبز دھاریوں کی چادر تھی۔¹
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب اللباس، باب الثوب الاحمر، ص: ۴۹۹، رقم: ۵۸۴۸.

گھر میں آنے جانے کے متعلق سنتیں

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا خرج الرجل من بيته فقال بسم الله توكلت على الله لا حول ولا قوة إلا بالله يقال له حينئذ هديت وكفيت ووقيت فيتحنى له الشيطان ويقول شيطان آخر كيف لك برجل قد هدى وكفى ووقى.¹

ترجمہ:..... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب کوئی شخص گھر سے باہر نکلتا ہے اور پھر یہ پڑھتا ہے: بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوة الا باللہ..... یعنی نکلتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ بھروسہ کیا میں نے اللہ پر اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور عبادت کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تو اس وقت اس سے کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے بندے تجھے راہ راست دکھائی گئی تھی (جمع مہمات اور تمام امور میں) غیر اللہ سے مستغنی کر دیا گیا اور تو تمام برائیوں سے محفوظ رہا۔ چنانچہ یہ سن کر شیطان چلا جاتا ہے اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ تو اس شخص پر کیوں کر قابو پا سکتا ہے جسے راہ راست دکھائی گئی، جسے غیر سے مستغنی کر دیا گیا اور جو تمام برائیوں سے محفوظ رہا۔²

اس حدیث شریف میں گھر سے باہر جانے کی دعا اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے یعنی جب تو نے گھر سے باہر جاتے وقت اللہ کا نام لیا اور اس کی ذات پر توکل و اعتماد کیا اور لا حول پڑھ کر اپنے آپ کو عاجز جانا اس لئے تو نے راہ راست پائی۔ کیونکہ راہ راست یہی ہے کہ بندہ اللہ کو یاد کرے اور اسی پر اعتماد کر کے اپنے تمام امور اسی کی طرف سونپ دے۔ اس سے بندہ شیاطین کے شر سے محفوظ ہو کر اپنے رب کی امان میں آ جاتا ہے اور جس بندے کی یا جس کے گھر کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

1 السنن للإمام ابی داود، کتاب الادب، باب ما یقول إذا خرج من بیته، ج: ۲، ص: ۷۶، رقم: ۵۰۹۵۔

2 ترمذی نے اس روایت کو لفظ "فیتحنی" له الشیطان "تکمل" کیا ہے۔

گھر کا اصل مقصد قلب و جسم کا سکون ہے

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے واسطے گھروں کو سکون و آرام کا ذریعہ بنایا جس کا اصل مقصد جسم اور قلب کا سکون ہے کیونکہ عاۃ انسان کا سب عمل گھر سے باہر ہوتا ہے جو اس کی حرکت و محنت سے وجود میں آتا ہے تو انسان کے گھر کا اصلی منشا یہ ہے کہ جب حرکت و عمل سے تھک جائے تو گھر میں آ کر آرام کرے اور سکون حاصل کرے اگرچہ بعض اوقات انسان اپنے گھر میں حرکت و عمل میں بھی مشغول رہتا ہے مگر یہ عاۃ کم ہے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ﴾¹ ترجمہ:..... اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے (حالتِ حضر میں) تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور (حالتِ سفر میں) تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر (یعنی خیمے) بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام کے دن باکا (پھانکا) پاتے ہو۔ اس آیت کے پہلے حصے میں مستقل مکان کا ذکر فرمایا اور دوسرے حصے میں مارضی مکان یعنی خیمے کا ذکر فرمایا۔ دونوں صورتوں میں اصل مقصد انسان کے آرام و سکون کا سامان ہے جو قدرت کی طرف سے عطا شدہ ہے اور سکون درحقیقت قلب و دماغ کا سکون ہے۔ وہ انسان کو گھر میں ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انسان کے مکان کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ اس میں قلب و دماغ کو سکون ملے۔

آج کی دنیا میں تعمیرات کا سلسلہ اپنے عروج پر ہے اور ان میں نمود و نمائش پر بے حد خرچ بھی کیا جاتا ہے لیکن ان میں ایسے مکانات بہت کم ہیں جن میں قلب و جسم کو سکون حاصل ہو۔ بعض اوقات مصنوعی تکلفات خود ہی آرام و سکون برباد کر دیتے ہیں اور وہ بھی نہ ہوں گھر میں جن لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے وہ اس سکون کو ختم کر دیتے ہیں۔ ایسے عالی شان مکانات سے وہ جھلکی اور جھونپڑی ہی اچھی ہے جس کے رہنے والے کے قلب و جسم کو سکون حاصل ہو۔ قرآن کریم نے انسان کے گھر کا اصل مقصد اور سب سے بڑی غرض و غایت سکون کو قرار دیا ہے۔ اسی طرح ازدواجی زندگی کا اصل مقصد بھی سکون قرار دیا ہے ﴿لَتَسْكُنُوا إِلَيْهَا﴾² جس ازدواجی زندگی سے یہ مقصد حاصل نہ ہو وہ اس کے اصل فائدے سے محروم ہے۔ آج کی دنیا میں ان چیزوں میں رسی اور غیر رسی تکلفات اور ظاہری نمود و نمائش کی حد نہیں رہی اور مغربی تمدن

1 پارہ: ۱۳، سورۃ النحل، الآیۃ: ۸۰، 2 پارہ: ۲۱، سورۃ الروم، الآیۃ: ۲۱۔

و معاشرت نے ان چیزوں میں ظاہری زیب و زینت کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں مگر سکون قلب و جسم سے قطعاً محروم کر ڈالا۔¹

آج بھی جن گھروں میں ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ اور مغربی تہذیب و تمدن نہیں ہے وہاں سکون ہے۔ اندرون خانہ اور ازدواجی زندگی میں سکون و آرام تب مل سکتا ہے جب ٹی وی، وی سی آر اور مغربی تہذیب و تمدن کو نکال باہر کریں اور گھروں میں اللہ کی یاد ہو۔ کلام اللہ کی تلاوت ہو اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احیا ہو۔ حلال کمائی سے کی گئی جائز تعمیر ہو اور رزق بھی حلال ہو تو پھر وہ گھر اور ازدواجی زندگی جنت کا گہوارہ ہیں۔ اور یہی اصل غرض و غایت ہے مکان اور ازدواجی زندگی کی۔

آیت کے دوسرے حصے میں فرمایا: ﴿مَنْ جُلِدَ بِالْإِنْعَامِ بِيَوْمٍ﴾² جانوروں کی کھال جن کے خیمے بناتے ہو۔ معلوم ہوا کہ جانوروں کی کھال کا استعمال انسان کے لئے حلال ہے۔ اس میں یہ قید نہیں کہ جانور مذبوح ہو یا مردار اور نہ یہ قید ہے کہ اس کا گوشت حلال ہے یا حرام ان سب قسم کے جانوروں کی کھال دباغت دے کر استعمال کرنا حلال ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔

البتہ خنزیر کی کھال اور اس کے تمام اجزاء ہر حال میں نجس اور ناقابل انتفاع ہیں قرآن مجید میں چار مقامات پر خنزیر کے تمام اجزاء کے نجس اور ناقابل انتفاع ہونے کا حکم فرمایا گیا ہے۔³

﴿يَوْمَ ظَعْنُكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ﴾ ایسے خیمے جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور (مقام بدلتے وقت) ہلکا پھلکا پاتے ہو۔ یعنی چمڑے وغیرہ کے خیمے یہ ایسے مکان ہیں جو بہ سہولت منتقل کیے جاسکتے ہیں سفر ہو یا حضر جہاں چاہو نصب کر لو اور جب چاہو لپیٹ کر رکھ دو۔⁴

اگلی آیت کے آخر میں فرمایا۔ ﴿كَذَلِكَ يَتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْلُمُونَ﴾⁵

اللہ تعالیٰ تم پر اس طرح کی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم (ان نعمتوں کی شکرگزاری میں) فرماں بردار رہو۔ ہر چند کہ بعض مصنوعات میں انسانوں کا عمل ہوتا ہے مگر ان کا مادہ اور ان کے بنانے کا سلیقہ اور انسانوں کی عقل و دانش وغیرہ سب کچھ تو اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے اس لئے منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس لئے لازم ہے کہ گھر اور ہر جگہ اس کے احکام اور اس کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں

1 معارف القرآن، ج: ۵، ص: ۵۸۰، 2 پارہ: ۱۴، سورة النحل، القرآن: ۸۰، 3 معارف القرآن، ج: ۵، ص: ۳۸۴، 4 فوائد عثمانی، ص: ۳۶۵، 5 پارہ: ۱۴، سورة النحل: ۸۱۔

پہل کیا جائے۔

گھر میں آنے جانے کے آداب اور سنتیں

گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر کرتا رہے۔¹

جب گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.²

جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتُلْکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلِی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا.³

گھر میں موجود بیوی بچوں وغیرہ کو سلام کرنا۔⁴ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے: اَلْسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ.⁵

گھر میں داخل ہونے سے قبل گھر والوں کو سنڈی یا پیروں کی آبت یا کھٹکا ہار سے خبردار کر دینا۔ کیونکہ بعض مرتبہ والد، بہن، بیٹی وغیرہ ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پینچ جانے سے ان کو شرم و حیا آتی ہے۔⁶

جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کے لئے نکلو تو اثنا، راویں یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ قَلْبِیْ نُورًا، اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُورًا.⁷

جب کسی کے گھر کے دروازے پر جائیں تو سامنے کھڑے نہ ہوں بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوں اور (بات چیت سے پہلے) السلام علیکم کہیں۔⁸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں خانگی کام (بھی) کرتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے چلے جاتے۔ اس وقت سارا کام کاج چھوڑ دیتے اور گھر والوں سے کوئی مطلب نہیں رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر اور گھر والوں کی خدمت اور کام کاج میں لگے رہنا انبیاء کی سنت اور صالحین کے طور طریقوں میں سے ہے بشرطیکہ گھر یو کام کاج سنت سمجھ کر کرے۔

1 حصص حصین، ص: ۱۴۰، 2 السنن للامام الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا حوج من بیتہ، ص: ۲۰۰۴، رقم: ۳۲۲۶، 3 السنن للامام الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا حوج من بیتہ، ص: ۲۰۰۴، رقم: ۳۲۲۶، 4 السنن للامام ابی داود، کتاب الادب، باب کیف یكون الرجل فی اہلہ، ص: ۵۱۰، رقم: ۲۰۳۹، 5 الحصن الحصین من کلام سید المرسلین، ص: ۱۴۰، 6 الصحیح للامام مسلم، کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه، ص: ۵۳۲، رقم: ۱۳۱۶، 7 السنن للامام ابی داود، کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم، ص: ۵۱۸، 8 المنوطا للامام مالک، ۱/۲۹۳، الاستبذان.

۱۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز (نفل) پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے وہاں بیٹھتے (پھر گھر تشریف لے جاتے)۔¹

فرمان رسول ہے: جب تم سونے لگو تو گھروں میں آگ نہ چھوڑو یعنی گھر میں کسی جگہ آگ ہو تو اس کو بجھا دو۔²

۱۲ جب دور دراز کے سفر سے بہت دنوں بعد واپس لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ ایسے ہی اگر رات گئے دیر سے آئے تو فوراً گھر میں نہ جائے بلکہ بہتر یہ ہے کہ صبح کو (یا اطلاع کر کے) مکان میں جائے۔ البتہ گھر والے تمہارے دیر سے آنے پر آگاہ ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔³

اللہ رب العزت ہم سب کو ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الاستیذان، باب غلق الابواب، وباب لا تترك النار فی البيت، ص: ۵۳۰. 2 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الاستیذان، باب غلق الابواب، وباب لا تترك النار فی البيت، ص: ۵۳۰. 3 الصحيح للإمام مسلم، کتاب الامارة، باب كراهة الطروق، ص: ۱۰۲۱.

جسم کے بالوں سے متعلق سنتیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ شعر فلیکرمہ۔^۱ ترجمہ:..... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص کے سر اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہیے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کرنے کے متعلق قرآن مجید میں ایک مقام پر واضح ارشاد باری تعالیٰ ہے، فرمایا: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾^۲ ترجمہ: اور جو دے تم کو رسول سولے لو اور جس سے منع کریں سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اس آیت کا عام مفہوم یہ ہے کہ جو کوئی حکم یا مال یا اور کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو عطا فرمائیں وہ اس کو لے لینا چاہیے اور اس کے مطابق عمل کے لئے تیار ہو جانا چاہیے اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جانا چاہیے۔ بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی عام مفہوم کو اختیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو اس آیت کی بناء پر قرآن ہی کا حکم اور واجب التعمیل قرار دیا۔^۳

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک شخص کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہنے دیکھا تو حکم دیا کہ یہ کپڑے اتار دو (کیونکہ حدیث میں احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہنے کی ممانعت ہے) اس شخص نے کہا آپ اس کے متعلق مجھے قرآن کی کوئی آیت بتا سکتے ہیں جس میں سلے ہوئے کپڑے کی ممانعت آئی ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہاں وہ آیت میں بتاتا ہوں پھر آپ نے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾^۴ پڑھ کر سنا دی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا کہ میں تمہارے ہر سوال کا جواب قرآن مجید سے

۱ السنن للامام ابی داود، کتاب الرجل، باب فی اصلاح الشعر، ص: ۵۲۶، رقم: ۲۱۶۳۔

۲ پارہ: ۲۸، سورۃ الحشر، الآیۃ: ۷۔ ۳ معارف القرآن، ج: ۸، ص: ۳۷۱۔ ۴ پارہ: ۲۸،

سورۃ الحشر، الآیۃ: ۷۔

کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟ امام شافعیؒ نے یہی آیت ﴿وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ تلاوت کر کے حدیث سے اس کا حکم بیان فرمادیا۔¹

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾² اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے، لہذا اس بات سے ڈرتے رہو کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کوئی سخت عذاب مسلط نہ کر دے۔³

مذکورہ بحث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ کسی بھی معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہدایات ہیں اس پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی فلاح ہے اور نافرمانی و بغاوت کی راہ اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب کی وعید ہے۔ چنانچہ داڑھی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت دائمی ہے۔ لہذا داڑھی اور بدن کے دیگر بالوں کے متعلق اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا جاتا ہے۔ اللہ پاک ہم کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سر، داڑھی اور دیگر بالوں کے متعلق ہدایات و سنتیں

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”قزع“ سے منع فرماتے سنا۔ نافع سے پوچھا گیا قزع کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتلایا قزع کے معنی ہیں بچہ کے سر کے بعض حصہ کو منڈوانا اور بعض حصہ کو چھوڑ دینا۔⁴ ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سارا سر مونڈو یا سارا چھوڑ دو۔⁵

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کا ندھوں سے اوپر اور کان کی او سے نیچے ہوتے تھے۔ بعض روایات میں کانوں تک بعض میں کانوں کی اوتک بھی ثابت ہیں۔⁶

پیشانی کے بچ میں بالوں کی مانگ نکالنا سنت نبوی ہے۔⁷

1 معارف القرآن ج ۸، ص: ۳۷۱، پارہ: ۲۸، سورة الحشر، الآية: ۷، 2 تفسیر عثمانی، ص: ۵۲۵، 3 الصحيح للإمام البخاری، کتاب اللباس، باب القزع، ص: ۵۰۳، رقم: ۵۹۲۰، 4 مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب کراهة القزع، 5 مشکاة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الاول، ج: ۲، ص: ۴۸۹، 6 الصحيح للإمام البخاری، کتاب اللباس، باب الفرق، ص: ۵۰۲، رقم: ۵۹۱۷، 7 السنن للإمام ابی داود، کتاب الترجل، باب النهی عن کثیر من الارفاء، ص: ۱۵۲۲، رقم: ۴۱۵۹.

بالوں کو دھونا، تیل لگانا اور کنگھا کرنا مسنون ہے۔ لیکن ایک آدھ دن بیچ میں وقفہ کر لینا چاہیے۔¹

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں بہتر سے بہتر خوشبو جو میسر ہوتی تھی لگاتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی خوشبو کی چمک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں مجھ کو نظر آتی۔²

حضرت ابن سیار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال پریشان و پراگندہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کیا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ان بالوں اور داڑھی کو درست کر لے چنانچہ اس نے اپنے بالوں کو درست کر لیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ (اچھی شکل و صورت) اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں کوئی شخص پریشان و پراگندہ بالوں کے ساتھ آئے، گویا وہ شیطان ہے۔³

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ان مردوں اور عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی جو مرد عورتوں کی اور جو عورت مردوں کی مشابہت اختیار کرے“ (یعنی بالوں میں لباس میں یا جوتا پہننے میں)۔⁴

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی عورتوں اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی (البتہ کسی عورت کی داڑھی مونچھ نکل آنے اس کا منڈوانا یا اکھاڑنا ممنوع نہیں ہے)۔ ایک عورت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا میں نے سنا ہے کہ تم گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت کرتے ہو؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کیوں نہ ان عورتوں پر لعنت کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور جن کو کتاب اللہ میں ملعون بتایا گیا۔ اس عورت نے کہا میں نے اس چیز کو پڑھا ہے جو تختیوں کے درمیان ہے (یعنی قرآن مجید)۔ لیکن اس میں تو یہ بات نہیں جو تم کہتے ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو اس کو (سوچ سمجھ کر) پڑھتی تو پالیتی! کیا تو نے قرآن مجید

1 السنن للامام ابی داؤد، کتاب الرجل، باب النہی عن کثیر من الارفاء، ص: ۱۵۶۲، رقم: ۵۹۱۵۹۔
2 الصحیح للامام البخاری، کتاب اللباس، باب الطیب فی الراس واللحیة، ص: ۵۰۲، رقم: ۵۹۲۳۔
3 اسوۃ رسول، ص: ۱۲۰، 4 الصحیح للامام البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهین بالنساء، ص: ۵۰۱، رقم: ۵۸۸۵۔

میں یہ نہیں پڑھا: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَنْهَكُمُ عَنْهُ فَأَنْتَهُوا﴾¹ عورت نے کہا بااں (یہ تو پڑھا ہے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں سے منع فرمایا ہے۔²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنث مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (جو زنانہ شکل و صورت اختیار کریں) اور حکم دیا کہ کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔³

جب سر کے بالوں میں کنگھی کریں تو دائیں جانب سے شروع کریں۔ کہ سر منڈانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، یعنی یا تو سارے بال رکھے یا سارے منڈوالے، ایک حصہ کے بال رکھنا اور ایک حصہ کے منڈوانا یا ترشوانا (یا کہیں سے بالکل چھوٹے اور کہیں سے بالکل بڑے) یہ فعل حرام ہے۔⁴

داڑھی میں تیل لگائیں تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع کریں جو گردن سے ملا ہوا ہے، اور جب سر میں تیل لگائیں تو پیشانی کے رخ سے شروع کریں۔⁵

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو (کیونکہ مشرک داڑھی کٹواتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں) ایک اور روایت میں ہے کہ مونچھوں کو پست کرو یعنی باریک تراشو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔⁶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں کٹا کر اور داڑھیاں بڑھا کر مجوسیوں کی مخالفت کرو۔⁷ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کٹوانے اور داڑھی کے بڑھانے کا حکم فرمایا۔⁸

فائدہ!..... مونچھیں بڑھانا اور داڑھی رکھنا تمام پیغمبروں کی سنت اور مسلمانوں کا شعار ہے۔ اور مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹوانا مشرکوں اور مجوسیوں کا شعار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہیں میں سے

1 پارہ: ۲۸، سورۃ الحشر، الآیۃ: ۷۔ 2 الصحیح للامام البخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات، ص: ۵۰۳، رقم: ۵۹۳۱۔ 3 الصحیح للامام البخاری، کتاب اللباس، باب اخراج: ص: ۵۰۱، رقم: ۵۸۸۶۔ 4 مشکاة المصابیح، ج: ۲، ص: ۵۰۲۔ 5 اسوۃ رسول اکرم، ص: ۱۲۰۔ 6 الصحیح للامام البخاری، کتاب اللباس، باب اغفاء اللحي، ص: ۵۰۱، رقم: ۵۸۹۳۔ 7 الصحیح للامام مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، ج: ۱، ص: ۲۲۲، رقم: ۲۶۰۔ 8 الصحیح للامام مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، ج: ۱، ص: ۲۲۲، رقم: ۲۵۹۔



ہوگا۔ پس جو لوگ مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کٹواتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کر کے اہل کفر کا شعار اپناتے ہیں۔ جس کی مخالفت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے ان کو اس وعید نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان کا حشر قیامت کے دن انہی غیر قوموں کے ساتھ نہ ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں۔ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہو وہ اس وعید پر غور کرے۔¹
فائدہ!..... حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ پس مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈانا یا کٹوانا حرام ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں، مونچھیں کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا۔ فائدہ!..... مونچھیں بڑھانا اور داڑھی بڑھانا انسان کی فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے اور چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہی صحیح فطرت انسانی کا معیار ہے، اس لئے فطرت سے مراد انبیاء علیہم السلام کا طریقہ اور سنت بھی ہو سکتی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مونچھیں کٹوانا اور داڑھی بڑھانا سب انبیاء کرام کی متفقہ سنت ہے۔ یہ وہ مقدس جماعت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے اور اولئک الذین ہدی اللہ فبہد ہم اقتدہ² اس لئے جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے طریقہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ داڑھی کا رکھنا فطرۃ اللہ میں شامل ہے۔ تفسیر حقانی اور تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ داڑھی کا منڈانا بھی تخلیق باری تعالیٰ کو بگاڑنے میں داخل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ چہرے کو فطرۃ داڑھی کی وجہ سے عطا فرمائی اور قرآن مجید میں ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اولاد آدم کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو حکم دوں گا کہ اللہ کی تخلیق کو بگاڑا کریں گے۔ پس جو لوگ داڑھی منڈواتے ہیں وہ اغوا شیطانی کی وجہ سے نہ صرف اپنے چہرے کو بلکہ اپنی فطرت کو مسخ کرتے ہیں تو خلاصہ یہ ہوا کہ داڑھی کا منڈانا تین گناہوں کا مجموعہ ہے۔ انسانی فطرت کی خلاف ورزی۔

1 السنن للامام ابی داود. کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، ج: ۱۲، ص: ۶۸، رقم: ۴۰۳۳.

2 السنن للامام النسانی. کتاب الزینة، باب احفاء الشوارب واعفاء اللحي، ج: ۸، ص: ۱۸۱.

۲۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی مخالفت۔ 3۔ شیطانِ اغوا سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑنا۔

۴۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک اتنی گہری اور گنجان تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔¹

۵۔ ایک مشت یا اس سے بڑی داڑھی رکھنا۔²

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کے طول و عرض سے نکلے ہوئے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔ اس کی وضاحت صحیح بخاری کی جلد دوم کتاب اللباس کی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حج و عمرہ سے فارغ ہونے کے موقع پر احرام کھولتے تو داڑھی کو مٹھی میں لے کر زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اس مضمون کی روایت منقول ہے۔³ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار (تینوں اطراف سے) کم از کم ایک مشت ہے (ہدایہ کتاب الصوم)۔ پس جس طرح داڑھی کا منڈانا حرام ہے اسی طرح ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے۔

داڑھی کٹوانے یا اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے والوں کیلئے تنبیہات

اسلام کے شعائر کی توہین کرنا، مذاق اڑانا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کی تحقیر کرنا کفر ہے جس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور تمام انبیاء کرام کی متفقہ سنت فرمایا ہے۔ پس جو لوگ داڑھی سے نفرت کرتے ہیں یا اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں یا ان کے اعزہ میں سے اگر کوئی داڑھی رکھنا چاہے اور وہ اسے روکتے ہیں یا اس کو طعنہ زنی کرتے ہیں یا دولہا کے داڑھی منڈائے بغیر اس کو رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے یا داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں اس قسم کے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنا چاہیے۔ ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت کو اللہ اور رسول کے حکم کے موافق بنادیں۔⁴

جو حافظ داڑھی منڈواتے ہیں یا کترواتے ہیں وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب اور فاسق ہیں۔ چنانچہ تراویح میں بھی ان کی امامت جائز نہیں۔ ان کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی یعنی عملاً حرام

1 بارہ: ۷، سورۃ الانعام، الآیہ: ۹۰۔ 2 مشکاة المصابیح، کتاب المناقب، باب فضائل سید المرسلین ج: ۳، ص: ۶۵۶، رقم: ۵۷۷۹۔ 3 اسوہ رسول اکرم، ص: ۱۲۱۔ 4 نصب الراية جلد ۲ صفحہ ۳۵۸۔

ہے اور جو حافظ صرف رمضان المبارک میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کر دیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں امام بنانے والے بھی فاسق اور گناہ گار ہیں۔¹

بعض حضرات حج کے دوران یا حج سے واپس آ کر داڑھی منڈواتے ہیں یا ایک مشتمل سے کم کترواتے ہیں ان کی حالت عام لوگوں سے زیادہ قابل رحم ہے اس لئے کہ اللہ رب العزت کے گھر میں بھی کبیرہ گناہ سے باز نہیں آتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی حج مقبول ہوتا ہے جو گناہوں سے پاک ہو۔ بعض اکابرین حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ لکھتے ہیں کہ حج سے آدمی کی زندگی میں دینی انقلاب آ جائے یعنی حج کے بعد اطاعات کی پابندی اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے لگے۔ جس شخص کی زندگی میں حج سے کوئی تغیر نہیں آیا تو ایسے شخص کا حج درحقیقت حج نہیں بلکہ سیر و تفریح ہے۔ گو فقہی طور پر اس کا فرض ادا ہو جائے گا لیکن حج کے ثواب، برکات اور ثمرات سے وہ محروم رہے گا۔ کس قدر حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ آدمی ہزاروں روپے کے مصارف بھی اٹھائے اور سفر کی مشقتیں بھی اس کے باوجود گناہوں سے توبہ کی توفیق نہ ہو جیسے گیا تھا ویسے ہی خالی ہاتھ واپس آ گیا۔ جو حضرات حج و عمرہ کے لئے تشریف لے جائیں ان کا فرض ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی مسخ شدہ شکل اور اس گناہ سے سچی توبہ کریں اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اس فعل حرام سے بچنے کا عزم کریں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیخ سعدی کے اس شعر کے مصداق بن جائیں۔

خر عیسیٰ اگر بکھ رود

چوں کہ باز آید بنوز خر باشد

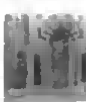
اگر عیسیٰ کا گدھا مکے بھی چلا جائے جب واپس آنے کا تب بھی گدھا ہی رہے گا۔

انہیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ روضہ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لئے کس منہ سے حاضر ہوں گے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد شاہ ایران کی طرف سے آیا جن کی داڑھی منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہیں کیا۔²

داڑھی منڈانے کا کبیرہ گناہ ایک اعتبار سے چوری اور بدکاری سے بھی بدتر ہے کہ وہ وقتی

1 اختلاف امت اور صراط مستقیم، ص: ۲۳۳۔ 2 اختلاف اور صراط مستقیم، ص: ۲۲۶۔

گناہ ہیں لیکن داڑھی منڈانے (یا ایک مشمت سے کم کتروانے) کا گناہ چوبیس گھنٹے کا گناہ ہے۔ آدمی داڑھی منڈا کر نماز کی حالت میں بھی گناہ گار، حج کی حالت میں بھی گناہ گار، روزہ کی حالت میں بھی گناہ گار، زکوٰۃ دیتے وقت بھی گناہ گار اور قربانی کرتے وقت بھی گناہ گار رہتا ہے۔



الغرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ ساتھ لگا رہتا ہے۔ لہذا تمام مسلمانوں سے التماس ہے کہ ایسے پر فتن دور میں اس عظیم سنت پر عمل کریں اور تمام مسلمان بھائیوں کو اس سنت پر عمل کرانیں کیونکہ ایک سنت کے احیاء سے سوشہیدوں کا ثواب مرحمت ہوتا ہے۔



5. بعض حضرات اس لئے داڑھی نہیں رکھتے کہ اگر ہم داڑھی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو اس سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوگی اور داڑھی کی بے حرمتی ہوگی۔ لیکن اگر ذرا غور و تامل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خیال بھی شیطان کی ایک چال ہے جس کے ذریعہ شیطان بہت سے لوگوں کو دھوکا دے کر اس فعل حرام میں مبتلا کرتا رہا ہے۔ اس کی ایک مثال یوں سمجھ لیجئے: ایک مسلمان دوسروں سے دغا و فریب کرتا ہے جس کی وجہ سے پوری اسلامی برادری کی بدنامی ہوتی ہے اب اگر شیطان اسے یہ پٹی پڑھائے کہ تمہاری وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم نعوذ باللہ سکھ یا یہودی بن جاؤ کیا اس وسوسہ کی وجہ سے اسلام چھوڑ دینا چاہیے؟ ہرگز نہیں۔ ہر مسلمان کے ضمیر سے یہی آواز آنے لگی نہیں، ہرگز نہیں۔ اگر اس کے دل میں اسلام کی واقعی حرمت و عظمت ہوگی تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ ان برائیوں سے کنارہ کشی کرے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہیں۔ ٹھیک اسی طرح اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم داڑھی رکھ کر برے کام کرو گے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیر باد نہیں کہا جائے گا بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان برے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہیں اور جن سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوتی ہے۔ آخر یہ کیوں فرض کر لیا جاتا ہے کہ ہم داڑھی رکھ کر برے اعمال نہیں چھوڑیں گے؟

اگر دل میں واقعی اس شعار اسلام کی حرمت ہے تو عقل و دین کا تقاضا یہ ہے کہ داڑھی رکھیں اور یہ عزم کر لیں کہ انشاء اللہ اس کے بعد کوئی گناہ کبیرہ ان سے سرزد نہیں ہوگا اور ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کیا کریں کہ اللہ رب العزت انہیں اس شعار اسلام کی حرمت کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہر حال اس موہوم اندیشہ کی بنا پر کہ کہیں ہم داڑھی رکھ کر اس کی حرمت قائم رکھنے میں

کامیاب نہ ہوں، اس عظیم الشان شعار اسلام سے محروم ہو جانا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس شعار اسلام کو خود بھی اپنائیں اور معاشرہ میں اس کو زندہ کرنے کی کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن مسلمانوں کی شکل و صورت میں انکا حشر ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کے مستحق بن سکیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے مگر جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ انکار کون کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری حکم عدولی کی اس نے انکار کیا۔¹

خلاف پیغمبر کے راہ گزید

کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

لبوں کے بال کتروانے، ناخن کٹوانے، بغل کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے میں چالیس دن سے زیادہ وقفہ نہ کریں۔² چالیس روز سے زیادہ گزر جائیں تو گناہ گار ہوگا۔ جتنا بھی ہو سکے جلد سے جلد صفائی کریں۔ کم از کم ایک ہفتہ میں ان تمام امور کی صفائی ہو۔³

ناخن کاٹنے کا مسنون طریقہ

سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی، پھر بیچ کی انگلی، پھر اس کے برابر والی انگلی، پھر چھنگلیا۔ اٹنے ہاتھ کی چھنگلیا، پھر اس کے برابر والی انگلی، پھر بیچ کی انگلی، پھر اس کے برابر والی انگلی، پھر انگوٹھا اور اسکے بعد سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔ سیدھا پاؤں چھنگلیا سے شروع کرے اور بالترتیب انگوٹھے پر ختم کرے اور اٹنے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرے اور بالترتیب چھنگلیا پر ختم کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہویں دن ناخن کاٹتے تھے۔⁴

عورتوں کو ناخنوں پر مہندی لگانا چاہیے۔ آج کل نیل پالش کی وبا عام ہو رہی ہے۔ اگر کسی نے لگایا ہو تو وضو اور غسل جنابت کے لئے اس کو صاف کر لے ورنہ وضو و غسل نہیں ہوگا۔⁵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی لگا کر بھی داڑھی مبارک میں کنگھا کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آنینہ میں چہرہ انور دیکھتے تو زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا فرماتے: اَللّٰهُمَّ

1 اختلاف امت اور صراط مستقیم تلخیصاً، ص: ۲۳۷۔ 2 الصحیح للإمام مسلم، کتاب الطہارۃ، باب 3 اسوۃ رسول اکرم، ص: ۱۲۳۔ 4 اسوۃ رسول اکرم، ص: ۱۲۲۔ 5 اسوۃ رسول اکرم، ص: ۱۲۳۔

حَسَنْتَ خُلُقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي وَأَوْسَعْ عَلَيَّ فِي رِزْقِي ¹ ایک روایت میں یہ دعا بھی ہے: اللَّهُمَّ أَنْتَ حَسَنْتَ خُلُقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي ²

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید بالوں کو نہ اکھاڑو کیونکہ یہ قیامت کے دن مومن کے لئے نور ہوں گے۔ ³

اللہ رب العزت ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 المسند للامام ابی یعلیٰ الموصلی، ج ۵، ص ۳۹، لم اجد هذه الزيادة بقوله واوسع علي في رزقي. 2 اسود رسول اکرم، ص ۱۲۰ 3 السنن للامام ابی داود، کتاب الترجل، باب فی نشف الشیب، ص: ۱۵۲، ۸، رقم: ۴۲۰۲.

سلام کے متعلق ہدایات اور سنتیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخلون الجنة حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا اولادکم علی شیء اذا فعلتموه تحاببتم افشوا السلام بینکم۔^۱ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس وقت تک بہشت میں داخل نہیں ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتاؤں جب تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ بات یہ ہے کہ سلام کو رواج دو۔ (یعنی آپس میں آشنا و نا آشنا سب کو سلام کرو)۔

دنیا کی ہر مہذب قوم میں اس کا رواج ہے کہ جب آپس میں ملاقات کریں تو کوئی کلمہ آپس کی مونسیت اور اظہار محبت کے لئے کہیں۔ لیکن موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی سلام جتنا جامع ہے کوئی دوسرا ایسا جامع نہیں کیونکہ اس میں صرف اظہار محبت ہی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ حق محبت بھی ہے کہ اس سلام میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام آفات و آلام سے سلامت رکھیں۔ پھر دعا بھی صرف زندہ رہنے کی نہیں بلکہ حیات طیبہ کی دعا ہے یعنی تمام آفات و آلام سے محفوظ رکھنے کی۔ اسی کے ساتھ اس کا بھی اظہار ہے کہ ہم اور تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ ایک دوسرے کو کوئی نفع بغیر خدا کی مرضی کے نہیں پہنچا سکتا۔ اس معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ ایک عبادت بھی ہے اور مسلمان بھائی کو معبود حقیقی اللہ رب العزت کی یاد دلانے کا ذریعہ بھی ہے۔ امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں امام ابن عیینہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اقدری ما السلام؛ یقول انت آمن منی یعنی تم جانتے ہو کہ سلام کیا چیز ہے؟ سلام کرنے والا یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے مامون ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی تحیہ یعنی السلام علیکم ایک عالمگیر جامعیت رکھتا ہے۔ سلام میں ان پانچ امور کا عظیم فائدہ مستور ہے: اس میں اللہ کا ذکر بھی ہے، تذکیر بھی، اپنے مسلمان

۱ الصحیح للإمام مسلم، کتاب الآداب، باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۱۔

بھائی سے اظہارِ محبت بھی اس کے لئے بہترین دعا بھی اس سے معاہدہ بھی کہ میرے ہاتھ اور زبان سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ کاش مسلمان اگر اس کلمہ کو رسم کی طرح ادا نہ کریں بلکہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر اختیار کریں تو شاید پوری قوم کی اصلاح کے لئے یہی کافی ہو جائے۔

سلام کی عظمت

حدیث پاک میں ہے جسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو پیدا فرمانے کے بعد ان سے فرمایا جاؤ اور اس (فرشتوں کی) جماعت کو (جو وہاں بیٹھی ہوئی تھی) سلام کرو اور سنو وہ کیا جواب دیتے ہیں وہ جو جواب دیں وہ تیر اور تیری اولاد کا جواب ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام گئے اور فرشتوں کی جماعت کو مخاطب کر کے السلام علیکم کہا، فرشتوں نے جواب میں کہا وعلیکم السلام ورحمة اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فرشتوں نے ”ورحمۃ اللہ“ کا لفظ زیادہ کیا۔¹

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب اللہ تعالیٰ کے فرشتے خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے سلام کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا۔ فرمایا: ﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ ۖ﴾²

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے محبوب پیغمبر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جب وہ لوگ آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ ان کو السلام میکم سے خطاب فرمائیں۔ فرمایا: ﴿وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ﴾³ اور جب وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ (ان کو بشارت سنانے کے لئے) یوں کہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے (یعنی السلام علیکم) (اور مزید انہیں یہ بھی کہہ دیجئے کہ) تمہارے رب نے (اپنے فضل و کرم سے) رحمت کرنا (اور تم کو نعمتیں دینا) اپنے ذمے مقرر کر لیا ہے۔

اور جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہونے کے لئے جائیں گے تو وہاں کے محافظ فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے بطور اعزاز و اکرام کے یوں کہیں گے ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوا خَالِدِينَ ۖ﴾⁴ کہ السلام علیکم تم مزے میں رہو سو اس (جنت) میں ہمیشہ

1 الصحيح للإمام مسلم، کتاب الاداب، باب السلام، ج ۲، ص ۱۶۱، ۲ بارہ ۱۲، سورۃ ہود، الآیۃ: ۵۳ 3 بارہ ۷، سورۃ الانعام، الآیۃ: ۵۴، 4 بارہ ۲۲، سورۃ الزمر، الآیۃ ۳۔

رہنے کے لئے داخل ہو جائے۔

سورة الواقعة میں جنتیوں کے پیش و آرام اور جنت کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے آگے فرمایا: **لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا**¹ وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ کوئی بیہودہ بات۔ بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔ **وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ**² **تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ**³ یہ دلیل ہے سلام کے جنتیوں کے اعزاز و اکرام کی۔

اور سب سے بڑا اعزاز و اکرام جنتیوں کے لئے وہ وقت ہوگا جب رب العالمین کی طرف سے سلام فرمایا جائے گا: **سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ**⁴ یعنی حق تعالیٰ فرمائیں گے: **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ**⁵

ان حوالہ جات کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد تک اور آخری بڑی نعمت رب کی رضا اور سلام فرمانے تک ہر موقع پر سلام کا طریقہ ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ“ ہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی سلام بنائے گئے ہیں ان کی نہ کوئی شرعی حیثیت ہے اور نہ اجر و ثواب۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے باہم سلام کے رواج دینے کی بڑی تاکید فرمائی اور متعدد روایات میں جو کتب احادیث میں کثرت سے منقول ہیں سلام کے فضائل و برکات اور اجر و ثواب بیان فرمانے اور محبت کا ذریعہ بیان فرمایا جیسا کہ حدیث بالا میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ نیز ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اسلام کے اعمال میں سب سے افضل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو خواہ تم اس (سلام کیے جانے والے) کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے۔⁶

سلام میں پہل کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے

ایک حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔⁷

1 پارہ: ۲۔ سورة الواقعة، الآية: ۲۵، ۲۶ 2 پارہ: ۱۳، سورة الرعد، الآية: ۲۳، ۲۴ 3 پارہ: ۱، سورة يونس، الآية: ۱۰ 4 پارہ: ۲۳، سورة يس، الآية: ۵۸ 5 السنن للإمام ابن ماجة، كتاب السنة، باب فيما انكرت الجفسيه، ج: ۱، ص: ۲۲۵، رقم: ۱۸۹ 6 الصحيح للإمام مسلم، كتاب الآداب، باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۱۱، رقم: ۴۶۲۹ 7 مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب السلام، ج: ۳، ص: ۹، رقم: ۴۶۶۵

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بڑا بخیل ہے وہ شخص جو سلام میں بخل کرے۔¹

طوالت کے خوف سے صرف چند روایات نقل کی ہیں ورنہ سلام کے بارے میں صحاح ستہ میں احادیث کا ذخیرہ موجود ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو اثر ہوا اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر بازار میں صرف اس لئے جایا کرتے تھے کہ جو مسلمان ملے اس کو سلام کر کے عبادت کا ثواب اور اللہ کا قرب حاصل کریں کچھ خرید و فروخت مقصود نہ ہوتی تھی۔²

سلام اور اس کے آداب

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو سلام اور اس کے آداب بھی بتلائے ہیں فرمایا: ﴿وَإِذَا حِیتُمْ بِتَحِیةٍ فِی حَیْوَءٍ أَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ دَوَّاهَا﴾³ اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کا جواب دو یا ویسے ہی الفاظ کہدو۔ اسلام سے قبل عرب والوں کی یہ عادت تھی کہ جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو حیاک اللہ، انعم اللہ صباحاً، انعم اللہ بک عیناً، وغیرہ الفاظ سے سلام کیا کرتے تھے، اسلام نے اس طرزِ تحیۃ کو بدل کر ”السلام علیکم“ کہنے کا طریقہ جاری کیا جس کے معنی ہیں تم پر تکلیف و رنج اور مصیبت سے سلامت رہو۔

قرآن مجید میں یہ ارشاد فرمایا: کہ تمہیں سلام کیا جائے تو اس کا جواب اس سے بہتر الفاظ میں دو یا کم از کم ویسے ہی الفاظ کہدو۔ مثلاً کسی نے آکر کہا ”السلام علیکم“ تو آپ جواب دیں و علیکم السلام و رحمة اللہ وبرکاتہ اگر کسی نے سلام میں تینوں الفاظ کہدئے تو جواباً صرف ایک کلمہ و علیکم کہ دیا جائے تو وہ بھی ادا بالمثل کے حکم میں حکم قرآنی ”اور دوہا“ کی تعمیل کے لئے کافی ہے (اگر تین کلمہ کے جواب میں تینوں الفاظ کہدیں تب بھی صحیح ہے)۔⁴

سلام کے متعلق آداب اور سنتیں

ابتداءً سلام تو اکثر علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

1 الموطأ للإمام مالک، کتاب الآداب، باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۷، رقم: ۴۶۱۵.

2 الموطأ للإمام مالک، کتاب الآداب، باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۷، رقم: ۴۶۱۴.

3 پارہ: ۵، سورۃ النساء، الآیۃ: ۸۲. 4 معارف القرآن، ج: ۲، ص: ۵۰.

نے فرمایا کہ ابتداء سلام کرنے میں تو اختیار ہے لیکن سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ ایک روایت میں فرمایا سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔¹ یہ جو حکم ہوا کہ سلام کا جواب دینا واجب و لازم ہے۔ اس سے چند حالات مستثنیٰ ہیں جو شخص نماز پڑھ رہا ہو اگر اس کو کوئی سلام کرے تو اس پر جواب دینا لازم نہیں بلکہ منسہد نماز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص خطبہ دے رہا ہو، تلاوت میں مشغول ہو، اذان یا اقامت کہہ رہا ہو، دینی کتابوں کا درس دے رہا ہو، وضو کر رہا ہو یا انسانی ضروریات کھانا، پینا استنجا وغیرہ میں مشغول ہو اس کو اس حالت میں سلام کرنا جائز نہیں اور اس کے ذمہ جواب دینا بھی لازم و واجب نہیں۔

سلام کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ زبان سے السلام میکم کہے (اگر دور سے سلام کریں تو ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے زبان سے بھی السلام میکم کہیں) ورنہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ کہلائے گا جو خلاف سنت ہے۔²

جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو او لا سلام کریں اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد مصافحہ بھی کریں اور پھر اس کی خیریت پوچھیں (عورتیں عورتوں سے مصافحہ کر سکتی ہیں)۔³ قرآن وحدیث میں سلام کا طریقہ صرف لفظ السلام میکم ہی بتایا گیا ہے اس کے علاوہ کوئی لفظ مسنون نہیں۔

جب کوئی شخص اپنے گھر جانے تو اپنے گھر والوں کو سلام کرے کہ اس سے اس کے اور اس کے سب گھر والوں کے لئے برکت ہوگی۔⁴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔⁵ فائدہ! معلوم ہوا کہ کسی بھی طرح بات شروع ہو خواہ فون پر کیوں نہ ہو السلام علیکم سے کلام کی ابتداء کریں اور یہاں وغیرہ غیر اسلامی کلمات کہنے سے اجتناب کریں۔

جو شخص سواری پر سوار ہو اس کو چاہیے کہ پیادہ چلنے والوں کو خود سلام کرے اور جو چل رہا ہو وہ بیٹھے ہونے کو سلام کرے اور جو لوگ تعداد میں قلیل ہوں وہ کسی بڑی جماعت پر گزریں تو ان کو چاہیے کہ سلام میں ابتداء کریں۔⁶ بخاری کی ایک روایت میں فرمایا چھوٹا (کمن) سلام کرے

1 بیہقی: کتاب الاداب باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۷، رقم: ۴۶۶۱، 2 ترمذی: کتاب الاداب باب المصافحة والسعانة، ج: ۲، ص: ۱۶۲، رقم: ۴۶۴۹، 3 ترمذی: کتاب الاداب باب المصافحة والمعانة، ج: ۲، ص: ۱۷۰، رقم: ۴۶۸۱، 4 ترمذی: کتاب الاداب باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۵، رقم: ۴۶۵۲، 5 ترمذی: کتاب الاداب باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۵، رقم: ۴۶۵۳، 6 مسلم: کتاب الاداب باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۲، رقم: ۴۶۳۲۔

بڑے کو۔

بچوں کو بھی سلام کرنا سنت ہے۔¹

یہود و نصاریٰ (اور دیگر کافروں) کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ اگر یہود و نصاریٰ (اور دیگر کافر

غیر مذہب کے لوگ) جب تم کو سلام کریں تو تم ان کے جواب میں و علیکم ہو (یعنی تم پر بھی)۔²

جب کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے۔ اور پھر

جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے اس لئے کہ پہلی مرتبہ کا سلام دوسرا سلام کرنے سے بہتر نہیں

ہے۔ (یعنی دونوں سلام حق اور مسنون ہیں)۔³

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد نے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر اور تیرے باپ پر سلامتی

ہو۔⁴

ایک مسلمان بھائی سے بار بار ملاقات ہو تو ہر مرتبہ سلام کرنا چاہیے اور جس طرح اول ملاقات

کے وقت سلام مسنون ہے اسی طرح رخصت کے وقت بھی سلام مسنون ہے اور ثواب ہے۔⁵

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ

قطع تعلق رکھے کہ جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور دونوں میں

اچھا وہ ہے جو سلام کی ابتدا کرے۔⁶

نماز کے آخر میں جب آدمی سلام پھیرے تو دائیں طرف سلام پھیرتے وقت یہ نیت

کر لے کہ میرے دائیں جانب جتنے مسلمان اور فرشتے ہیں ان سب پر سلامتی بھیج رہا ہوں اور اسی

طرح بائیں جانب بھی۔

اللہ رب العزت ہم سب کو ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 مسلم: کتاب الاداب باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۲، رقم: ۴۱۳۴، 2 مسلم کتاب الاداب

باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۲، رقم: ۴۱۳۵، 3 ترمذی: کتاب الاداب باب السلام،

ج: ۲، ص: ۱۶۱، رقم: ۴۱۶۰، 4 ابوداؤد: کتاب الاداب باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۵،

رقم: ۴۱۵۵، 5 ابوداؤد کتاب الاداب باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۶۵، رقم: ۴۱۵۰،

6 بخاری: کتاب الاداب باب ما ینہی عن التہاجر والتقاطع، ج: ۲، ص: ۲۲۱،

مصافحہ و معانقہ کے متعلق سنتیں

عن قتادة قال قلت لأنس كانت المصافحة في أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال نعم. حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا مصافحہ کا دستور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھا؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔¹

سلام کے ساتھ عموماً مصافحہ بھی ہوتا ہے اور کبھی معانقہ بھی۔ آج کے دور میں ایک طرف انگریزوں کی طرف سے رواج چلا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہیے۔ دوسری طرف بعض حلقوں کی طرف سے یہ بجا جاتا ہے کہ مصافحہ تو ایک ہاتھ سے کرنا سنت ہے دونوں ہاتھوں سے کرنا سنت نہیں۔ یہ خیال سراسر غلط ہے اس لئے کہ حدیث میں مغربہ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور تنزیہ کا بھی۔ لیکن کسی حدیث میں واضح طور پر کہیں نہیں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا۔ جب کہ کئی روایتوں میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا ذکر موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے التحیات اس طرح یاد کرائی کہ ”کفی بین کفید“ یعنی میرے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھے۔²

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ کے بیان پر جو باب قائم کیا ہے اس میں حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بیان کیا ہے۔³ اگر کوئی شخص ایک ہاتھ سے مصافحہ کر لے تو جائز ہو جائے گا لیکن طریقہ و اختیار کرنا چاہیے جو سنت سے زیادہ قریب ہو اور جس طریقہ کو علما فقہاء اور بزرگان دین نے سنت سے زیادہ قریب سمجھ کر اختیار کیا ہو۔

1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الاداب، باب المصافحة، ج: ۲، ص: ۱۶۹، رقم: ۴۶۷۰.

2 بخاری: کتاب الاستئذان، باب المصافحة، ص: ۵۲۸، 3 بخاری: کتاب الاستئذان، باب

الاحد بالبدين، ص: ۵۲۸.



حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ انتہائی درجہ سرور و فرحت کے ساتھ فرمایا کہ میں نے ان ہاتھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کیا میں نے کبھی کسی قسم کی حریر یا ریشم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھی۔ ان کے شاگرد نے شوق سے عرض کیا کہ میں بھی ان ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں جن ہاتھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا۔¹ فائدہ! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان الفاظ سے (کہ میں نے ان ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا) بات بالکل واضح ہو رہی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا ہی سنت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہوں نے دس سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور ظاہر ہے کہ مصافحہ کا بھی بار بار موقع ملا ہوگا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول قابلِ حجت ہے۔

مصافحہ کرنے سے متعلق ہدایات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوتا ہے اور بدیہ و تحفہ (ایک دوسرے کے پاس) بھیجا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور دشمنی جاتی رہتی ہے۔² حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے جب کوئی کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرے یا کسی دوست سے ملے تو کیا وہ (اس کی تعظیم و تکریم) کے لئے سر جھکائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ نہیں۔ اس شخص نے کہا کہ کیا اس سے معاف کرے (یعنی اس سے گلے ملے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اس شخص نے پھر پوچھا کہ کیا اس کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر مصافحہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ترمذی) زرین رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اور زیادہ نقل کیا ہے: مگر وہ بھائی یا دوست سفر سے آیا ہو تو معاف کر سکتا ہے۔³

جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے اور ابو داؤد کی روایت کے یہ الفاظ ہیں جب دو مسلمان باہم ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور بخشش چاہیں تو ان کو بخش دیا جاتا ہے۔⁴

1 مشکاة المصابیح، کتاب المناقب، باب فضائل سید المرسلین، ج: ۲، ص: ۲۵۷، رقم:

۵۷۹۷، 2 مالک: کتاب الاداب باب السلام، ج: ۲، ص: ۱۷۱، رقم: ۴۶۹۳، 3 مشکوة

المصابیح: کتاب الاداب باب المصافحة والمعانقة، ج: ۲، ص: ۱۷۰، رقم: ۴۶۸۰، 4 ابو داؤد:

کتاب الاداب باب المصافحة، ج: ۲، ص: ۱۶۹، رقم: ۴۶۷۹.

معافۃ کا ثبوت

عبرۃ ممتد

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوتے (جوشِ محبت سے) دروازے پر پہنچے ان سے معافۃ کیا (یعنی گلے لگایا) اور پیشانی پر بوسہ دیا۔¹ دوسرا قصہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ حبشہ سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔² فائدہ! ان مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جب آپس میں مقیم ہونے کی صورت میں ملاقات ہو تو سلام کے ساتھ ساتھ مصافحہ کرنا چاہیے اور اگر کوئی عزیز یا دوست سفر سے آیا ہو تو سلام کے ساتھ ساتھ معافۃ بھی کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب آپس میں ملاقات کیا کرتے تھے تو مصافحہ کیا کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تو آپس میں معافۃ کیا کرتے تھے۔³

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تو آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے اس وقت تک نہ کھینچتے تھے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لے۔ فائدہ! معلوم ہوا کہ مصافحہ میں جلد بازی نہ کریں بلکہ تسکین کے ساتھ مصافحہ کرنا چاہیے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث بالا میں یہ وصف بھی بیان فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کے وقت اپنا چہرہ مبارک اس وقت تک نہیں پھیرتے تھے جب تک کہ سامنے والا اپنا چہرہ نہ پھیر لے۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس سنت پر عمل کرنے میں بڑا مجاہدہ ہے لیکن انسان کی اپنی طرف سے یہی کوشش ہونی چاہیے کہ جب تک ملاقات کرنے والا خود ملاقات کر کے رخصت نہ ہو اس وقت تک اپنا چہرہ اس سے نہ پھیرے۔ البتہ ہمیں مجبوری ہو جائے تو دوسری بات ہے۔⁴

اپنے کسی عزیز یا کسی دوست کا پیشانی پر بوسہ لینا بھی سنت ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے

1 ترمذی: کتاب الاداب باب المعافۃ ج: ۲، ص: ۷۰، رقم: ۴۶۸۲، 2 ابوداؤد: کتاب الاداب باب المعافۃ ج: ۲، ص: ۷۰، رقم: ۴۶۸۲، 3 اسود رسول اکرم ص: ۳۴۱، 4 السنن للامام ابن ماجہ، کتاب الادب، باب اکرام الرجل جلیسہ، ص: ۲۶۵۰

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے نواسے) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوسہ لیا اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا جو شخص (اولاد یا اللہ کی مخلوق پر) مہربانی یا شفقت نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔¹

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



مجلس و محفل کے متعلق آداب و سنتیں

عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ل اقيم الرجل الرجل من مجلسه ثم يجلس فيه ولكن تفسحوا وتوسعوا . حضرت عبد الله بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی شخص کو اپنے بیٹھنے کے لئے اس کی جگہ سے کھڑا نہ کرے لیکن (مجلس میں آنے والے کے لئے) تھوڑا سا ہٹسک جاؤ اور جگہ دو۔¹

قرآن مجید میں ایک مقام پر انسانوں کو نیک اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ جیسی صحبت اختیار کرے گا ویسے ہی اثرات اس کی زندگی پر مرتب ہوں گے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

اچھے کی صحبت تجھے اچھا بنادے گی اور برے کی صحبت برا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ٥﴾² اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اور رہو سچوں کے ساتھ۔ یعنی اللہ کے نافرمان لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیے، مثلاً شرک و بدعات کی مجلس یا اغویات قسم کی مجلس یا جس مجلس میں انبیاء علیہم السلام یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کسی قسم کی تبرابازی ہو یا گانوں وغیرہ کی محفل یا خلاف سنت کوئی بھی محفل ہو اس سے بچنا چاہیے اور صادقین کی صحبت اختیار کرنا چاہیے۔ یہاں صادقین کا لفظ اختیار فرما کر نیک بندوں کی پہچان بھی بتلا دی کہ صالح صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، نیت و ارادے کا بھی سچا ہو، قول کا بھی سچا ہو، عمل کا بھی سچا ہو۔ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے سے یہی صفات حاصل ہوں گی۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ

1 الصحيح للإمام البخاری کتاب الاداب، باب القياد، ج: ۲، ص: ۲۰۱، رقم: ۵۶۹۶

2 پارہ: ۱۱، سورۃ التوبۃ، الآیۃ: ۱۹۹.

تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی جن صفات کو بیان فرمایا ہے ان میں ایک صفت یہ بھی بتلائی، فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾¹ یعنی یہ لوگ جھوٹ اور باطل کی مجلسوں میں شریک نہیں ہوتے۔ سب سے بڑا بطلان اور جھوٹ شرک و کفر ہے اس کے بعد عام جھوٹ اور گناہ کے کام ہیں۔

مجلس زور (جھوٹ) کی تشریح

مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ایسی مجلسوں میں شرکت سے گریز کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد مشرکین کی عیدیں اور میلے ٹھیلے ہیں۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حنیفہ نے فرمایا کہ اس سے مراد گانے بجانے کی محفلیں ہیں۔ حضرت عمر بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے حیائی اور ناچ رنگ کی محفلیں مراد ہیں۔ زہریؒ اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ شراب پینے پلانے کی مجالس مراد ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں یہ ساری ہی مجالس زور کی مصداق ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں کو ایسی محفلوں سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ لغو باطل (مجلسوں) کا بالقصد دیکھنا بھی اس کی شرکت کے حکم میں ہے۔²

آگے فرمایا: ﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾³ یعنی اگر لغو اور بیہودہ مجلسوں پر کبھی ان کا گزر اتفاقاً ہو جائے تو وہ سنجیدگی اور شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اتفاقاً ایک روز کسی بیہودہ اور لغو مجلس پر گزر ہوا تو وہاں ٹھہرے نہیں گزرتے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ ابن مسعود کریم ہو گئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی جس میں بیہودہ مجلس و محفل سے کریموں و شریفوں کی طرح گزر جانے کا حکم ہے۔⁴

مجلس کے آداب

جائز اور نیک مجلس کے آداب کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانْشُزُوا يَرَفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾⁵ اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم

1 پارہ: ۱۹، سورۃ الفرقان، الآیۃ: ۴۲۔ 2 معارف القرآن ج ۶، ص: ۵۰۷۔ 3 پارہ: ۱۹، سورۃ الفرقان، الآیۃ: ۴۲۔ 4 معارف القرآن، جلد ششم، صفحہ: ۵۰۷۔ 5 پارہ: ۲۸، سورۃ المجادلۃ، الآیۃ: ۱۱۔

جگہ کھول دیا کرو اور اللہ تعالیٰ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا اور جب (کسی ضرورت سے) کہا جائے کہ (مجلس سے) اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو اور اللہ تعالیٰ (اس حکم کی اطاعت سے) تم میں سے ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں سے) ان لوگوں کے جن کو علم (دین) عطا ہوا ہے درجے بلند کرے گا۔

مطلب آیت کا یہ ہوا کہ اگر امیر مجلس یا اس کی طرف سے مقرر کردہ منتظم کسی کو اس کی جگہ سے اٹھ جانے کے لئے کہیں تو ادب مجلس یہ ہے کہ ان سے مزاحمت نہ کریں اپنی جگہ سے اٹھ جائیں کیونکہ بعض اوقات خود صاحب مجلس کسی ضرورت سے خلوت اختیار کرنا چاہتے ہیں یا کچھ لوگوں سے کوئی راز کی بات کہنا چاہتے ہیں یا بعد میں آنے والے حضرات کے لئے اس کے سوا کوئی انتظام نہیں کر پاتے کہ بعض بے تکلف لوگوں کو مجلس یا محفل سے اٹھ دے جن کے متعلق معلوم ہو کہ ان کو کوئی نقصان مجلس سے اٹھنے میں نہیں ہوگا، یہ دوسرے وقت میں استفادہ کر سکیں گے۔ البتہ صاحب مجلس یا منتظم کے لئے یہ لازم ہے کہ طریقہ ایسا اختیار کریں کہ اٹھنے والا اپنی خفت نہ سمجھے اور اس کو ایذا نہ پہنچے¹۔

مجلس و محفل کے متعلق ہدایات و سننیں

جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر نہیں چلا جائے (کسی ضرورت کے لیے) پھر واپس آ جائے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔²

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ اگر کہیں جانے کی ضرورت پیش آتی اور پھر واپس آنے کا ارادہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر کوئی کپڑا یا جوتا وغیرہ چھوڑ جاتے اس سے آپ کے اصحاب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کا علم ہو جاتا اور وہ اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مجلس میں واپسی کا ارادہ ہو تو اپنی جگہ پر کوئی چیز چھوڑ جائیں یا کسی سے کہہ جائیں تاکہ واپسی پر پریشانی نہ ہو۔³

دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان جدائی نہ ڈالیں یعنی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوئے

1 معارف القرآن، ج: ۸، ص: ۳۳۹، 2 الصحيح للإمام مسلم، کتاب الآداب، باب القيام، ح:

۲، ص: ۱۷۲، رقم: ۲۶۹۷، 3 الصحيح للإمام مسلم، کتاب السلام، باب إذا قادم من مجلسه

ثم عاد، ج: ۷، ص: ۱۰، رقم: ۵۸۸۱۔



آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھیں الا یہ کہ اجازت دے دیں۔¹

اہل مجلس کو چاہیے کہ بعد میں آنے والوں کو جگہ دینے کی کوشش کریں اور بعد میں آنے والوں کے لئے یہ ہدایت ہے کہ وہ کسی کو اپنی جگہ سے نہ اٹھائیں۔²

بعد میں آنے والوں کے لئے ادب یہ ہے کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں میں اگر جگہ نہ ہو تو گھسنے کے بجائے کسی کنارے پر بیٹھ جائیں جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں تین آنے والے شخصوں کا ذکر ہے کہ ان میں سے ایک شخص مجلس میں جگہ نہ پانے کی وجہ سے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف فرمائی۔³

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر باتیں کرتے تو کثرت سے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے تھے (یعنی آسمان کے عجائبات دیکھ کر قدرت الہی کی طرف توجہ فرماتے)۔

ہر وہ اجتماع یا مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو وہ اجتماع یا مجلس قیامت کے دن حسرت و افسوس کا باعث ہوگی۔⁴

ایک روایت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ کسی نشست کے بعد اٹھیں اور اس نشست میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو تو وہاں سے ان کا اٹھنا مردار گدھے کی مانند ہے۔ (گویا وہاں سے جو لوگ اٹھے مردار کھا کے اٹھے) اور ان پر حسرت اور افسوس ہے (احمد ابو داؤد)۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر مجلس و محفل کے اختتام پر یہ دعا پڑھ لیں تو چھوٹی موٹی بھول چوک کا کفارہ ادا ہو جائے گا: سبحانک اللہم وبحمدک اشہدان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک۔⁵ خوش طبعی کرنا اور اس میں سچ بولنا اور محفل میں کسی کو رسوا نہ کرنا بھی مسنون ہے۔

اپنی زبان کو لا یعنی باتوں سے بچانا۔

کشادہ روئی اور حسن اخلاق کے ساتھ ملنا جلنا۔

اپنے ملنے والوں کے حالات کا استفسار کرنا۔

اچھی بات سن کر اس کی اچھائی اور بری بات سن کر اس کی برائی کو سمجھنا۔

کسی قوم کا سربراہ آوردہ آدمی آئے تو اس کے ساتھ عزت سے پیش آنا۔

1 ابو داؤد: کتاب الاداب باب القیام، ج: ۲، ص: ۴۳، رقم: ۴۷۰۳، 2 مسلم: کتاب الاداب باب القیام، ج: ۲، ص: ۴۲، رقم: ۳۶۹۱، 3 الصحیح للامام البخاری، کتاب العلم، باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس، ص: ۹، رقم: ۱۱، 4 السنن للدارمی باب کفارة المجلس، ج: ۸، ص: ۳۰۷، 5 السنن للامام النسائی، کتاب السہو، باب نوع اخر من الذکر بعد التسلیم، ج: ۵، ص: ۱۸۱.

مجلس و محفل میں جو جگہ مل جائے اسی جگہ بیٹھ جانا۔
مجلس و محفل میں اٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ کرتے رہنا۔ (کم از کم) ایک بار درود شریف پڑھنا۔
دین کی بات سن کر دوسرے مسلمان تک پہنچانا۔

بات کا نرمی سے جواب دینا۔¹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اپنے سے کم تر اور دین میں اپنے سے برتر پر نظر رکھنے کو فرماتے تھے۔

جب تین افراد باہم اکٹھے ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں، ہاں جب سب لوگوں کے ساتھ مجلس میں ہوں تو گنجائش ہے۔ تاکہ تیسرا ساتھی کبیدہ خاطر نہ ہو جائے۔²
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین مجلس وہ ہے جو کشادہ جگہ منعقد کی جائے۔ یعنی جتنے آدمی مدعو ہوں، جگہ اس سے زیادہ فراخ تلاش کی جائے۔
حلقہ کے بیچ میں نہ بیٹھا جائے ایسے شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک نے ملعون قرار دیا ہے۔

فائدہ! اگر کسی بزرگ کو یا کسی معزز کو بیچ میں بیٹھنے کی دعوت دی جائے یہ دوسری بات ہے، ورنہ خود دوسروں پر پھلانگتے ہوئے حلقہ کے درمیان میں آ کر بیٹھنا علامت تکبر اور علامت بد تمیزی ہے۔ اگر کچھ لوگ حلقہ کے بیچ میں بیٹھے ہیں اور ہر ایک کا ایک دوسرے سے آئنا سا منہ ہے تو کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ اس طرح درمیان میں آ کر بیٹھ جائے کہ لوگوں کا آئنا سا منہ ختم ہو جائے۔ اسی لئے حلقہ کے بیچ میں خود آ کر بیٹھنے کی سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو الگ الگ ٹکڑیاں بنائے بیٹھے دیکھا تو فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں الگ الگ بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔
فائدہ! بعض دوسری حدیثوں میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اس ظاہری تفریق سے دل پر اثر پڑتا ہے اور مل کر بیٹھنے میں جوڑ اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

اس طرح نہ بیٹھنا کہ کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ حصہ سائے میں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ۹۹۔ 2 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الاستیدان، باب لایتناحی الثانی، ج ۵، ص ۳۱۸۔

گفتگو کے متعلق آداب اور سنتیں

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن العبد ليتكلم بالكلمة من رضوان الله لا يلقى لها بالاً يرفع الله بهادر جات وإن العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله لا يلقى لها بالاً يهوى بها في جهنم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بندہ بعض وقت زبان سے ایسی بات نکالتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے ہیں لیکن وہ بندہ اس حیثیت سے واقف نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس بات کے بدلہ میں اس کے درجات کو بلند کر دیتا ہے، اور بعض اوقات بندہ ایسی بات کہتا ہے جس سے اللہ رب العزت ناراض ہو جاتے ہیں اور وہ اس سے واقف نہیں ہوتا اور وہ بات اس کو جہنم میں لے جاتی ہے۔^۱

آدمی کو چاہیے کہ زبان کو بے لگام نہ چھوڑ دے بلکہ اس کی حفاظت کرے کیونکہ بعض اوقات زبان سے ایسے الفاظ بھی نکل سکتے ہیں جو چند لمحات کے اندر دوست کو دشمن اور اپنے کو بیگانہ بنا دیتے ہیں۔ یہی زبان اپنے مالک کو لوگوں کی نظروں سے گرا دیتی ہے۔ اس زبان کی تخلیق بھی عجیب و غریب ہے، غور کیا جائے تو یہ اللہ رب العزت کی ایک عظیم نعمت ہے اگر اسے صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو یہ بلندی درجات کا سبب بنتی ہے ورنہ خسارے میں ڈال دیتی ہے۔

قدرت نے زبان کو سریع العمل مشین بنایا ہے

یہ زبان دل کی باتوں کی ترجمانی کرتی ہے، مافی الضمیر کی تمام تر عکاسی اس پر اسرار اور خود کا رمشین کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کے حیرت انگیز طریقہ کار کو دیکھو کہ دل میں ایک مضمون آیا دماغ نے اس پر غور کیا اس کے لئے عنوان اور الفاظ تیار کیے۔ وہ الفاظ اس زبان کی مشین سے نکلنے لگے۔ یہ اتنا بڑا کام کیسی سرعت کے ساتھ ہو رہا ہے کہ سننے والے کو یہ احساس بھی نہیں ہو سکتا کہ ان الفاظ کے زبان پر آنے میں اس کے پیچھے کتنی مشینریوں نے کام کیا۔ تب یہ کلمات زبان پر آئے ہیں

۱ الصحیح للإمام البخاری: کتاب الاداب باب حفظ اللسان . ج: ۲، ص: ۱۸۹، رقم: ۲۸۱۳.

اور قادر مطلق نے زبان کی معاونت کے لئے ہونٹ بھی لگا دیئے جس سے آواز اور حروف کی ممتاز شکلیں بنتی ہیں۔ شاید قدرت نے زبان کو ایسی سریع العمل مشین بنایا ہے کہ آدھے منٹ میں اس سے ایسا کلمہ بھی بولا جاسکتا ہے جو اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچا دے جیسے کلمہ ایمان۔ یا دنیا میں دشمن کی نظر میں محبوب بنادے جیسے قصور کی معافی اور اسی زبان سے اتنے ہی وقتہ میں ایسا کلمہ بھی بولا جاسکتا ہے جو اس کو جہنم میں پہنچا دے جیسے کلمہ کفر یہ اس کے بڑے سے بڑے دوست کو دشمن بنادے جیسے گالی گلوچ وغیرہ۔ جس طرح زبان کے منافع بیشمار ہیں اس کی ہلاکت آفرینی بھی اسی انداز کی ہے۔ گویا یہ ایک تلواری ہے جو دشمن پر بھی چل سکتی ہے اور خود اپنا گال بھی کاٹ سکتی ہے اس لئے حق تعالیٰ جل شانہ نے اس تلوار کو دو ہونٹوں کے غلاف میں مستور کیا ہے۔ اس لئے اس کے استعمال میں سوچ سمجھ کر کام لیں۔ بے موقع اس کو ہونٹوں کے میان سے نہ نکالیں۔¹

ترمذی میں حضرت ابوسعید سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت مرفوعاً منقول ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ آدم کا بیٹا (انسان) جب صبح کرتا ہے تو جسم کے سارے اعضاء زبان کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈراؤ اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو ٹھیک رہے گی تو ہم ٹھیک رہیں گے اگر تو نے کج روی اختیار کی تو ہم بھی کج روی ہوں گے۔²

گفتگو سے متعلق آداب اور سنیتیں

جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔³

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زبان اور شہ مگاہ کی (حفاظت) کی ذمہ داری دے گا میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری دوں گا۔⁴

ایک حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جہنم سے بچو خواہ آدمی کھجور بنی (صدقہ کر کے) ہو سکے اور اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کے ذریعہ (جہنم سے بچے)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز تیز اور

1 معارف القرآن ج ۸، ص ۵۱۰۔ 2 مشکوٰۃ الصابیح، کتاب الاداب، باب حفظ اللسان۔ ج ۲، ص ۱۹۳، رقم ۲۸۳۸۔ 3 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الاداب باب حفظ اللسان، ج ۲، ص ۱۸۹، رقم ۲۸۱۲۔ 4 بخاری، کتاب الاداب باب حفظ اللسان، ج ۲، ص ۱۸۹، رقم ۲۸۱۲۔

مسلسل بات نہیں کرتے تھے، جس طرح تم (میں سے بعض لوگ) مسلسل بولتے چلے جاتے ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔¹

5 بات کا نرمی سے جواب دینا چاہیے۔²

6 اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مصروف گفتگو ہوتے اور قبل اس کے کہ سلسلہ کلام ختم ہو کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سلسلہ تقریر کو بدستور جاری رکھتے ایسے معلوم ہوتا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہی نہیں جب گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔³

7 جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جمع میں ہوتے تو بوقت گفتگو کبھی ادھر رخ کر کے مخاطب فرماتے اور کبھی ادھر۔ گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھ لیتا۔⁴

8 جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام جلس (ساتھ بیٹھنے والے) اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساکت ہوتے تب وہ بولتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی بات پر نزع نہ کرتے تھے۔

9 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے۔ اہل مجلس میں سے ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنی جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مانے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پوچھتے رہتے تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے۔⁵

10 کسی جاہل یا مخالف سے لغو و بیہودہ بات سنے تو اس کا جواب دینے کے بجائے السلام علیکم کہہ کر اپنی راہ لے لینی چاہئے۔ امام بھصاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلام کی دو قسمیں ہیں ایک سلام تحیہ جو مسلمان باہم ایک دوسرے کو کرتے ہیں، دوسرا سلام مسالمت و متارکت یعنی اپنے حریف کو یہ کہہ دینا کہ ہم لغو بات کا کوئی انتقام تم سے نہیں لیتے۔ یہاں سلام علیکم لانبغی الجاہلین سے یہی مراد ہے۔

1 مشکوٰۃ المصابیح، 3، ص: 85. 2 نشر الطیب. 3 نشر الطیب. 4 نشر الطیب. 5 اسوۃ رسول اکرم ابحوالہ نشر الطیب.

چغل خور جنت میں نہ جائیں گے۔¹

سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور جہنم میں لے جاتا ہے۔²

جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو (حفاظت کرنے والے) فرشتے اس کی جھوٹ کی بو سے میلوں دور چلے جاتے ہیں۔³

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم قیامت کے دن بدترین لوگوں میں سے ان کو پاؤ گے جو دو منہ رکھنے والے ہوں گے، ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی بات کہیں گے اور ان کے پاس جائیں گے تو ان کی سی بات کہیں گے۔⁴

ایک روایت میں ہے کہ اس کے منہ میں آگ کی دوزبائیں ہوں گی۔ (مشکوٰۃ بحوالہ دارمی) یہ دونوں صورتیں الگ الگ بھی ہو سکتی ہیں۔ اور ایک ساتھ بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خوش طبعی کرنا اور اس میں سچ بولنا سنت ہے۔⁵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گفتگو کرے اور جھوٹ بولے اس لئے کہ لوگوں کو بنسائے افسوس ہے اس پر، افسوس ہے اس پر۔⁶

جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔⁷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو مبالغہ کے ساتھ تعریفیں کرتے ہوں (یعنی جھوٹی تعریف کرتے ہوں) تو ان کے منہ میں آگ ڈال دو۔ (یعنی ان سے منہ پھیر لو)۔⁸

کوئی شخص کسی پر نہ توفیق کی تہمت لگائے اور نہ کفر کی، اس لئے کہ اگر وہ شخص ایسا نہیں ہے یعنی وہ فاسق یا کافر نہیں ہے تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔⁹

مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور مسلمان کو مارنا کفر ہے۔¹⁰

1 مشکاة المصابیح، کتاب الآداب باب السلام، ج ۳، ص ۴۵، 2 مشکاة المصابیح، کتاب الآداب باب السلام، ج ۳، ص ۴۵، 3 مشکاة ۵۰/۳، 4 مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب السلام، ج ۳، ص ۴۵، 5 نشر الطیب، 6 مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب السلام، ج ۳، ص ۴۸، 7 مشکاة کتاب الآداب، باب السلام، ج ۳، ص ۴۸، 8 مشکاة، کتاب الآداب، باب السلام من ستة الى الثامنة، 9 الصحيح للإمام مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن السباب بالجوار، ص ۲۰۰۰، رقم: ۲۵۸۷، 10 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الامارة، باب ما ينهى عن السباب، جلد: ۵، ص ۲۲۷، رقم: ۵۶۹۸.

۱۔ اگر دو شخص ایک دوسرے کو برا کہیں تو برا کہنے کا گناہ اس پر ہوگا جس نے پہل کی وہ ظالم ہے اور دوسرا مظلوم جب تک وہ حد سے آگے نہ بڑھے۔¹

۲۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین آدمی وہ ہوں گے جن کو لوگ ان کی برائی کی وجہ سے ڈر کر چھوڑ دیں۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جن کی فحش گوئی سے ڈر کر لوگ ان سے دور دور رہیں۔²

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعن کرنے والا، نہ فحش بکنے والا اور نہ ہی زبان دراز ہوتا ہے۔³

۴۔ اگر کسی عورت کو جس کا لڑکا فوت ہو گیا ہو یا گم ہو گیا ہو کوئی شخص اسے تسلی اور دلاسا دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں خلعت فاخرہ پہنائیں گے۔ (یعنی کسی بھی غمزدہ مسلمان بھائی کو تسلی دینا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرب الہی کا ذریعہ ہے)۔⁴

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الايمان، باب خوف المؤمن ان یحبط ان عمله، ج: ۱، ص: ۴۷، رقم: ۴۸، تحقیق دکتور ديب البغاء. 2 مشکاة ج: ۳، ص: ۵۵. 3 مشکاة ۳/۵۰. 4 مشکاة، کتاب الجنائز، باب دفن الميت ج: ۱، ص: ۳۹۰.

چھینک اور جمائی کے آداب اور سنتیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یحب العطس ویکرہ التثاؤب فاذا عطس احدکم وحمد اللہ کان حقاً علی کل مسلم سمعہ ان یقول لہ یرحمک اللہ فاما التثاؤب فانما ہو من الشیطان فاذا تثاءب احدکم فلیردہ ما استطاع فان احدکم اذا تثاءب ضحک منہ الشیطان رواد البخاری وفی روایۃ لمسلم فان احدکم اذا قال ”ہاء“ ضحک الشیطان منہ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ رب العزت چھینک کو پسند فرماتے ہیں اور جمائی کو برا سمجھتے ہیں تم میں سے جس شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان جو چھینک سنے اس کو چاہیے کہ وہ جواب میں یرحمک اللہ کہے اور جمائی شیطان کا فعل ہے تم میں سے جس شخص کو جمائی آئے تو چاہیے کہ جس حد تک ممکن ہو اس کو روکے اس لئے کہ جب کسی کو جمائی آتی ہے تو شیطان (دیکھ کر) ہنستا ہے۔¹ مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے جب کوئی ”ہاء“ کرتا ہے (یعنی منہ کھول کر جمائی لیتا ہے) تو شیطان ہنستا ہے۔ کیونکہ چھینک آنے کے ذریعہ ایسی رطوبت اور بخارات دماغ سے نکل جاتے ہیں جو اگر نہ نکلیں تو کسی تکلیف یا بیماری کا باعث بن جائیں اس لئے صحت اور اعتدال کی حالت میں چھینک کا آنا گویا اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے اس لئے ہدایت فرمائی گئی کہ جس کو چھینک آئے وہ الحمد للہ کہے۔²

چھینکنے سے دماغ ہلکا ہو جاتا ہے اور حواس میں صفائی آ جاتی ہے جو باعث سکون و انشراح ہو جاتی ہے۔ طاعت میں نشاط اور حضور قلب میسر ہوتا ہے۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اسی لئے حدیث بالا میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینکنے کو پسند فرماتے ہیں۔ دوسری ہدایت حدیث مبارکہ میں یہ

1 بخاری: کتاب الاداب باب العطاس، ج: ۲، ص: ۱۷۷، رقم: ۴۷۳۲، ۲ معارف الحدیث.

ج: ۴، ص: ۲۸۰.

فرمائی کہ جو کوئی اس کے پاس ہو اس پر حق ہے کہ جواب میں یرحمک اللہ کہے۔

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ چھینکنے والا یرحمک اللہ کہنے والے کے جواب میں یہ دعائیہ کلمات کہے: یرھدیکم اللہ ویصلح بالکم۔ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارے حالات درست فرمائے) ذرا غور کیجئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم و ہدایت نے ایک چھینک کو اللہ رب العزت کی کتنی یاد، رحمتوں اور مسلمان بھائیوں کی باہم محبت کا وسیلہ بنا دیا۔ اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک۔

علماء احناف فرماتے ہیں کہ جواب میں یرحمک اللہ کہنا واجب علی الکفایہ ہے۔ یعنی حاضرین میں سے ایک بھی اگر جواب میں یرحمک اللہ کہہ دے تو سب کے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائے گا اور بعض اکابر علماء کا یہ قول ہے کہ الحمد للہ کے جواب میں تمام حاضرین پر لازم ہے کہ سب یرحمک اللہ کہیں اور افضل یہی ہے۔ جبکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ واجب یا سنت اس صورت میں ہے کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور حاضرین سنیں ورنہ جواب لازم نہیں ہے۔ چنانچہ چھینکنے والے کو چاہیے کہ الحمد للہ آواز سے کہے تاکہ جواب کا مستحق ہو۔¹ تیسری بات حدیث بالا میں یہ فرمائی کہ جمائی شیطان (کے اثر) سے ہے لہذا جہاں تک ہو سکے جمائی روکنا چاہیے۔ کیونکہ جمائی عبادت میں کسل و سستی اور نیند و غفلت کا باعث بنتی ہے اور شیطان ان چیزوں سے خوش ہوتا ہے اس لئے جمائی کو شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور بننے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسی حالت میں نمازی کو دیکھ کر شیطان خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے عبادت میں کسل اور سستی پیدا ہو جاتی ہے جو شیطان کا عین منشاء ہے۔

چھینکنے اور جمائی کے متعلق آداب اور سننیں

جب چھینک آئے تو الحمد للہ کہنا چاہیے۔²

چھینک سننے والے کو چاہیے کہ وہ یرحمک اللہ کہے۔³

اگر کوئی شخص چھینکنے والے کے الحمد للہ کہنے کے جواب میں یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا اس

کے جواب میں ”یرھدیکم اللہ ویصلح بالکم“ کہے۔⁴

1 مظاہر حق، ج: ۴، ص: ۴۰۸، 2 بخاری، کتاب الاداب باب العطاس والتاؤب، ج: ۲، ص: ۱۷۷، رقم: ۴۷۳۳، (۲) بخاری، کتاب الاداب باب العطاس والتاؤب، ج: ۲، ص: ۱۷۷، رقم: ۴۷۳۳، 3 بخاری، کتاب الاداب باب العطاس والتاؤب، ج: ۲، ص: ۱۷۷، رقم: ۴۷۳۳، 4 مسلم، کتاب الاداب باب العطاس والتاؤب، ج: ۲، ص: ۱۷۷، رقم: ۴۷۳۵۔

جب چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کے لئے یرحمک اللہ نہ کہا جائے۔¹
فائدہ! بعض آدمیوں کو چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنے کا پتہ نہیں ہوتا تو اس نشست میں کسی کو معلوم ہو تو اس کو چاہیے کہ چھینکنے والے کو بتائے کہ چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے، یہ سنت ہے پھر وہ اسی وقت الحمد للہ کہہ دے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے۔

جب چھینک آنے تو اپنے منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لے اور آواز کو پست رکھے۔²
تین بار اپنے مسلمان بھائی کو چھینک کا جواب دے اس سے زیادہ چھینکیں آئیں تو پھر وہ زکام ہے۔³ صحیح مسلم میں ہے ایک شخص کو دو بار چھینک آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو زکام ہے۔ ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ چھینکنے پر فرمایا کہ اس کو زکام ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوا اگر کسی کو نزلہ زکام کی وجہ سے بار بار چھینک آنے تو بردفعہ یرحمک اللہ کہنا ضروری نہیں (ایک دفعہ کہہ لے)۔⁴
چھینکنے والا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ" بھی کہہ سکتا ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" بھی کہہ سکتا ہے۔⁵

چھینکنے والا الحمد للہ آواز سے کہے تاکہ حاضرین سنیں اور جواب کا مستحق ہو۔⁶
اگر نماز کی حالت میں چھینک آجائے تو الحمد للہ نہیں کہنا چاہیے اگر بھولے سے کہیے داتا کوئی حرج نہیں اگر کسی کی چھینک سن کر یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔⁷ اگر نماز میں قیام کی حالت میں جمائی آئے تو بائیں ہاتھ کے بجائے دائیں ہاتھ سے منہ بند کریں۔
جب جمائی آئے تو حتی الامکان اس کو روکے یعنی منہ بند کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہونٹ بھینچ لئے جائیں اور نچلایا ہونٹ دانتوں میں پکڑ لیا جائے۔⁸

جب جمائی آئے تو ہاتھ رکھ کر منہ بند کر لے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔⁹
اس طرح منہ کھلے گا بھی نہیں اور مکروہ آواز بھی پیدا نہیں ہوگی اور چہرے کی ہیئت بھی زیادہ نہیں بگڑے گی۔ اگر جمائی نہ روکی جائے تو شیطان کو وسوسہ اندازی کا زیادہ موقع ملتا ہے۔

1 بخاری، کتاب الاداب، باب العطاس والتشاوب، ج: ۲، ص: ۱۷۷، رقم: ۲۷۳۳ 2 ترمذی، کتاب الاداب باب العطاس، ص: ۱۷۸، رقم: ۲۷۳۵ 3 ابوداؤد، کتاب الاداب باب العطاس، ص: ۱۷۹، رقم: ۲۷۳۳ 4 مشکاة ۳ / ۲۵ 5 ابوداؤد، کتاب الاداب باب العطاس، ص: ۱۷۸، ۱۷۹، رقم: ۲۷۳۹، ۲۷۴۱ 6 مظاهر حق، ج: ۴، ص: ۴۰۹ 7 بہشتی زیور، ص: ۱۰۹ 8 مظاهر حق، ج: ۴، ص: ۴۱۱ 9 مسلم، کتاب الاداب باب التشاوب، ج: ۲، ص: ۱۷۷، رقم: ۲۷۳۷

دل میں یہ خیال پیدا کر لینا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جمائی نہیں آئی محض اس خیال سے انشاء اللہ جمائی رک جائے گی۔¹

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



وعدہ کے متعلق ہدایات و سنتیں

عن جابر قال لما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم وجاء ابا بكر مال من قبل العلاء بن الحضرمي، فقال ابو بكر من كان له على النبي صلى الله عليه وسلم دين او كانت له قبله عدة فليأتنا قال جابر فقلت وعدني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يعطيني هكذا وهكذا فبسط يديه ثلث مرات قال جابر فحدثني حشية فعددتها فاذا هو خمسمائة وقال خذ مثلها

ترجمہ..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خلیفہ اول) کے پاس (بحرین کے گورنر) علاء بن حضرمی کی جانب سے مال آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ جس شخص کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ (دینے کا) وعدہ فرمایا ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اتنا اور اتنا مرحمت فرمائیں گے یعنی تین بار دونوں ہاتھ بھر کر اشارہ کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو ایک دونوں ہاتھ کا ایک لپ بھر کر (زر نقد) دیا، میں نے شمار کیا تو پانچ سو تھے۔ پھر فرمایا پانچ سو پانچ سو دو مرتبہ (یعنی ایک ہزار) اور گن لو۔¹

ایفائے عہد کی تاکید

ایفائے عہد یعنی وعدہ پورا کرنا اسلامی اخلاق و آداب کا ایک بنیادی تقاضا ہے جس سے معاشرے میں اعتماد کی فضا قائم ہوتی ہے، چنانچہ اسی سلسلہ میں قرآن و حدیث میں بار بار تاکید آئی ہے۔ حدیث بالا میں ایک اہم ہدایت ہے کہ جو شخص اپنا وعدہ پورا کرنے سے قبل وفات

1 بخاری و مسلم، کتاب الادب باب الوعد، ج: ۲، ص: ۱۹۸، رقم: ۲۸۷۸.

پا جائے تو اس کا جانشین اس کا وعدہ پورا کرے چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے جانشین اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورا فرمایا۔

ترمذی شریف میں ایک روایت حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جماعت کو تیرہ عدد جوان اونٹیاں دینے کا حکم فرمایا تھا چنانچہ ہم ان اونٹیوں کو لینے گئے تو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی۔ چنانچہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تیرہ اونٹیاں دینے کا حکم فرمایا۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے، فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾..... ترجمہ..... یعنی اے ایمان والو اپنے معاہدوں کو پورا کرو۔¹ اس میں پہلے ”یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ سے خطاب فرما کر مضمون کی اہمیت کی طرف متوجہ کر دیا کہ اس میں جو حکم ہے وہ عین ایمان کا تقاضہ ہے اس کے بعد حکم فرمایا ”أَوْفُوا بِالْعُقُودِ“ کہ اپنے مابین کئے گئے وعدوں کی پاسداری کرو۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ معاہدات کی جتنی قسمیں ہیں سب اس لفظ کے حکم میں داخل ہیں اور پھر فرمایا کہ اس کی ابتدائی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ معاہدہ جو انسان کا رب العالمین کے ساتھ ہے مثلاً ایمان لانا، فرمانبرداری بجالانا اور حلال و حرام کی پابندی کرنا یہ ایک عہد ہے، دوسرا وہ عہد ہے جو ایک انسان کا خود اپنے نفس کے ساتھ ہے جیسے کسی چیز کی نذر اپنے ذمہ مان لی۔ تیسرا وہ عہد ہے جو ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہے اور اس تیسری قسم میں وہ تمام معاہدات شامل ہیں جو دو شخصوں یا دو جماعتوں یا دو حکومتوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ حکومتوں کے بین العالمی معاہدات یا باہمی سمجھوتے، جماعتوں کے باہمی عہد و میثاق اور دو انسانوں کے درمیان ہر طرح کے معاملات نکاح، تجارت، شراکت، اجارہ اور ہبہ وغیرہ کے تمام معاہدات میں جو جائز شرطیں باہم طے ہو جائیں اس آیت کی رو سے ان کی پابندی ہر فریق پر لازم و واجب ہے اور جائز کی قید اس لئے لگائی کہ خلاف شرع شرط لگانا یا اس کا قبول کرنا کسی کے لئے جائز نہیں۔² خلاف شرع عہد و پیمان حکم کرنا ہر فریق پر واجب ہے۔³

1 بارہ: 1، سورۃ المائدۃ، الآیۃ: 1. 2 معارف القرآن، ج: 3، ص: 12. 3 معارف القرآن تحت تفسیر قولہ تعالیٰ وأوفوا بالعقود.

عہد شکنی کی مذمت

جس قوم میں عہد شکنی کی عادت پھیل جاتی ہے اس میں خون ریزی بڑھ جاتی ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس میں موتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ چار باتیں جس میں یوں گی وہ منافق ہے یا جس میں ان چاروں میں سے ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک اس کو چھوڑ نہ دے۔ وہ چار باتیں یہ ہیں۔

جب بات کرے جھوٹ بولے۔¹

جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔²

جب معاملہ کیا جائے تو دھوکہ دہی کرے۔

جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔³

صحیح بخاری شریف ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے۔⁴

وعدے کے متعلق ہدایات اور سننیتیں

حضرت عبداللہ بن ابی حماد بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی، کچھ رقم باقی رہ گئی۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ آپ اس جگہ ٹھہریں میں لے کر حاضر ہوتا ہوں لیکن میں بھول گیا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ مجھ کو دیکھتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تو نے مجھ کو بڑی زحمت میں مبتلا کیا کہ میں تین روز سے تیرا یہاں انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنا وعدہ پورا کرنے کے واسطے تھا۔ ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمادیا ہوگا کہ میں بھی تمہارا یہاں انتظار کر رہا ہوں۔ بقیہ لینے کا انتظار نہیں تھا۔ وہ تو اس کے پاس جا کر بھی مل سکتا تھا۔ اس میں تعلیم ہے امت کو وعدہ پورا کرنے کی۔

1 بخاری، کتاب الایمان باب علامات النفاق، ج: ۱، ص: ۳۰، رقم: ۵۵، 2 بخاری، کتاب الایمان باب علامات النفاق، ج: ۱، ص: ۳۰، رقم: ۵۵، 3 بخاری، کتاب الایمان باب علامات النفاق، ج: ۱، ص: ۳۱، رقم: ۵۵، 4 بخاری، کتاب الایمان باب علامات النفاق، ج: ۱، ص: ۳۱، رقم: ۵۵۔

۱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے کسی بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی یہ نیت ہو کہ وہ وعدہ پور کرے گا اور اگر کسی سبب سے وہ اس کو پورا نہ کر سکے اور وعدہ پر نہ آئے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔¹

۲ معاہدہ کی حقیقت یہ ہے کہ دو فریقوں کے درمیان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد ہوا۔ اگر یہ خلاف شرع نہ ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی فریق پورا نہ کرے تو دوسرے کو حق ہے کہ عدالت میں مرافعہ کر کے اس کو پورا کرنے پر مجبور کرے۔

۳ اگر کوئی شخص کسی سے یک طرفہ وعدہ کر لیتا ہے تو اس کا پورا کرنا بھی سنت واجب ہے مگر یک طرفہ وعدہ کو عدالت کے ذریعہ جبراً پورا نہیں کرا سکتا۔ ہاں کسی سے وعدہ کر کے بلا عذر شرعی خلاف ورزی کرے گا تو وہ گناہ گار ہوگا۔

۴ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ لو آؤ میں تمہیں (ایک چیز) دوں۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ سے پوچھا کہ تم نے اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں اس کو ایک کھجور دینا چاہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ان سے فرمایا کہ یاد رکھو اگر تم اس کو کچھ نہ دیتی تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔²

۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب وہ کوئی وعدہ کرتے تو انشاء اللہ کہہ لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ عسی فرماتے تھے (یعنی امید ہے)۔³

اللہ رب العزت ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

1 ترمذی، کتاب الاداب باب الوعد، ج: ۲، ص: ۱۹۹، رقم: ۴۸۸۱، 2 مشکوٰۃ شریف

ابوداؤد، 3 مظاهر حق، ج: ۴، ص: ۴۹۱.

طعن و تشنیع کی مذمت، ہدایات، اور اجتناب کی سنتیں

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ یؤذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنهار ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ جو زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔ سب تصرفات میرے قبضہ میں ہیں اور شب و روز کی گردش میرے ہی حکم سے ہوتی ہے۔¹

وقت اور زمانہ کو برا کہنا جہالت ہے

جاہلوں کی عادت ہے کہ وہ انسانوں کی اپنی پیدا کی ہوئی پریشانیوں اور مصیبتوں کو برائی کی صورت میں زمانہ اور وقت کے سر تھوپ دیتے ہیں اور اپنی زبان سے اس طرح کے الفاظ نکالتے ہیں: زمانہ خراب ہے۔ بہت برا وقت ہے۔ اس طرح وقت اور زمانہ کو برا کہنا نہایت غلط ہے، کیونکہ زمانہ اور وقت تو کچھ بھی نہیں ہے اصل متصرف حق تعالیٰ کی ذات ہے جس کے قبضہ میں رات دن کی گردش ہے اور اسی رات دن کی گردش کا نام زمانہ اور وقت ہے اگر زمانہ اور وقت کو متصرف سمجھ کر برا کہا جاتا ہے تو متصرف چونکہ اللہ تعالیٰ ہیں اس لئے وہ برائی حق تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔²

کسی مذہب کے اصول باطلہ کی معقول طریقہ سے تنبیہ کرنا جداگانہ چیز ہے۔ لیکن کسی قوم کے پیشواؤں اور معبود باطلہ کی نسبت بغرض تحقیر و توہین سب و شتم کرنا ممنوع ہے۔ ورنہ وہ جواب میں تمہارے معبود حق اور بزرگوں کی بے ادبی کریں گے اور جہالت سے انہیں گالیاں دیں گے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ * وَلَا تَسُبُّوا الَّذِینَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فِی سُبْحِی اللّٰهِ عَدُوٌّ اَبْغِیْرَ عِلْمٍ ترجمہ اور تم لوگ برا نہ کہو ان کو جن کی یہ پرستش



کرتے ہیں اللہ کے سوا، پس وہ برا کہنے لگیں گے اللہ تعالیٰ کو بے ادبی سے بدون سمجھے۔¹
یعنی تم تبلیغ و نصیحت کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے اب جو کفر و شرک یہ لوگ کریں
اس کے یہ خود ذمہ دار ہیں۔ تم پر اس کی کچھ ذمہ داری نہیں۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ تم اپنی جانب
سے ان کے لئے مزید کفر و لعنت کا سبب نہ بنو۔ مثلاً تردید یا بحث و مناظرہ کے سلسلہ میں تم غصہ
ہو کر ان کے معبودان باطلہ اور مقتداؤں کو سب و شتم کرنے لگو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جواب میں
تمہارے معبود برحق اور مقتداؤں کی بے ادبی کریں گے اور جہالت سے انہیں گالیاں دیں گے۔
اس صورت میں اپنے واجب التعظیم معبود اور قابل احترام بزرگوں کی اہانت کا سبب تم بنے۔
لہذا اس سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہیے۔ کسی مذہب کے اصول و فروع کی معقول طریقہ سے بغرض
اصلاح غلطیاں ظاہر کرنا یا اس کی کمزوری اور رکاکت پر تحقیقی و الزامی طریقوں سے متنبہ کرنا الگ
چیز ہے، لیکن کسی قوم کے پیشواؤں اور معبودان باطلہ کی نسبت بغرض تحقیر و توہین و الخراش الفاظ کا
نکالنا قرآن و سنت نے کسی وقت بھی جائز نہیں رکھا۔²

اس کا یہ مطلب بھی نہیں لیا جاسکتا کہ برائی کو برائی کہنا ہی بند کر دیا جائے اصلاح احوال
کیلئے عمدہ اور نرم رویے کے ساتھ حق بات کہنا اپنی جگہ بجائے خود ایک فرض ہے۔

کسی کو برا نہ کہنے کے متعلق تنبیہات اور سننیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔
عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: 'ہاں' اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اگر کوئی
کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔³

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ وہ رحمت بھی لاتی ہے اور
عذاب بھی پس تم اسے برا نہ کہو ہاں تم اللہ تعالیٰ سے اس کی بھلائی طلب کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس
کے نقصان کی پناہ مانگو۔⁴

اصول اسلام اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ کوئی دن یا رات اپنی

1 پارہ ۷، سورۃ الانعام، الآیہ: ۱۰۸، 2 تفسیر عثمانی، ص: ۱۸۸، 3 بخاری، کتاب الاداب
باب البر والصلة، ج: ۲، ص: ۳۰۵، رقم: ۴۹۱۶، 4 ابوداؤد، کتاب الصلوۃ باب فی الروح، ج:
۱، ص: ۲۹۱، رقم: ۱۵۱۶.

ذات میں منحوس نہیں ہے۔ قرآن کریم میں مذکور قوم عاد پر جو آٹھ دن اور سات راتیں مسلسل ہوا کا شدید طوفان آیا، ان ایام کو منحوس فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ یہ دن اس قوم کے حق میں ان کی بد اعمالیوں کے سبب منحوس ہو گئے تھے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ دن سب کے لئے منحوس ہوں۔¹

بعض جاہل لوگ ماہِ صفر میں شادی بیاہ اور دیگر خوشی کی تقریبات کرنا برا خیال کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ صفر کا مہینہ نامبارک اور منحوس ہے۔ اس وہم پرستی کا دین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ دور جاہلیت کا نظریہ ہے۔

بعض لوگ ماہِ صفر کی کیم تاریخ سے لے کر تیرہ تاریخ تک کے ایام کو بطور خاص منحوس جانتے ہیں اور صفر کی نحوست، مصیبت اور بیماری وغیرہ سے بچنے کیلئے چاندی کے چھلے، تعویذات اور باتھوں میں کالے دھاگے باندھتے رکھتے ہیں یہ خالص وہم پرستی ہے۔

بعض لوگ بالخصوص مزدور لوگ کام نہیں کرتے، مالک سے مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہر مزدور کو عیدی اور مٹھائی دی جاتی ہے اور بعض لوگ اس دن چھٹی کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں اور مشہور ہے کہ اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسلِ صحت فرمایا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں ایک شعر بھی بنایا ہوا ہے۔

آواز آئی آخری چہار شنبہ آیا ہے
غسلِ صحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

ماہِ صفر کے منحوس ہونے کے متعلق جو روایت پیش کی جاتی ہے، حضرت مالک بن قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الموضوعات الکبیر" میں فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے۔ موضوع و من گھڑت روایت سے استدلال کرنا سراسر جہالت ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیماری کا اڑ کر لگنا کوئی چیز نہیں۔ بد شگونی کوئی چیز نہیں۔ (جیسے ہمارے معاشرے میں بد شگونی اور بد فالی کی بہت سی صورتیں مروج ہیں جو سب ہی غیر معتبر اور قابلِ ترک) یونہی الوکی نحوست کی کوئی حقیقت نہیں اور صفر کی نحوست کوئی چیز نہیں۔ (یہ محض اوبام ہیں)۔²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر مرغوب ہو تو تناول فرمایا

1 معارف القرآن، ج: ۷، ص: ۱۴۴، 2 صحیح بخاری، کتاب الطب باب الفال، صحیح مسلم

کتاب السلام باب لا عدوی، باب الفال والطیرة ج: ۲، ص: ۱۵۱، رقم: ۴۵۷۸

اگر نامرغوب ہو تو کھانا چھوڑ دیا۔¹

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے متعلق بات بری معلوم ہوتی تو یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔²

آپ نے فرمایا: کہ کسی مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور کسی مسلمان کو ناحق مارنا کفر ہے۔³

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے کسی بد دین منافق کے شر سے کسی بندہ مومن کی حمایت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک فرشتہ مقرر فرمائیں گے جو اس کے گوشت کو آتش دوزخ سے بچائے گا اور جس کسی نے کسی مسلمان بندے کو بدنام کرنے اور کرانے کے لئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر قید کر دیں گے اس وقت تک کے لئے کہ وہ اپنے الزام کی گندگی سے پاک ہو جائے۔

فائدہ! مطلب یہ ہے کہ کسی بندہ مومن کو بدنام اور رسوا کرنا، اس پر الزام لگانا اور اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا ایسا سنگین اور سخت گناہ ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والا اگرچہ مسلمانوں میں سے ہو جہنم کے ایک حصہ پر (جس کو حدیث میں جہنم کہا گیا ہے) اس وقت تک قید رکھا جائے گا جب تک کہ جل بھن کر اپنے اس گناہ کی گندگی سے پاک صاف نہ ہو جائے۔ جیسا کہ سونا اس وقت تک آگ پر رکھا جاتا ہے جب تک کہ اس کا میل کچیل صاف نہ ہو جائے۔

اللهم احفظنا ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا



1 مسلم، کتاب الاطعمۃ، ج: ۲، ص: ۹۱، رقم: ۴۱۷۲۔ 2 ترمذی، کتاب الطہارۃ، ج: ۱، ص: ۷۴، رقم:

۲۹۵۔ 3 مسلم، کتاب الاداب باب حفظ اللسان، ج: ۲، ص: ۹۰، رقم: ۴۸۱۴۔

مریض کی عیادت کے متعلق ہدایات اور سنتیں

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم یزل فی خرفة الجنة حتی یرجع ترجمہ: ... حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جب اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ بہشت کی میوہ خوری میں (مصرف) رہتا ہے یہاں تک کہ وہ واپس نہ آجائے۔¹

کسی مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت

اسلام میں کسی مریض بھائی کی عیادت کرنا اور اگر وہ مدد کا طلب گار ہو تو حتیٰ الوسع اس کی مدد کرنا نہایت اجر و ثواب اور قرب الہی کا ذریعہ ہے۔ صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز (بندے سے) فرمائیں گے کہ اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے (اور بیماری سے پاک ہے!) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے؟ اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی! کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس بیمار بندے کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھے کھانا کس طرح کھلاتا تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے (کسی کا محتاج نہیں، اور تو کھانے پینے سے پاک ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کھانے کو میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا؟ بندہ عرض کرے گا کہ اے

1 مسلم، کتاب الجنائز باب عیادة المریض، ج: ۱، ص: ۲۹۵، رقم: ۱۵۲۷۔

میرے پروردگار! میں تجھے پانی کس طرح پلاتا؟ تو تو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے (تجھے پانی کی ضرورت ہے اور نہ کسی دوسری چیز کی حاجت) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس پانی کو میرے پاس پاتا۔¹



فائدہ! اس حدیث میں ذکر کی گئی تینوں صورتوں میں سے پہلی صورت یعنی عیادت اور بعد کی دونوں صورتوں میں یہ فرق ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مریض کی عیادت کے بارے میں فرمائیں گے کہ اگر تو مریض کی عیادت کرتا تو مجھے اس مریض کے پاس پاتا۔ اور اگر کھانا کھلاتا یا پانی پلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا۔ یعنی مریض کے پاس میں تیری پیشوائی کیلئے خود موجود ہوتا جبکہ کھانا پانی کا ثواب میرے پاس پاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھوکے کو کھانا کھلانے اور پیاسے کو پانی پلانے سے مریض کی عیادت کرنا بدرجہا افضل ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ جب کوئی مسلمان کسی بیمار مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو وہ جب تک کہ بیمار کی عیادت اور مزاج پرسی سے فارغ ہو کر نہ آجائے تو برابر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے فیض یاب ہوتا رہتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اپنی انسانی اور اخلاقی ہمدردی و مروت کی بناء پر جنت اور جنت کی میوہ خوری کا مستحق ہو جاتا ہے۔²

بیماری پر صبر کی فضیلت

مریض کو چاہیے کہ مرض کو برا نہ کہے، بلکہ صبر کرے کیونکہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔³ ایک حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کو اس کی دو محبوب (آنکھوں) کے بارے میں آزماتا ہوں اور (اس کو نابینا کر دیتا ہوں اور) وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔⁴ اسی طرح ہر تکلیف کا خدا کے یہاں نہایت اجر و ثواب ہے حتیٰ کہ مؤمن کو کاٹنا چھتتا ہے تو اس کا بھی خدا کے ہاں اجر و ثواب لکھا جاتا ہے جبکہ بندہ جزع فزع کرنے کے بجائے صبر کرے۔⁵

1 بخاری، کتاب الجنائز باب عیادة المریض، ج: ۱، ص: ۲۹۳، رقم: ۱۵۲۸۔ 2 مظاهر حق، ج:

۲، ص: ۲۹۔ 3 مسلم، کتاب الجنائز باب عیادة المریض، ج: ۱، ص: ۲۹۲، رقم: ۱۵۲۳۔

4 بخاری، کتاب الجنائز باب عیادة المریض، ج: ۱، ص: ۲۹۴، رقم: ۱۵۲۹۔ 5 بخاری، کتاب

الجنائز باب عیادة المریض، ج: ۱، ص: ۲۹۵، رقم: ۱۵۳۷۔

عیادت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور سنتیں

عیادت کے واسطے جانے کے لئے وضو کرنا سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور ثواب کے ارادے سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو دوزخ سے ساٹھ برس (کی مسافت کے) بہتر دور کر دیا جاتا ہے۔¹

مریض کے جسم پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا سنت ہے: اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِعُ لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَائِكَ لَا يُعَادِرُ سَقَمًا²

قرآنی آیتیں پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے اور اپنا ہاتھ (جہاں تک پہنچتا) پھیرتے۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں مبتلا تھے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں معوذتین پڑھ کر دم کرتی تھی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے تھے۔³ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین پڑھ کر اس پر دم فرمایا کرتے تھے۔ معوذتین قرآن کریم کی آخری دو سورتوں کے نام ہیں۔⁴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مسلمان کی عیادت کرتا ہے اور سات مرتبہ یہ کہتا ہے: اَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِعَكَ . ترجمہ میں اللہ رب العزت سے جو عرش عظیم کا مالک ہے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے شفا یاب فرمادیتے ہیں بشرطیکہ اس کا وقت نہ آ گیا ہو۔⁵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کی زندگی کے بارے میں اس کا غم دور کرو، اس لئے کہ یہ (تسلی اگرچہ) کسی چیز کو مال نہیں سکتی۔ مگر مریض کا دل خوش ہوتا ہے۔⁶

1 ابو داؤد، کتاب الجنائز باب عیادة المريض، ج: ۱، ص: ۲۹۸، رقم: ۱۵۵۲، 2 مسلم، کتاب الجنائز باب عیادة المريض، ج: ۱، ص: ۲۹۴، رقم: ۱۵۳۰، 3 الصحيح للامام البخاری، کتاب الطب، باب مسح الراقی الوجع بیسینہ، ص: ۲۹۱، رقم: ۵۷۵۰، 4 کتاب الجنائز باب عیادة المريض، ج: ۱، ص: ۲۹۵، رقم: ۱۵۳۲، 5 ابو داؤد، کتاب الجنائز باب عیادة المريض، ج: ۱، ص: ۲۹۸، رقم: ۱۵۵۳، 6 ترمذی، کتاب الجنائز باب عیادة المريض، ج: ۱، ص: ۳۰۱، رقم: ۱۵۷۲

صحیح بخاری میں بروایت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوا بھیجا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ پیغام تھا کہ میری بچی بستر مرگ پر پڑی ہے اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کہلوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جو چاہے دے جو چاہے لے۔ ہر چیز اس کے ہاں متعین و معلوم ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مصیبت پر اجر کے امیدوار رہو اور صبر کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے دوبارہ قسم دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پھر (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی) آپ کی گود میں اٹھا کر رکھی گئی اور وہ جان کنی کے عالم میں تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو خود بھی رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔¹

7 بہترین عیادت وہی ہے جس میں عیادت کرنے والا جلد اٹھ کھڑا ہو۔ کہیں زیادہ دیر بیٹھنے سے مریض پریشان نہ ہو جائے یا گھر والوں کے کام میں خلل نہ پڑے، ہاں اگر مریض کو ضرورت ہے تو وہ دوسری بات ہے۔²

شبہ کے متعلق صحیح بخاری میں فرمایا گیا: ”شفاء الناس“ اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے۔ کلونجی کے متعلق صحیح بخاری میں فرمایا گیا کہ کلونجی میں ہر بیماری کے لئے دوا ہے سوائے سام کے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت۔³

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفا تین چیزوں میں ہے کچھنے لگوانے میں، شہد پینے اور آگ داغنے میں اور میں اپنی امت کو آگ

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی یعذب المیت ببكاء اہله علیہ، (بارہ : ۱۴۔ سورة النحل، الآية: ۶۹۔ 2 کتاب الجنائز باب عیادة المریض، ج: ۱، ص: ۳۰۳، رقم: ۱۵۹۱۔ 3 بخاری، کتاب الطب، ج: ۱، ص: ۱۴۳، رقم: ۱۵۲۰)

داغنے سے منع کرتا ہوں۔¹

علاج کے دوران نقصان پہنچانے والی چیزوں سے پرہیز کرنا سنت ہے۔ بیمار پرسی رات میں بھی جائز ہے جو لوگ اسے منحوس کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے پاس اس کی مزاج پرسی کرنے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم، جب اس آدمی کے پاس پاس جاتے جس کی مزاج پرسی کرنا ہوتی تو فرماتے: لَا بَأْسَ ظُهُورُكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى یعنی کوئی ڈر نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔²

اللہ رب العزت ہم سب کو ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 بخاری، کتاب الطب والرقي، ج: ۲، ص: ۱۲۲، رقم: ۴۵۱۶. 2 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الجنائز باب عيادة المريض، ج: ۱، ص: ۲۹۳، رقم: ۱۵۲۹.

قسمیں کھانے کے متعلق ہدایات و سنتیں

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ینہاکم ان تحلفوا بابائکم من کان حالفا فلیحلف باللہ اولی صمت ترجمہ..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے منع فرماتے ہیں کہ تم اپنے باپوں کی قسمیں کھاؤ! جس شخص کو قسم کھانا ہوا ہے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔¹ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں فرمایا نہ بتوں کی قسم کھاؤ نہ اپنے باپوں کی قسم کھاؤ۔²

غیر اللہ کی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے

بلا ضرورت بات بات پر قسم کھانے میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ قسم کھانے میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے جہاں تک ممکن ہو سچی بات پر بھی قسم نہیں کھانی چاہیے۔ الا یہ کہ کوئی شدید مجبوری ہو تو اس صورت میں صرف اللہ تعالیٰ یا اس کی کسی صفت کی قسم کھانا جائز ہے۔ قرآن مجید کی قسم بھی اس لئے جائز ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلام اللہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ بہر صورت غیر اللہ کی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔ اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانے سے قسم ہوتی ہی نہیں۔ مثلاً رسول اللہ کی قسم، کعبہ کی قسم، اپنی آنکھوں کی قسم، اپنی جوانی کی قسم، تمہاری جان کی قسم وغیرہ تمام قسمیں باطل ہیں۔ اس طرح کی قسم کھا کر پھر اس کے خلاف کرے تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤں اور پھر اس کو توڑ دوں اس کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ کسی غیر اللہ کی قسم کھاؤں اور اس کو پورا کروں۔ ہاں جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا

1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الایمان والذکر، باب لا تحلفوا بابائکم، ج: ۱، ص: ۲۳۹، رقم: ۱۲۷۰۔ 2 الصحیح للإمام مسلم، کتاب العتق، باب الایمان والذکر، ج: ۱، ص: ۱۲۵، رقم: ۳۳۰۷۔

سوال ہے تو اس کو سزاوار ہے کہ وہ اپنی عظمت و جلالت کے اظہار کے لئے اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہے قسم کھائے۔¹

قسم کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿لَا يَأْخُذُكُمْ اللّٰهُ بِاللّٰغُوفِي اِيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤْخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْاِيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِيْنٍ مِنْ اَوْسَطِ مَا تَطْعَمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اِيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَقْتُمْ وَاَحْفَظُوا اِيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يَبِيْنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَيْتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾..... ترجمہ..... اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہارے قسموں میں لغو قسم پر، لیکن مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو (آئندہ بات پر) مستحکم کر دو (اور پھر اس کو توڑ دو) سو اس کا کفارہ (یہ ہے کہ) دس محتاجوں کو کھانا دینا اور اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھانے کو دیا کرتے ہو یا ان کو کپڑا دینا (اوسط درجہ کا) یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جس کو (ان تینوں میں ایک بھی) مقدور نہ ہو تو (اس کا کفارہ) تین دن کے (متواتر) روزے ہیں۔ یہ کفارہ ہے تمہاری (ایسی) قسموں کا جب کہ تم قسم کھاؤ (اور پھر اس کو توڑ دو) اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم (اس نعمت یعنی مصالح خلق کی رعایت کا) شکر کرو۔²

قسمیں کھانے کی چند صورتیں اور ان کے متعلق احکام

اس آیت میں قسم کھانے کی چند صورتوں کا بیان ہے۔ اول یہ کہ اگر کسی گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے اس کو اصطلاح فقہاء میں یمین غموس کہتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص نے کوئی کام کر لیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور پھر جان بوجھ کر قسم کھالے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ یہ جھوٹی قسم سخت گناہ کبیرہ اور موجب وبال دنیا و آخرت ہے مگر اس پر کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ توبہ و استغفار لازم ہے اس لئے اس کو اصطلاح فقہاء میں یمین غموس کہتے ہیں۔ غموس کے معنی غرق کے ہیں۔ یہ قسم انسان کو گناہ اور وبال میں غرق کر دینے والی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی گزشتہ واقعہ پر قصد اسچ سمجھ کر قسم کھائے اور واقع میں غلط ہو۔ مثلاً کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ فلاں شخص آ گیا ہے۔ اس پر اعتماد کر کے اس نے قسم کھالی کہ وہ آ گیا ہے پھر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ اس کو یمین لغو کہتے ہیں۔ اسی طرح بلا قصد زبان سے لفظ قسم نکل

1 بہشتی زیور، ص: ۲۰۷، 2 پارہ: ۷، سورۃ المائد، الآیۃ: ۸۹.

جائے تو اس کو بھی یمین لغو کہا جاتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ نہ اس پر کفارہ ہے نہ گناہ۔ تیسری صورت قسم کی یہ ہے کہ آئندہ آنے والے وقت میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے اس کو یمین منعقدہ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں اس پر گناہ بھی ہوتا ہے۔¹

قسم سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند ہدایات اور سنتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس طرح قسم کھا کھایا کرتے تھے: لا ومقلب القلوب قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی۔² یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانا جائز ہے۔³

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قسم کھائے اور اپنی قسم میں یہ لفظ ادا کرے کہ میں لات وعزی کی قسم کھاتا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے اور جو شخص اپنے کسی دوست سے کہے کہ آؤ ہم دونوں جو اٹھیں تو اس کو چاہیے کہ وہ صدقہ خیرات کرے۔⁴

تنبیہ! اس سے معلوم ہوا کہ جب محض جو اٹھنے کی دعوت دینے کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ خیرات کرے اگر واقعہ کھیلے گا تو اس کا کس قدر گناہ زیادہ ہوگا۔ ”وہ لا الہ الا اللہ کہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے۔ اس حکم کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ اگر لات عزی (یا کسی اور بت وغیرہ) کے نام کسی نو مسلم کی زبان سے سہواً نکل جائے تو اس کے کفارہ کے طور پر کلمہ طیبہ پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فان الحسنات يذهبن السيئات۔ بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ پس اس صورت میں غفلت و سہو سے توبہ ہوگی۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ اگر زبان سے لات وعزی یا کسی اور بت کے نام تعظیم کے قصد سے نکلے ہوں تو یہ صراحۃً ارتداد اور کفر ہے لہذا اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ تجدید ایمان کے لئے کلمہ طیبہ پڑھے اس صورت میں کفر سے توبہ ہوگی۔⁵

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قسم تم میں سے کوئی شخص قسم کھا کر اس پر اصرار کرے جو اس کے اہل و عیال کے متعلق ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو زیادہ گناہ گار بناتا ہے بہ

1 معارف القرآن ج: ۳، ص: ۲۲۲۔ 2 الصحيح للإمام البخاری، کتاب العتق باب الايمان والنذور، ج: ۱، ص: ۲۵، رقم: ۳۲۰۶۔ 3 مظاهر حق، ج: ۳، ص: ۳۸۸۔ 4 الصحيح للإمام مسلم، کتاب العتق، باب الايمان، ج: ۱، ص: ۲۵، رقم: ۳۲۰۹۔ 5 مظاهر حق، ج: ۳، ص: ۳۸۹۔

نسبت اس کے کہ وہ اس قسم کو توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے جو اس پر فرض کیا گیا ہے۔¹
صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بات پر قسم کھائے اور پھر وہ یہ سمجھے کہ
(اس کے خلاف کرنا) قسم پوری کرنے سے بہتر ہے تو اسے چاہیے کہ وہ کفارہ ادا کر دے جو اس
پر فرض کیا گیا ہے۔ یعنی قسم توڑ دے۔²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری قسم اس وقت صحیح ہوتی ہے جب تمہارا ساتھی تمہیں
سچا سمجھے۔³

جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔⁴
فائدہ! مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے غیر اللہ کی قسم اس کی تعظیم کے اعتقاد کے ساتھ کھائی اس نے
شرک کا ارتکاب کیا کیونکہ اس طرح اس نے اس تعظیم میں غیر اللہ کو شریک کیا جو صرف اللہ تعالیٰ
کے لئے خاص ہے۔⁵

قرآن مجید پر رقم رکھنا (قسم کی نیت سے) خلاف ادب ہے۔
اگر ایک آدمی یہ بولے کہ میں کافر ہوں اگر میں نے یہ کام کیا۔ اور وہ کام آدمی پھر کرے تو
اس سے کافر نہیں ہوتا البتہ ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے اس لئے قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرنا لازم
ہے اور ایسی گندی قسم کھانا بڑا گناہ ہے اس لئے ایسے شخص کو اپنی اس قسم پر توبہ کرنی چاہیے۔
سودا بیچنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانا جیسے کہ آج کل عام دکانداروں کی عادت بن گئی ہے
بہت ہی برا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن تاجر بدکاروں کی حیثیت سے اٹھائے
جائیں گے سوائے اس تاجر کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور غلط بیانی سے باز رہے۔⁶
کسی نے قسم کھا کر کہا تیرے گھر کبھی نہ کبھی ضرور آؤں گا پھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تو جب
تک زندہ ہے قسم نہیں ٹوٹی مرتے وقت قسم ٹوٹ جائے گی اس کو چاہیے کہ اس وقت وصیت
کر جائے کہ میرے مال میں سے قسم کا کفارہ دے دینا۔⁷

عربی میں قسم کے لئے تین حروف ہیں و ب ت۔ مثلاً یوں کہا جائے واللہ، باللہ

1 الصحيح للإمام مسلم، کتاب العتق باب الايمان، ج: ۱، ص: ۱۲۱، رقم: ۳۲۱۲.
2 الصحيح للإمام مسلم، کتاب العتق باب الايمان، ج: ۱، ص: ۱۲۱، رقم: ۳۲۱۳، 3 مسلم،
کتاب العتق باب الايمان، ج: ۱، ص: ۱۲۱، رقم: ۳۲۱۵، 4 مشکاة المصابيح، کتاب الايمان
والنذور، الفصل الاول، ج: ۲، ص: ۲۸، رقم: ۳۲۱۹، 5 مظاهر حق، ج: ۳، ص: ۹۵، 6 آپ
کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۲، 7 بهشتی زیور، ص: ۱۷۴.

اور تا اللہ۔ ان تینوں کا مفہوم یہ ہے کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں اور عربی میں لعمر اللہ کہنا بھی قسم ہے۔ نیز عبد اللہ یا ميثاق اللہ کی قسم کھاتا ہوں، حلف کرتا ہوں اور اشہد (یا شہادت دیتا ہوں) یہ سب بھی قسمیں ہیں۔¹

قسم کا کفارہ توڑنے سے پہلے دینا جائز نہیں

قسم کا کفارہ جس کی تفصیل آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں قسم توڑنے سے پہلے دے دینا جائز نہیں۔ (اگر پہلے دے دیا اور قسم بعد میں توڑی تو کفارہ پھر سے دینا ہوگا)

کافر کی قسم میں کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ وہ اسلام لانے کے بعد اس قسم کو توڑے جو حالت کفر میں کھائی تھی۔

بچے، سوئے ہوئے شخص اور دیوانے کی قسم چونکہ سرے سے واقع ہوتی ہی نہیں اس لئے ان پر قسم توڑنے کا کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔²

اللہ رب العزت ہم سب کو اپنے نام کی حرمت کا پاس رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نذر و نیاز کے متعلق ہدایات اور سنتیں

عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من نذر ان یطع اللہ فلیطعه ومن نذر فلا یعصہ ترجمہ..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایسی نذر مانے جس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی اس نذر کو پورا کرے) اور جو شخص ایسی نذر مانے جس سے اللہ تعالیٰ کی معصیت ہوتی ہو تو وہ اس (نذر کو پورا کر کے اللہ کی معصیت نہ کرے)۔^۱ نذر منت کو کہتے ہیں یعنی کسی ایسی چیز کو اپنی اور پر واجب کر لینا جو واجب نہیں تھی۔ مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ اے اللہ رب العزت! اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں چار روزے رکھوں گا۔ تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ نذر ماننا صحیح ہے اور ہر اس نذر کو پورا کرنا واجب ہے جس سے گناہ لازم نہ آتا ہو۔

نذر ماننے کی چار شرطیں

اول شرط یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کیلئے نذر ماننا جائز نہیں۔ نذر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے۔ لہذا اگر کسی شخص نے انبیاء علیہ السلام میں سے کسی نبی یا اولیاء اللہ میں سے کسی ولی اللہ کی یا کسی بھی غیر اللہ کی نذر مانی تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا یعنی اس نذر کو پورا کرنا اس شخص پر لازم نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی یوں کہے کہ میں منت مانتا ہوں کہ اگر میرا بچہ تندرست ہو گیا تو میں فلاں پیر کے نام پہ بکرا ذبح کروں گا یا فلاں پیر کی قبر پر خیرات کروں گا۔ نیز اگر وہ شخص اس نذر کی چیز کو اپنی اسی نیت کے ساتھ کسی آدمی کو دے تو اس آدمی کو وہ چیز لینا جائز نہیں۔ اگر وہ کھانے کی چیز ہو تو اس کا کھانا حلال نہیں اگر وہ چیز کوئی ذبح کیا ہوا جانور ہو تو وہ مردار کے حکم میں ہے۔ بلکہ اگر لوگ اس کو بسم اللہ کر کے کھائیں تو یہ بھی کفر کا سا گناہ ہوگا۔ ہاں اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے نذر مانے اور پھر نذر کی ہوئی چیز کو لوگ کھائیں تو یہ جائز ہے اور اگر اس کا ثواب کسی میت کو بخشیں تو یہ بھی جائز ہے۔

۱ صحیح بخاری، کتاب العتق باب فی النذور، ج: ۱، ص: ۶۲۸، رقم: ۳۴۲۷۔



دوسری شرط یہ ہے کہ جو چیز اپنی طرف سے نذر مانی جائے وہ ایسی ہونی چاہیے جس کی مثل شرعی طور پر واجب ہو (جیسے نماز، حج، زکوٰۃ، روزہ وغیرہ) اسی لئے اگر کوئی شخص مریض کی عیادت کی نذر مانے (مثلاً یوں کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں مریض کی عیادت کروں گا) تو اس کی نذر صحیح نہیں ہوگی کیونکہ مریض کی عیادت ایسی جنس سے ہے جو شرعاً واجب نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ نذر نفل نماز یا نفل حج یا نفل قربانی یا نفل روزے یا نفل صدقہ کی ہی درست ہوگی۔

تیسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کی نذر مانی جائے وہ فی الحال یا آئندہ اس پر واجب نہ ہو جیسے نماز پنجگانہ۔ مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں پانچوں نمازیں پڑھوں گا یا رمضان کے روزے رکھوں گا یہ نذر صحیح نہیں، کیونکہ یہ تو اس پر پہلے ہی فرض ہیں۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ جو نذر مانی جائے وہ گناہ نہ ہو۔ مثلاً یوں کہنا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو مولیٰ مشکل کشا کا روزہ رکھوں گا یا یوں کہنا کہ فلاں کے مزار پر چادر چڑھاؤں گا یا یوں کہنا کہ اگر میری شادی ہوگئی تو اپنی دلہن کو لے کر فلاں کے مزار پر سلامی دینے جاؤں گا وغیرہ۔ اور یہ چوتھی شرط درحقیقت دوسری اور تیسری شرط کے ضمن میں بھی شامل ہے۔¹

قرآن مجید میں نذر کے متعلق ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو سو حق تعالیٰ کو سب کی یقیناً اطلاع ہے اور بے جا کام کرنے والوں کا (قیامت میں) کوئی ہمراہی (حمایتی) نہ ہوگا۔²

یعنی جو کچھ خیرات کی جائے تھوڑی یا بہت، بھلی نیت سے یا بری نیت سے، چھپا کر کی جائے یا لوگوں کو دکھا کر کی جائے الغرض کسی طرح کی بھی منت مانی جائے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو پورا علم ہے سب کا۔ اور جو لوگ انفاق مال اور نذر میں حکم الہی کے خلاف کرتے ہیں ان کا کوئی مددگار نہیں اللہ تعالیٰ جو چاہے ان پر عذاب کرے۔

نذر کے متعلق ہدایات اور سنتیں

۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نذر (عین گناہ یا) گناہ کا باعث ہو اس کو پورا کرنا جائز نہیں (مثلاً یوں کہنا کہ اگر میری فلاں حاجت پوری ہوگئی تو میں ناچ گانے کی محفل کراؤں گا یا قوالی کو اپنے اوپر واجب کرتا ہوں) اور نہ اس چیز کی نذر پوری کرنا جائز ہے جس کا وہ مالک نہ ہو

(یعنی کسی دوسرے کی چیز کو یا کسی دوسرے کے غلام کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دینے کو یا آزاد کرنے کو اپنے اوپر واجب کرنا۔¹)

نذر کی جن باتوں کو پورا کرنا ناممکن ہو اس کو پورا نہ کریں۔ مثلاً نذر مانے کے میں ہمیشہ کھڑا رہوں گا یا ہمیشہ بیٹھا رہوں گا یا ہمیشہ خاموش رہوں گا۔ ایسی نذر کو پورا کرنے کی کوشش بھی جائز نہیں۔²

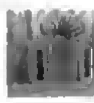
حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کے بارے میں جو ان کی ماں نے مانی تھی لیکن وہ اس کو پورا کرنے سے پہلے مر گئی تھی پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فتویٰ دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے اس نذر کو (جو اس نے مانی تھی) پورا کرے۔³ فائدہ! اگر کسی شخص نے نذر مانی اور اس کو پورا کرنے سے پہلے مر گیا تو اس کے بارے میں جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس شخص کے وارث پر اس نذر کو پورا کرنا واجب نہیں جب کہ وہ نذر غیر مالی ہو اگر نذر مالی ہو اور اس میت نے کچھ ترک نہ چھوڑا، تو تب بھی واجب نہیں البتہ مستحب ہوگا۔ ہاں اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری فلاں نذر کو پورا کر دینا تب وارثوں پر اس نذر کو اس کے مال کے ایک تہائی حصہ میں سے پورا کرنا واجب ہوگا۔⁴

نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ جیسا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی چیز کا نام لیے بغیر نذر مانے مثلاً صرف یوں کہے کہ میں نذر مانتا ہوں تو اس پر کفارہ واجب ہوگا اور اگر وہ نذر میں بلا تعین عدد کے روزے کی نیت کرے مثلاً کہے کہ میں اس کام کے پورا ہونے پر روزے رکھوں گا تو اس پر تین روزے رکھنا واجب ہوں گے اور اگر نذر میں صدقہ کی نیت کرے تو صدقہ فطر کی مانند دس مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہوگا۔⁵

منت (نذر) پوری کرنا کام ہونے کے بعد ضروری ہے نہ کہ پہلے۔ اگر منت کام ہونے سے پہلے پوری کر لی اور کام بعد میں ہوا تو اس منت کو دوبارہ پورا کرنا لازم ہوگا۔

نذر کی تمام چیزوں کا یہی حکم ہے کہ ان کو غریب غرباء پر تقسیم کیا جائے یا کسی دینی ادارہ میں دیا جائے۔ نذر ماننے والا اور اس کے اہل و عیال نہ خود کھا سکتے ہیں اور نہ کھاتے پیتے لوگوں کو

1 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۴۹۹۔ 2 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۵۰۰۔ 3 السنن للامام النسائی، ابواب الایمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ص: ۲۳۹، رقم: ۳۸۳۸۔ 4 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۵۰۲۔ 5 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۵۰۳۔



کھلا سکتے ہیں ورنہ نذر پوری نہ ہوگی۔

7 قرآن مجید ختم کروانے کی منت لازم نہیں ہوتی۔¹

8 کسی نے اگر چار روزے رکھنے کی نذر مانی اور فقط اتنا ہی کہا کہ چار روزے رکھوں گا تو اختیار ہے چاہے ایک ساتھ رکھے یا الگ الگ کر کے پورے چار کر لے۔ اگر ایک ساتھ رکھنے کی نیت کی تھی تو ایک ساتھ رکھنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں ایک دو چھوٹ گئے تو پھر سے رکھنے ہوں گے۔

9 کسی نے اگر آٹھ رکعت پڑھنے کی نذر مانی تو اختیار ہے کہ چاہے دو دو کر کے پڑھے یا چار چار کر کے۔ ہاں چار چار رکعت کی نیت کی تھی تو پھر دو دو سے نہیں پڑھ سکتا۔ اگر پڑھ لی تو نذر پوری نہ ہوگی۔

10 اگر کسی نے نذر مانی کہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گا یا کلمہ پڑھوں گا تو نذر ہوگی اور پڑھنا واجب ہوگا اور اگر یہ نذر مانی کہ ایک ہزار مرتبہ سبحان اللہ یا لا حول پڑھوں گا تو نذر نہیں ہوگی اور پڑھنا واجب نہیں ہوگا۔

11 اگر کسی نے یہ نذر مانی کہ فلاں مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے بناؤں گا یا فلاں پل بناؤں گا تو یہ نذر بھی صحیح نہیں اور نہ ہی اس پر کچھ واجب ہوگا۔²

12 نذر اور منت ایک ہی چیز ہے البتہ نیاز فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے کتنے ہی معنی ہیں ان میں سے ایک معنی یہ بھی ہیں ”بخشش و ہدیہ“۔

نیاز کا بیان

اگر کوئی شخص کسی زندہ بزرگ کی خدمت میں کوئی چیز بطریق نیاز یعنی عطیہ و ہدیہ اور تحفہ کے طور پر پیش کرے تو وہ نیاز جائز ہے اور اس بزرگ کو وہ چیز استعمال کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی مرحوم بزرگ کی نیاز اس معنی میں جائز ہے کہ اس سے کسی بزرگ کا تقرب یا حاجت براری کی نیت نہ ہو بلکہ اس کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہو اور اس کا ثواب اس بزرگ کو پہنچانا ہو تو یہ نیاز بھی جائز ہے۔ لیکن اگر کسی کی نیاز سے مراد یہ ہو کہ یہ نیاز فلاں بزرگ کی خوشنودی کیلئے کی جارہی ہے۔ تو یہ کسی طرح جائز نہیں۔

1 اگر نیاز دینے والے نے کسی وفات پائے ہوئے بزرگ کو صدقہ کا ثواب پہنچانے کی نیت سے نیاز کی ہو تو اس چیز کو کھانا صرف فقراء کے لئے جائز ہے مستطیع لوگوں کے لئے جائز نہیں۔

اگر نیاز دینے والے نے عام مسلمانوں کے حق میں صدقہ کا ثواب پہنچانے کی نیت کی ہو تو اس صورت میں اس چیز کو کھانا ہر ایک کے لئے جائز ہے خواہ وہ مستطیع ہو یا فقیر ہو۔
اگر کسی وفات پائے ہوئے بزرگ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے یا اس بزرگ سے حاجت براری کی شرط کے ساتھ نیاز کی تو ناجائز ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔
اللہ رب العزت ہم سب کو ان ہدایات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



غیبت کے متعلق ہدایات اور سنتیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما الغیبة قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یرکھ قیل افرایت ان کان فی اخی ما اقول؟ قال فقد اغتبتہ وإن لم یکن فیہ ما تقول فقد بہتہ ترجمہ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے) فرمایا: کہ کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا ذکر اس طرح سے کرو جس کو وہ (سنے تو) ناپسند کرے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پوچھا گیا اگر میرے بھائی کے اندر وہ برائی موجود ہو جس کا میں نے ذکر کیا ہے تب بھی اس کو غیبت کہا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ برائی اس کے اندر موجود ہو جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تو پھر تو نے اس پر (غیبت سے بڑھ کر) بہتان لگایا۔¹

غیبت یعنی پیٹھ پیچھے کسی کا کوئی عیب بیان کرنا نہ صرف ایک گناہ ہے بلکہ سماجی اور معاشرتی طور پر بھی نہایت بری حرکت ہے۔ لیکن حیرت ناک بات یہ ہے کہ دوسرے گناہوں کی بہ نسبت یہ گناہ لوگوں میں زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ ایسے لوگ بہت ہی قلیل ہوں گے جو اس برائی سے بچے ہوئے ہوں۔ ورنہ خواص تک کا یہ لذیذ ترین مشغلہ ہے۔

بابی حقوق و آداب معاشرت کے متعلق تین چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ۱۔ بدگمانی 2۔ تجسس 3۔ غیبت۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثَمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا اِيحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ

1 مسلم، کتاب الاداب باب الغیبة والشمہ، ج: ۲، ص: ۱۹۲، رقم: ۵۸۲۸۔

رحیمؑ ترجمہ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو (تو کسی بھائی کی غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو (غیبت چھوڑ دو تو بہ کرو) بے شک اللہ تعالیٰ بڑا قبول کرنے والا مہربان ہے۔¹

یہ آیت باہمی حقوق اور آداب معاشرت کے متعلق احکام پر مشتمل ہے اس میں تین چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔

ظن..... جس کے معنی گمان غالب کے ہیں۔ آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ہر گمان گناہ نہیں تو یہ ارشاد سننے والوں پر اس کی تحقیق واجب ہو گئی کہ کون سے گمان گناہ ہیں اور کون سے نہیں۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ظن سے مراد اس جگہ تہمت ہے۔ یعنی کسی شخص پر بغیر کسی قوی دلیل کے کوئی الزام عیب یا گناہ کا الزام لگانا۔ امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی رکھے کہ وہ مجھے عذاب ہی دے گا یا مصیبت ہی میں رکھے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے مایوسی رکھے تو یہ حرام ہے۔ ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یموتن أحدکم الا ہو یحسن باللہ۔² ترجمہ تم میں سے کسی کو اس کے بغیر موت نہ آنی چاہیے کہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان ہو۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انما عند ظن عبدی بی۔³ یعنی اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اب اس کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ جو چاہے گمان رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن فرض ہے اور بدگمانی حرام ہے۔ اسی طرح ایسے مسلمان جو ظاہری حالت میں نیک دیکھے جاتے ہیں ان کے متعلق بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی حرام ہے اور جو احکام ایسے ہیں کہ ان میں کسی ایک جانب گمان رکھنا شرعاً ضروری ہے وہاں ظن غالب پر عمل کرنا واجب ہے۔ جیسے باہمی منازعات و مقدمات کے فیصلہ میں آئمہ گواہوں کے مطابق فیصلہ دینا کیونکہ حاکم اور قاضی جس کی عدالت میں مقدمہ دائر ہے اس پر اس کا فیصلہ دینا واجب و ضروری ہے اور اس خاص معاملے کے لئے کوئی نص

1 بارہ: ۲۶، سورة الحجرات، الآية: ۱۲، تفسیر عثمانی، ص: ۶۸۶، 2 الصحیح للامام مسلم، کتاب صفۃ الجنة و نعیسہا، باب الامر بحسن الظن باللہ، ص: ۱۱۷۶، رقم: ۷۲۲۹۔
3 مشکاة المصابیح، ج: ۲، ص: ۱۰۰۔

قرآن وحدیث میں موجود نہیں تو ثقہ آدمیوں کی گواہی پر عمل کرنا اس کے لئے واجب ہے۔ اگر چہ احتمال وہاں بھی ہے کہ شاید کسی ثقہ آدمی نے اس وقت جھوٹ بولا ہو اس لئے اس کا سچا ہونا صرف ظن غالب ہے اور اسی پر عمل واجب ہے۔ اسی طرح جہاں سمت قبلہ معلوم نہ ہو اور کوئی ایسا آدمی بھی نہ ہو جس سے معلوم کر سکیں وہاں اپنے ظن غالب پر عمل ضروری ہے۔ اسی طرح کسی شخص پر کسی چیز کا ضمان دینا واجب ہو تو اس ضائع شدہ چیز کی قیمت میں ظن غالب ہی پر عمل کرنا واجب ہوگا اور ظن مباح ایسا ہے جیسے نماز کی رکعتوں میں شک ہو جانے کہ تین پر تھی ہیں یا چار تو اس وقت اپنے ظن غالب پر عمل کرنا جائز ہے اور اگر وہاں ظن غالب کو چھوڑ کر عمل یقینی پر عمل کرے یعنی تین رکعت قرار دے کر چوتھی پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے اور ظن مستحب و مندوب یہ ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ نیک گمان رکھے کیونکہ اس پر ثواب ملتا ہے۔

تجسس..... دوسری چیز تجسس ہے یعنی کسی کے عیب کی تلاش اور سراغ لگانا، یہ ناجائز ہے۔ ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، فرمایا: ”مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب کی تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب کی تلاش اللہ تعالیٰ خود کرے اس کو اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتا ہے۔“

بیان القرآن میں ہے کہ چھپ کر کسی کی باتیں سننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سننا بھی تجسس میں داخل ہے۔ البتہ اگر کسی سے تکلیف پہنچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی دوسرے مسلمان کی حفاظت کی غرض سے تکلیف پہنچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے۔ غیبت..... تیسری چیز غیبت ہے یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سن کر تکلیف محسوس کرتا اگرچہ وہ سچی بات ہو۔ اس آیت مقدسہ میں ظن، تجسس اور غیبت تین چیزوں کی حرمت کا بیان ہے۔ مگر غیبت کی حرمت کا زیادہ اہتمام فرمایا کہ اس کو کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس کی حرمت اور خست و دنائیت کو واضح فرمایا۔

غیبت سے بچنے کے متعلق ہدایات اور سننیتیں

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے کسی بد دین منافق کے شر سے کسی بندہ مومن کی حمایت کی مثلاً کسی شریر بد دین نے کسی مومن مسلمان پر کوئی الزام لگایا یا اس کو برا بھلا کہا اور کسی باتوفاق مسلمان نے اس کی مدافعت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک فرشتہ

مقرر فرمائیں کہ جو اس کے جسم کو آتش دوزخ سے بچانے کا اور جس نے کسی مسلمان کو بدنام کرنے اور اس کو اوڑھوں کی نظروں سے گرانے کے لئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر قید کر دیں گے اس وقت تک کہ لئے کہ وہ اپنے الزام کی گندگی سے پاک ہو جائے۔¹

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میں کسی شخص کی نقل اتاروں اگرچہ میرے لئے ایسا اور ایسا ہی کیوں نہ ہو (یعنی اگر کوئی مجھے بے حساب مال و زر بھی دے تو بھی میں کسی کی نقل اتارنا گوارا نہ کروں)۔ کسی کی نقل اتارنا خواہ قوی ہو یا فعلی جیسے کسی لنگڑے کی چال بنا کر چلنا جس سے اس کی تحقیر ہوتی ہو حرام اور غیبت محرمہ میں داخل ہے۔²

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اگر اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت سنے تو وہ اپنے نائب بھائی کی طرف سے مدافعت کرے۔ لیکن اگر اس کی مدافعت پر قدرت نہ ہو تو کم از کم اس کے سننے سے پرہیز کرے کیونکہ غیبت کا قصد اسنا بھی ایسا ہی ہے جیسے کہ خود غیبت کرنا۔³

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک شخص زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی۔ اس سے بھی معاف کرنا نا ضروری ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس میں حق تعالیٰ کی بھی نافرمانی ہے اور حق العبد بھی ضائع ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے بھی توبہ کرنا چاہیے اور جس کی غیبت کی گئی ہو اس سے بھی معاف کرنا ضروری ہے۔

بعض صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ غیبت کی خیر جب تک صاحب غیبت کو نہ پہنچے اس وقت تک وہ حق العبد نہیں ہوتی اس لئے اس سے معافی کی ضرورت نہیں۔ مگر جس شخص کے سامنے غیبت کی گئی اس کے سامنے اپنی تکذیب یا اپنے گناہ کا اقرار کرنا ضروری ہے۔

اگر وہ شخص جس کی غیبت کی گئی وہ مر گیا اور اس کا اتہ پتہ نہیں تو اس کا کفار دیہ ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء مغفرت کرے اور یوں کہے اللہم اغفر لنا

1 ابو داؤد، کتاب الاداب باب الشفقة والرحمة علی الخلق، ج: ۲، ص: ۲۱۵، رقم: ۴۹۸۶

2 ابو داؤد، کتاب الاداب باب الشفقة، ج: ۲، ص: ۲۱۵، رقم: ۴۹۸۷، 3 ابو داؤد، کتاب

الاداب باب العیة، ج: ۲، ص: ۱۹۸، رقم: ۵۰۸۷

ولہ... یا اللہ ہمارے اور اس کے گناہوں کو معاف فرما۔

بچے، مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ ان کو ایذا دینا بھی حرام ہے اور کافر حربی اگرچہ ان کو ایذا دینا حرام نہیں مگر وقت ضائع کرنے کی وجہ سے غیبت مکروہ ہے۔

بعض روایات سے ثابت ہے کہ آیت میں جو غیبت کی عام حرمت کا حکم ہے اس سے بعض حالات مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً کوئی شرعی صورت لاحق ہو جیسے کسی ظالم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرنا جو اس کے ظلم کو دفع کر سکے (یا حکومت کو اطلاع کرنا) یا کسی کی اولاد بیوی کی شکایت اس کے باپ اور شوہر سے کرنا جو ان کی اصلاح کر سکے۔ نکاح کے مشورے کے وقت کسی کا نسب یا صحیح حال بیان کرنا یا کوئی مسلمان کسی سے امانت و شرکت وغیرہ کا کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہے تو اس مسلمان کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے اس شخص کا اصل حال بیان کرنا یا کسی واقعہ کے متعلق فتویٰ حاصل کرنے کے لئے صورت واقعہ کا اظہار کرنا یا کسی معاملے کے متعلق مشورہ لینے کے لئے اس کا حال ذکر کرنا وغیرہ۔ ان سب میں امر ضروری یہ ہے کہ کسی کی برائی اور عیب ذکر کرنے سے اس کی تحقیر مقصود نہ ہو بلکہ کسی ضرورت و اصلاح اور مجبوری سے ذکر حقیقت حال بیان کی گئی ہو تو جائز ہے۔^۱

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



ہنسی اور مزاح کے متعلق ہدایات اور سنتیں



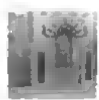
عن عائشة قالت ما رأيت النبي صلى الله عليه وسلم مستجمعاً ضاحكاً حتى أرى منه لهواته انما كان يتبسّم ترجمہ..... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ کھل گیا ہو اور) مجھے آپ (کے تالویا حلق کا) کو نظر آیا ہو بلکہ (اکثر و بیشتر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا مسکرانے کی حد تک رہتا تھا۔¹ سنن ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھی ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (لیکن اس خوش طبعی میں بھی) میں سچی بات کہتا ہوں۔²

ہنسی و مذاق مستحب ہے

ہنسی اور مذاق جس میں کسی کی دل شکنی اور ایذا رسانی کا پہلو نہ ہو بلکہ مخاطب کی دلچسپی و خوش وقتی اور آپس میں محبت و موانست کے جذبات کو مستحکم کرنا ہو تو یہ چیز سنت مستحبہ ہے۔ بعض لوگ سنجیدہ اور متین بنتے ہیں تو اتنے کہ خوش طبعی اور ظرافت ان سے کوسوں دور رہتی ہے اور بعض خوش طبع بنتے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب و اخلاق ان سے کوسوں دور بھاگ جاتی ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور عمل سے ایک خاص معیار ہمیں اپنے سامنے رکھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف نبی مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے احترام رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وعظ و تلقین میں مسرور و رہتے تھے تو دوسری طرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایک بے تکلف دوست اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی اور ظرافت کی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان مبارک

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الادب، باب التسم والضحک، ص: ۵۱۲، رقم:

۲ ۱۰۹۲ مشکاة المصابیح، کتاب الادب، باب السلام، ج: ۳، ص: ۵۹.



سے سن لیجئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مذاق فرماتے ہیں؟ یعنی خوش طبعی فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مگر میں اس خوش طبعی میں بھی سچی بات کہتا ہوں۔ اس کے مقابلہ میں ہمارا آج کل کا مذاق وہ ہے جس میں جھوٹ، غیبت، بہتان، طعن و تشنیع اور بے حد مبالغوں سے کام لیا گیا ہو۔

مزاح اور مسخرہ پن میں فرق

یہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ عربی میں لفظ مزاح کا اطلاق اس خوش طبعی اور مذاق پر ہوتا ہے جس میں کسی کی دل شکنی اور ایذا کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ اس کے برعکس جس خوش طبعی اور مذاق کا تعلق دل شکنی اور ایذا رسانی سے ہو اس کو مسخرہ پن کہتے ہیں اور یہ مسخرہ پن ناجائز ہے۔ علماء کرام لکھتے ہیں کہ وہ مزاح اور ظرافت ممنوع ہے جس میں حد سے تجاوز کیا جائے اور اسی کو عادت بنا لیا جائے، کیونکہ ہر وقت مزاح و ظرافت میں مبتلا رہنا بہت زیادہ بنسنے اور قہقہہ لگانے کا باعث ہوتا ہے اور یہ قلب و ذہن کو قساوت اور بے حسی میں مبتلا کر دیتا ہے اور ذکر الہی سے غافل کر دیتا ہے۔ نیز مہمات دین میں غور و فکر اور پیش قدمی سے باز رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی شخصیت بری طرح متاثر اور مجروح ہوتی ہے۔ اس کا کوئی دبدبہ قائم رہتا ہے اور نہ اس کی عظمت اور وقار باقی رہتا ہے۔ اس کے برخلاف جو مزاح و ظرافت حد کے اندر اور کبھی کبھار ہو تو وہ صرف مباح ہے بلکہ صحت، مزاج اور نشاط کی علامت ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مزاح و ظرافت کو اختیار فرماتے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد مخاطب کی دل بستگی و خوش وقتی اور محبت و موانست کے جذبات پیدا کرنا ہوتا تھا۔¹

ہنسی مزاح کے متعلق ہدایات اور سنتیں

حضرت عبداللہ بن حارث بن جز، رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی اور شخص کو مسکراتے نہیں دیکھا۔²

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھ کو منع نہیں فرمایا اور جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے مسکرا دیتے۔³

1 مشکاة المصابیح، کتاب الاداب، باب السلام، ج: ۳، ص: ۵۹، ۱۰، رقم: ۴۸۸۵، ۴۸۸۶، ۴۸۸۷، ۴۸۸۸، ۴۸۸۹، ۴۸۹۰، ۴۸۹۱، ۴۸۹۲، ۴۸۹۳، ۴۸۹۴، ۴۸۹۵، ۴۸۹۶، ۴۸۹۷، ۴۸۹۸، ۴۸۹۹، ۴۹۰۰، ۴۹۰۱، ۴۹۰۲، ۴۹۰۳، ۴۹۰۴، ۴۹۰۵، ۴۹۰۶، ۴۹۰۷، ۴۹۰۸، ۴۹۰۹، ۴۹۱۰، ۴۹۱۱، ۴۹۱۲، ۴۹۱۳، ۴۹۱۴، ۴۹۱۵، ۴۹۱۶، ۴۹۱۷، ۴۹۱۸، ۴۹۱۹، ۴۹۲۰، ۴۹۲۱، ۴۹۲۲، ۴۹۲۳، ۴۹۲۴، ۴۹۲۵، ۴۹۲۶، ۴۹۲۷، ۴۹۲۸، ۴۹۲۹، ۴۹۳۰، ۴۹۳۱، ۴۹۳۲، ۴۹۳۳، ۴۹۳۴، ۴۹۳۵، ۴۹۳۶، ۴۹۳۷، ۴۹۳۸، ۴۹۳۹، ۴۹۴۰، ۴۹۴۱، ۴۹۴۲، ۴۹۴۳، ۴۹۴۴، ۴۹۴۵، ۴۹۴۶، ۴۹۴۷، ۴۹۴۸، ۴۹۴۹، ۴۹۵۰، ۴۹۵۱، ۴۹۵۲، ۴۹۵۳، ۴۹۵۴، ۴۹۵۵، ۴۹۵۶، ۴۹۵۷، ۴۹۵۸، ۴۹۵۹، ۴۹۶۰، ۴۹۶۱، ۴۹۶۲، ۴۹۶۳، ۴۹۶۴، ۴۹۶۵، ۴۹۶۶، ۴۹۶۷، ۴۹۶۸، ۴۹۶۹، ۴۹۷۰، ۴۹۷۱، ۴۹۷۲، ۴۹۷۳، ۴۹۷۴، ۴۹۷۵، ۴۹۷۶، ۴۹۷۷، ۴۹۷۸، ۴۹۷۹، ۴۹۸۰، ۴۹۸۱، ۴۹۸۲، ۴۹۸۳، ۴۹۸۴، ۴۹۸۵، ۴۹۸۶، ۴۹۸۷، ۴۹۸۸، ۴۹۸۹، ۴۹۹۰، ۴۹۹۱، ۴۹۹۲، ۴۹۹۳، ۴۹۹۴، ۴۹۹۵، ۴۹۹۶، ۴۹۹۷، ۴۹۹۸، ۴۹۹۹، ۵۰۰۰، ۵۰۰۱، ۵۰۰۲، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴، ۵۰۰۵، ۵۰۰۶، ۵۰۰۷، ۵۰۰۸، ۵۰۰۹، ۵۰۱۰، ۵۰۱۱، ۵۰۱۲، ۵۰۱۳، ۵۰۱۴، ۵۰۱۵، ۵۰۱۶، ۵۰۱۷، ۵۰۱۸، ۵۰۱۹، ۵۰۲۰، ۵۰۲۱، ۵۰۲۲، ۵۰۲۳، ۵۰۲۴، ۵۰۲۵، ۵۰۲۶، ۵۰۲۷، ۵۰۲۸، ۵۰۲۹، ۵۰۳۰، ۵۰۳۱، ۵۰۳۲، ۵۰۳۳، ۵۰۳۴، ۵۰۳۵، ۵۰۳۶، ۵۰۳۷، ۵۰۳۸، ۵۰۳۹، ۵۰۴۰، ۵۰۴۱، ۵۰۴۲، ۵۰۴۳، ۵۰۴۴، ۵۰۴۵، ۵۰۴۶، ۵۰۴۷، ۵۰۴۸، ۵۰۴۹، ۵۰۵۰، ۵۰۵۱، ۵۰۵۲، ۵۰۵۳، ۵۰۵۴، ۵۰۵۵، ۵۰۵۶، ۵۰۵۷، ۵۰۵۸، ۵۰۵۹، ۵۰۶۰، ۵۰۶۱، ۵۰۶۲، ۵۰۶۳، ۵۰۶۴، ۵۰۶۵، ۵۰۶۶، ۵۰۶۷، ۵۰۶۸، ۵۰۶۹، ۵۰۷۰، ۵۰۷۱، ۵۰۷۲، ۵۰۷۳، ۵۰۷۴، ۵۰۷۵، ۵۰۷۶، ۵۰۷۷، ۵۰۷۸، ۵۰۷۹، ۵۰۸۰، ۵۰۸۱، ۵۰۸۲، ۵۰۸۳، ۵۰۸۴، ۵۰۸۵، ۵۰۸۶، ۵۰۸۷، ۵۰۸۸، ۵۰۸۹، ۵۰۹۰، ۵۰۹۱، ۵۰۹۲، ۵۰۹۳، ۵۰۹۴، ۵۰۹۵، ۵۰۹۶، ۵۰۹۷، ۵۰۹۸، ۵۰۹۹، ۵۱۰۰، ۵۱۰۱، ۵۱۰۲، ۵۱۰۳، ۵۱۰۴، ۵۱۰۵، ۵۱۰۶، ۵۱۰۷، ۵۱۰۸، ۵۱۰۹، ۵۱۱۰، ۵۱۱۱، ۵۱۱۲، ۵۱۱۳، ۵۱۱۴، ۵۱۱۵، ۵۱۱۶، ۵۱۱۷، ۵۱۱۸، ۵۱۱۹، ۵۱۲۰، ۵۱۲۱، ۵۱۲۲، ۵۱۲۳، ۵۱۲۴، ۵۱۲۵، ۵۱۲۶، ۵۱۲۷، ۵۱۲۸، ۵۱۲۹، ۵۱۳۰، ۵۱۳۱، ۵۱۳۲، ۵۱۳۳، ۵۱۳۴، ۵۱۳۵، ۵۱۳۶، ۵۱۳۷، ۵۱۳۸، ۵۱۳۹، ۵۱۴۰، ۵۱۴۱، ۵۱۴۲، ۵۱۴۳، ۵۱۴۴، ۵۱۴۵، ۵۱۴۶، ۵۱۴۷، ۵۱۴۸، ۵۱۴۹، ۵۱۵۰، ۵۱۵۱، ۵۱۵۲، ۵۱۵۳، ۵۱۵۴، ۵۱۵۵، ۵۱۵۶، ۵۱۵۷، ۵۱۵۸، ۵۱۵۹، ۵۱۶۰، ۵۱۶۱، ۵۱۶۲، ۵۱۶۳، ۵۱۶۴، ۵۱۶۵، ۵۱۶۶، ۵۱۶۷، ۵۱۶۸، ۵۱۶۹، ۵۱۷۰، ۵۱۷۱، ۵۱۷۲، ۵۱۷۳، ۵۱۷۴، ۵۱۷۵، ۵۱۷۶، ۵۱۷۷، ۵۱۷۸، ۵۱۷۹، ۵۱۸۰، ۵۱۸۱، ۵۱۸۲، ۵۱۸۳، ۵۱۸۴، ۵۱۸۵، ۵۱۸۶، ۵۱۸۷، ۵۱۸۸، ۵۱۸۹، ۵۱۹۰، ۵۱۹۱، ۵۱۹۲، ۵۱۹۳، ۵۱۹۴، ۵۱۹۵، ۵۱۹۶، ۵۱۹۷، ۵۱۹۸، ۵۱۹۹، ۵۲۰۰، ۵۲۰۱، ۵۲۰۲، ۵۲۰۳، ۵۲۰۴، ۵۲۰۵، ۵۲۰۶، ۵۲۰۷، ۵۲۰۸، ۵۲۰۹، ۵۲۱۰، ۵۲۱۱، ۵۲۱۲، ۵۲۱۳، ۵۲۱۴، ۵۲۱۵، ۵۲۱۶، ۵۲۱۷، ۵۲۱۸، ۵۲۱۹، ۵۲۲۰، ۵۲۲۱، ۵۲۲۲، ۵۲۲۳، ۵۲۲۴، ۵۲۲۵، ۵۲۲۶، ۵۲۲۷، ۵۲۲۸، ۵۲۲۹، ۵۲۳۰، ۵۲۳۱، ۵۲۳۲، ۵۲۳۳، ۵۲۳۴، ۵۲۳۵، ۵۲۳۶، ۵۲۳۷، ۵۲۳۸، ۵۲۳۹، ۵۲۴۰، ۵۲۴۱، ۵۲۴۲، ۵۲۴۳، ۵۲۴۴، ۵۲۴۵، ۵۲۴۶، ۵۲۴۷، ۵۲۴۸، ۵۲۴۹، ۵۲۵۰، ۵۲۵۱، ۵۲۵۲، ۵۲۵۳، ۵۲۵۴، ۵۲۵۵، ۵۲۵۶، ۵۲۵۷، ۵۲۵۸، ۵۲۵۹، ۵۲۶۰، ۵۲۶۱، ۵۲۶۲، ۵۲۶۳، ۵۲۶۴، ۵۲۶۵، ۵۲۶۶، ۵۲۶۷، ۵۲۶۸، ۵۲۶۹، ۵۲۷۰، ۵۲۷۱، ۵۲۷۲، ۵۲۷۳، ۵۲۷۴، ۵۲۷۵، ۵۲۷۶، ۵۲۷۷، ۵۲۷۸، ۵۲۷۹، ۵۲۸۰، ۵۲۸۱، ۵۲۸۲، ۵۲۸۳، ۵۲۸۴، ۵۲۸۵، ۵۲۸۶، ۵۲۸۷، ۵۲۸۸، ۵۲۸۹، ۵۲۹۰، ۵۲۹۱، ۵۲۹۲، ۵۲۹۳، ۵۲۹۴، ۵۲۹۵، ۵۲۹۶، ۵۲۹۷، ۵۲۹۸، ۵۲۹۹، ۵۳۰۰، ۵۳۰۱، ۵۳۰۲، ۵۳۰۳، ۵۳۰۴، ۵۳۰۵، ۵۳۰۶، ۵۳۰۷، ۵۳۰۸، ۵۳۰۹، ۵۳۱۰، ۵۳۱۱، ۵۳۱۲، ۵۳۱۳، ۵۳۱۴، ۵۳۱۵، ۵۳۱۶، ۵۳۱۷، ۵۳۱۸، ۵۳۱۹، ۵۳۲۰، ۵۳۲۱، ۵۳۲۲، ۵۳۲۳، ۵۳۲۴، ۵۳۲۵، ۵۳۲۶، ۵۳۲۷، ۵۳۲۸، ۵۳۲۹، ۵۳۳۰، ۵۳۳۱، ۵۳۳۲، ۵۳۳۳، ۵۳۳۴، ۵۳۳۵، ۵۳۳۶، ۵۳۳۷، ۵۳۳۸، ۵۳۳۹، ۵۳۴۰، ۵۳۴۱، ۵۳۴۲، ۵۳۴۳، ۵۳۴۴، ۵۳۴۵، ۵۳۴۶، ۵۳۴۷، ۵۳۴۸، ۵۳۴۹، ۵۳۵۰، ۵۳۵۱، ۵۳۵۲، ۵۳۵۳، ۵۳۵۴، ۵۳۵۵، ۵۳۵۶، ۵۳۵۷، ۵۳۵۸، ۵۳۵۹، ۵۳۶۰، ۵۳۶۱، ۵۳۶۲، ۵۳۶۳، ۵۳۶۴، ۵۳۶۵، ۵۳۶۶، ۵۳۶۷، ۵۳۶۸، ۵۳۶۹، ۵۳۷۰، ۵۳۷۱، ۵۳۷۲، ۵۳۷۳، ۵۳۷۴، ۵۳۷۵، ۵۳۷۶، ۵۳۷۷، ۵۳۷۸، ۵۳۷۹، ۵۳۸۰، ۵۳۸۱، ۵۳۸۲، ۵۳۸۳، ۵۳۸۴، ۵۳۸۵، ۵۳۸۶، ۵۳۸۷، ۵۳۸۸، ۵۳۸۹، ۵۳۹۰، ۵۳۹۱، ۵۳۹۲، ۵۳۹۳، ۵۳۹۴، ۵۳۹۵، ۵۳۹۶، ۵۳۹۷، ۵۳۹۸، ۵۳۹۹، ۵۴۰۰، ۵۴۰۱، ۵۴۰۲، ۵۴۰۳، ۵۴۰۴، ۵۴۰۵، ۵۴۰۶، ۵۴۰۷، ۵۴۰۸، ۵۴۰۹، ۵۴۱۰، ۵۴۱۱، ۵۴۱۲، ۵۴۱۳، ۵۴۱۴، ۵۴۱۵، ۵۴۱۶، ۵۴۱۷، ۵۴۱۸، ۵۴۱۹، ۵۴۲۰، ۵۴۲۱، ۵۴۲۲، ۵۴۲۳، ۵۴۲۴، ۵۴۲۵، ۵۴۲۶، ۵۴۲۷، ۵۴۲۸، ۵۴۲۹، ۵۴۳۰، ۵۴۳۱، ۵۴۳۲، ۵۴۳۳، ۵۴۳۴، ۵۴۳۵، ۵۴۳۶، ۵۴۳۷، ۵۴۳۸، ۵۴۳۹، ۵۴۴۰، ۵۴۴۱، ۵۴۴۲، ۵۴۴۳، ۵۴۴۴، ۵۴۴۵، ۵۴۴۶، ۵۴۴۷، ۵۴۴۸، ۵۴۴۹، ۵۴۵۰، ۵۴۵۱، ۵۴۵۲، ۵۴۵۳، ۵۴۵۴، ۵۴۵۵، ۵۴۵۶، ۵۴۵۷، ۵۴۵۸، ۵۴۵۹، ۵۴۶۰، ۵۴۶۱، ۵۴۶۲، ۵۴۶۳، ۵۴۶۴، ۵۴۶۵، ۵۴۶۶، ۵۴۶۷، ۵۴۶۸، ۵۴۶۹، ۵۴۷۰، ۵۴۷۱، ۵۴۷۲، ۵۴۷۳، ۵۴۷۴، ۵۴۷۵، ۵۴۷۶، ۵۴۷۷، ۵۴۷۸، ۵۴۷۹، ۵۴۸۰، ۵۴۸۱، ۵۴۸۲، ۵۴۸۳، ۵۴۸۴، ۵۴۸۵، ۵۴۸۶، ۵۴۸۷، ۵۴۸۸، ۵۴۸۹، ۵۴۹۰، ۵۴۹۱، ۵۴۹۲، ۵۴۹۳، ۵۴۹۴، ۵۴۹۵، ۵۴۹۶، ۵۴۹۷، ۵۴۹۸، ۵۴۹۹، ۵۵۰۰، ۵۵۰۱، ۵۵۰۲، ۵۵۰۳، ۵۵۰۴، ۵۵۰۵، ۵۵۰۶، ۵۵۰۷، ۵۵۰۸، ۵۵۰۹، ۵۵۱۰، ۵۵۱۱، ۵۵۱۲، ۵۵۱۳، ۵۵۱۴، ۵۵۱۵، ۵۵۱۶، ۵۵۱۷، ۵۵۱۸، ۵۵۱۹، ۵۵۲۰، ۵۵۲۱، ۵۵۲۲، ۵۵۲۳، ۵۵۲۴، ۵۵۲۵، ۵۵۲۶، ۵۵۲۷، ۵۵۲۸، ۵۵۲۹، ۵۵۳۰، ۵۵۳۱، ۵۵۳۲، ۵۵۳۳، ۵۵۳۴، ۵۵۳۵، ۵۵۳۶، ۵۵۳۷، ۵۵۳۸، ۵۵۳۹، ۵۵۴۰، ۵۵۴۱، ۵۵۴۲، ۵۵۴۳، ۵۵۴۴، ۵۵۴۵، ۵۵۴۶، ۵۵۴۷، ۵۵۴۸، ۵۵۴۹، ۵۵۵۰، ۵۵۵۱، ۵۵۵۲، ۵۵۵۳، ۵۵۵۴، ۵۵۵۵، ۵۵۵۶، ۵۵۵۷، ۵۵۵۸، ۵۵۵۹، ۵۵۶۰، ۵۵۶۱، ۵۵۶۲، ۵۵۶۳، ۵۵۶۴، ۵۵۶۵، ۵۵۶۶، ۵۵۶۷، ۵۵۶۸، ۵۵۶۹، ۵۵۷۰، ۵۵۷۱، ۵۵۷۲، ۵۵۷۳، ۵۵۷۴، ۵۵۷۵، ۵۵۷۶، ۵۵۷۷، ۵۵۷۸، ۵۵۷۹، ۵۵۸۰، ۵۵۸۱، ۵۵۸۲، ۵۵۸۳، ۵۵۸۴، ۵۵۸۵، ۵۵۸۶، ۵۵۸۷، ۵۵۸۸، ۵۵۸۹، ۵۵۹۰، ۵۵۹۱، ۵۵۹۲، ۵۵۹۳، ۵۵۹۴، ۵۵۹۵، ۵۵۹۶، ۵۵۹۷، ۵۵۹۸، ۵۵۹۹، ۵۶۰۰، ۵۶۰۱، ۵۶۰۲، ۵۶۰۳، ۵۶۰۴، ۵۶۰۵، ۵۶۰۶، ۵۶۰۷، ۵۶۰۸، ۵۶۰۹، ۵۶۱۰، ۵۶۱۱، ۵۶۱۲، ۵۶۱۳، ۵۶۱۴، ۵۶۱۵، ۵۶۱۶، ۵۶۱۷، ۵۶۱۸، ۵۶۱۹، ۵۶۲۰، ۵۶۲۱، ۵۶۲۲، ۵۶۲۳، ۵۶۲۴، ۵۶۲۵، ۵۶۲۶، ۵۶۲۷، ۵۶۲۸، ۵۶۲۹، ۵۶۳۰، ۵۶۳۱، ۵۶۳۲، ۵۶۳۳، ۵۶۳۴، ۵۶۳۵، ۵۶۳۶، ۵۶۳۷، ۵۶۳۸، ۵۶۳۹، ۵۶۴۰، ۵۶۴۱، ۵۶۴۲، ۵۶۴۳، ۵۶۴۴، ۵۶۴۵، ۵۶۴۶، ۵۶۴۷، ۵۶۴۸، ۵۶۴۹، ۵۶۵۰، ۵۶۵۱، ۵۶۵۲، ۵۶۵۳، ۵۶۵۴، ۵۶۵۵، ۵۶۵۶، ۵۶۵۷، ۵۶۵۸، ۵۶۵۹، ۵۶۶۰، ۵۶۶۱، ۵۶۶۲، ۵۶۶۳، ۵۶۶۴، ۵۶۶۵، ۵۶۶۶، ۵۶۶۷، ۵۶۶۸، ۵۶۶۹، ۵۶۷۰، ۵۶۷۱، ۵۶۷۲، ۵۶۷۳، ۵۶۷۴، ۵۶۷۵، ۵۶۷۶، ۵۶۷۷، ۵۶۷۸، ۵۶۷۹، ۵۶۸۰، ۵۶۸۱، ۵۶۸۲، ۵۶۸۳، ۵۶۸۴، ۵۶۸۵، ۵۶۸۶، ۵۶۸۷، ۵۶۸۸، ۵۶۸۹، ۵۶۹۰، ۵۶۹۱، ۵۶۹۲، ۵۶۹۳، ۵۶۹۴، ۵۶۹۵، ۵۶۹۶، ۵۶۹۷، ۵۶۹۸، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱، ۵۷۰۲، ۵۷۰۳، ۵۷۰۴، ۵۷۰۵، ۵۷۰۶، ۵۷۰۷، ۵۷۰۸، ۵۷۰۹، ۵۷۱۰، ۵۷۱۱، ۵۷۱۲، ۵۷۱۳، ۵۷۱۴، ۵۷۱۵، ۵۷۱۶، ۵۷۱۷، ۵۷۱۸، ۵۷۱۹، ۵۷۲۰، ۵۷۲۱، ۵۷۲۲، ۵۷۲۳، ۵۷۲۴، ۵۷۲۵، ۵۷۲۶، ۵۷۲۷، ۵۷۲۸، ۵۷۲۹، ۵۷۳۰، ۵۷۳۱، ۵۷۳۲، ۵۷۳۳، ۵۷۳۴، ۵۷۳۵، ۵۷۳۶، ۵۷۳۷، ۵۷۳۸، ۵۷۳۹، ۵۷۴۰، ۵۷۴۱، ۵۷۴۲، ۵۷۴۳، ۵۷۴۴، ۵۷۴۵، ۵۷۴۶، ۵۷۴۷، ۵۷۴۸، ۵۷۴۹، ۵۷۵۰، ۵۷۵۱، ۵۷۵۲، ۵۷۵۳، ۵۷۵۴، ۵۷۵۵، ۵۷۵۶، ۵۷۵۷، ۵۷۵۸، ۵۷۵۹، ۵۷۶۰، ۵۷۶۱، ۵۷۶۲، ۵۷۶۳، ۵۷۶۴، ۵۷۶۵، ۵۷۶۶، ۵۷۶۷، ۵۷۶۸، ۵۷۶۹، ۵۷۷۰، ۵۷۷۱، ۵۷۷۲، ۵۷۷۳، ۵۷۷۴، ۵۷۷۵، ۵۷۷۶، ۵۷۷۷، ۵۷۷۸، ۵۷۷۹، ۵۷۸۰، ۵۷۸۱، ۵۷۸۲، ۵۷۸۳، ۵۷۸۴، ۵۷۸۵، ۵۷۸۶، ۵۷۸۷، ۵۷۸۸، ۵۷۸۹، ۵۷۹۰، ۵۷۹۱، ۵۷۹۲، ۵۷۹۳، ۵۷۹۴، ۵۷۹۵، ۵۷۹۶، ۵۷۹۷، ۵۷۹۸، ۵۷۹۹، ۵۸۰۰، ۵۸۰۱، ۵۸۰۲، ۵۸۰۳، ۵۸۰۴، ۵۸۰۵، ۵۸۰۶، ۵۸۰۷، ۵۸۰۸، ۵۸۰۹، ۵۸۱۰، ۵۸۱۱، ۵۸۱۲، ۵۸۱۳، ۵۸۱۴، ۵۸۱۵، ۵۸۱۶، ۵۸۱۷، ۵۸۱۸، ۵۸۱۹، ۵۸۲۰، ۵۸۲۱، ۵۸۲۲، ۵۸۲۳، ۵۸۲۴، ۵۸۲۵، ۵۸۲۶، ۵۸۲۷، ۵۸۲۸، ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۱، ۵۸۳۲، ۵۸۳۳، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵، ۵۸۳۶، ۵۸۳۷، ۵۸۳۸، ۵۸۳۹، ۵۸۴۰، ۵۸۴۱، ۵۸۴۲، ۵۸۴۳، ۵۸۴۴، ۵۸۴۵، ۵۸۴۶، ۵۸۴۷، ۵۸۴۸، ۵۸۴۹، ۵۸۵۰، ۵۸۵۱، ۵۸۵۲، ۵۸۵۳، ۵۸۵۴، ۵۸۵۵، ۵۸۵۶، ۵۸۵۷، ۵۸۵۸، ۵۸۵۹، ۵۸۶۰، ۵۸۶۱، ۵۸۶۲، ۵۸۶۳، ۵۸۶۴، ۵۸۶۵، ۵۸۶۶، ۵۸۶۷، ۵۸۶۸، ۵۸۶۹، ۵۸۷۰، ۵۸۷۱، ۵۸۷۲، ۵۸۷۳، ۵۸۷۴، ۵۸۷۵، ۵۸۷۶، ۵۸۷۷، ۵۸۷۸، ۵۸۷۹، ۵۸۸۰، ۵۸۸۱، ۵۸۸۲، ۵۸۸۳، ۵۸۸۴، ۵۸۸۵، ۵۸۸۶، ۵۸۸۷، ۵۸۸۸، ۵۸۸۹، ۵۸۹۰، ۵۸۹۱، ۵۸۹۲، ۵۸۹۳، ۵۸۹۴، ۵۸۹۵، ۵۸۹۶، ۵۸۹۷، ۵۸۹۸، ۵۸۹۹، ۵۹۰۰، ۵۹۰۱، ۵۹۰۲، ۵۹۰۳، ۵۹۰۴، ۵۹۰۵، ۵۹۰۶، ۵۹۰۷، ۵۹۰۸، ۵۹۰۹، ۵۹۱۰، ۵۹۱۱، ۵۹۱۲، ۵۹۱۳، ۵۹۱۴، ۵۹۱۵، ۵۹۱۶، ۵۹۱۷، ۵۹۱۸، ۵۹۱۹، ۵۹۲۰، ۵۹۲۱، ۵۹۲۲، ۵۹۲۳، ۵۹۲۴، ۵۹۲۵، ۵۹۲۶، ۵۹۲۷، ۵۹۲۸، ۵۹۲۹، ۵۹۳۰، ۵۹۳۱، ۵۹۳۲، ۵۹۳۳، ۵۹۳۴، ۵۹۳۵، ۵۹۳۶، ۵۹۳۷، ۵۹۳۸، ۵۹۳۹، ۵۹۴۰، ۵۹۴۱، ۵۹۴۲، ۵۹۴۳، ۵۹۴۴، ۵۹۴۵، ۵۹۴۶، ۵۹۴۷، ۵۹۴۸، ۵۹۴۹، ۵۹۵۰، ۵۹۵۱، ۵۹۵۲، ۵۹۵۳، ۵۹۵۴، ۵۹۵۵، ۵۹۵۶، ۵۹۵۷، ۵۹۵۸، ۵۹۵۹، ۵۹۶۰، ۵۹۶۱، ۵۹۶۲، ۵۹۶۳، ۵۹۶۴، ۵۹۶۵، ۵۹۶۶، ۵۹۶۷، ۵۹۶۸، ۵۹۶۹، ۵۹۷۰، ۵۹۷۱، ۵۹۷۲، ۵۹۷۳، ۵۹۷۴، ۵۹۷۵، ۵۹۷۶، ۵۹۷۷، ۵۹۷۸، ۵۹۷۹، ۵۹۸۰، ۵۹۸۱، ۵۹۸۲، ۵۹۸۳، ۵۹۸۴، ۵۹۸۵، ۵۹۸۶، ۵۹۸۷، ۵۹۸۸، ۵۹۸۹، ۵۹۹۰، ۵۹۹۱، ۵۹۹۲، ۵۹۹۳، ۵۹۹۴، ۵۹۹۵، ۵۹۹۶، ۵۹۹۷، ۵۹۹۸، ۵۹۹۹، ۶۰۰۰، ۶۰۰۱، ۶۰۰۲، ۶۰۰۳، ۶۰۰۴، ۶۰۰۵، ۶۰۰۶، ۶

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہنسا کرتے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں۔ حالانکہ ان کے دلوں میں پہاڑ سے بڑا ایمان تھا۔ جن کے ایمان کی پختگی و رفعت کا قرآن مجید میں کئی مقام پر ذکر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی تصدیق و تعریف بیان فرمائی۔ حضرت بلال بن سعید تابعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس حال میں بھی پایا ہے کہ وہ (دن میں تیر اندازی کی مشق کے وقت) تیر کے نشانوں کے درمیان دوڑا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی باتوں پر ہنسا کرتے تھے۔ مگر جب رات آتی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے ہو جاتے۔ (شرح السنہ مشکوٰۃ) ان تینوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ بہت زیادہ کھل کھلا کر ہنسا قبضہ لگانا دل کو غافل کر دیتا ہے اور نور ایمان میں خلل ڈالتا ہے (ہاں کبھی اتفاق ہو تو وہ دوسری بات ہے) البتہ مسکرا نے کی حد تک ہنسا مستحب ہے۔¹ اگر آپ کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور چہرے پر مسکراہٹ ہو تو یہ چہرے کی رونق بھی ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جب مسکرا نے کا موقع آتا تو مسکرایا کرتے تھے مگر اہل غفلت اور دنیا دار لوگوں کی طرح نہیں۔ بلکہ ہنسنے کی حالت میں بھی شرعی آداب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے اور اپنے ایمان کو کامل درجہ پر قائم رکھتے اور جب رات آتی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دنیا کے سارے کام کا ج آرام و راحت چھوڑ کر خوفِ الہی کے غلبہ سے روتے گڑگڑاتے اور مناجات میں مصروف ہو جاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کا ایک جانور مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا! اس شخص نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔²

تفسیر مظہری نے بحوالہ بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے۔ میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا میری رشتہ

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب السلا، ج: ۳، ص: ۲۸، 2 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب السلا، ج: ۳، ص: ۲۹.

کی ایک خالہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مزاح کے فرمایا: لا تدخل الجنة عجوز..... جنت میں کوئی بوڑھیا نہ جائے گی۔ یہ بچاری سخت غمگین ہوتی۔ بعض روایات میں ہے کہ رونے لگی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تسلی دی اور اپنی بات کی حقیقت یہ بیان فرمائی کہ جس وقت یہ جنت میں جائے گی تو بوڑھی نہ ہوگی، بلکہ جوان ہو کر داخل ہوگی اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اَنَا اَنْشَاْنِهِنَّ اَنْشَاءً فَجَعَلْنِهِنَّ اَبْكَارًا﴾ (وہ عورتیں جو دنیا میں بوڑھی یا بد شکل تھیں ان کے متعلق فرمایا کہ) ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا (یعنی) ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں۔¹

نیز جنت کی عورتوں کی تخلیق اس شان کی ہوگی کہ وہ ہر صحبت و مباشرت کے بعد پھر کنواری جیسی ہو جائیں گی۔²

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہر سے باہر رہنے والا ایک شخص (یعنی دیہاتی) جس کا نام زاہر بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور ہدیہ شہر کے باہر سے کچھ چیزیں لایا کرتا تھا (جیسے پھل سبزی وغیرہ)۔ جب وہ مدینہ سے باہر جاتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کچھ شہر کا سامان کر دیا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اس کے بارے میں) فرماتے کہ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارا باہر کا گماشتہ ہے (کہ وہ ہمارے لئے باہر کی چیزیں لاتا ہے) اور ہم اس کے شہر کے گماشتہ ہیں (کہ ہم اس کو شہر کی چیزیں دیتے ہیں) نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتے تھے۔ ویسے وہ ایک بد صورت شخص تھا ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (بازار میں) تشریف لے گئے تو (دیکھا کہ) وہ اپنا سامان تجارت بیچ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے جا کر اس کی اس طرح آنکھیں بند کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ چھوڑو مجھے کون ہے یہ شخص؟ (پھر زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کن آنکھوں سے دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور (حصول برکت کے لئے) اپنی پشت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے رگڑنے لگا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمانا شروع کیا کہ کوئی ہے جو غلام خریدے؟۔ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اللہ کی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ناکارہ پائیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تم

1 پارہ: ۲۷، سورۃ الواقعة، الآیۃ: ۳۵، شرح السنۃ، کتاب الاداب باب المزاح، ج: ۲، ص: ۲۰۰۔
2 معارف القرآن، ج: ۸، ص: ۲۷۱۔

ناکارہ نہیں ہو۔¹

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ازارہ مذاق غلام سے تعبیر کیا اور حقیقت کے اعتبار سے یہ جھوٹ بھی نہیں کیونکہ وہ اللہ کے غلام تھے۔²

حضرت عوف بن مالک اجمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اندر آ جاؤ۔ میں نے (مزاج کے طور پر) عرض کیا یا رسول اللہ پورے کا پورا اندر آ جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارے جسم کو اندر لے آؤ۔ حدیث کے راوی عثمان بن عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فقرہ اس لئے کہا تھا کہ خیمہ چھوٹا تھا۔³ فائدہ! اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اس طرح محبت و شفقت کا تعلق رکھتے تھے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے تکلفی کے موقع پر ظریفانہ بات بھی کر لیتے تھے۔⁴

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے دوکانوں والے!۔⁵ فائدہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوکانوں والے کے ذریعے مخاطب فرمایا اس میں خوش طبعی اور ظرافت بھی تھی اور ان کے تین اس کی تعریف و توصیف کا اظہار بھی مقصود تھا کہ تم نہایت فہیم و ذکی ہو اور تم سے جو بات کہی جاتی ہے اس کو تم اچھی طرح سنتے ہو۔⁶

اللہ رب العزت ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب السلام، ج: ۳، ص: ۵۹، رقم: ۴۸۸۹، 2 مظاهر حق، ج: ۴، ص: ۴۹۶، 3 السنن للإمام ابی داود، کتاب الاداب، باب فی المزاج، ص: ۵۸۹، رقم: ۵۰۰۰، 4 مظاهر حق، ج: ۴، ص: ۴۹۶، 5 السنن للإمام ابی داود، کتاب الاداب، باب فی المزاج، ص: ۵۸۹، رقم: ۵۰۰۲، 6 مظاهر حق، ج: ۴، ص: ۴۹۴.

مخلوق خدا پر شفقت و رحمت کے متعلق ہدایات و سنتیں

عن جریر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من

لا یرحم الناس ترجمہ..... حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔^۱

محبت و شفقت معاشرے کے لئے ہر وقت کی ضرورت ہے اور انسان جہاں بھی جائے وہاں اس کی ضرورت محسوس کرے گا۔ گھر، بازار اور سفر میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آئے گا وہاں اس کی قدر و منزلت بھی بڑھے گی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ محبت و شفقت جذبہ ہمدردی ایسی نعمت ہے جو بیگانہ کو اپنا اور دشمن کو دوست بنادیتی ہے جبکہ خود غرضی بے مروتی ایسی چیز ہے جو اپنوں کو بھی بیگانہ بنادیتی ہے اور معاشرے میں اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ آپ جس سے بھی ملیں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر محبت و شفقت اور خندہ روی کے ساتھ ملیں تو اخروی درجات کی بلندی اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ رحمت و شفقت کے جذبات اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ ہیں۔ اگر وہ کسی کے دل سے رحمت و شفقت، محبت و مروت اور ہمدردی کے جذبات کو نکال دے تو پھر کسی کے بس کی بات نہیں کہ وہ اس شخص کے دل کو ان جذبات کی دولت عطا کرے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْف بَيْن قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا لَفَتَ بَيْن قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ الْف بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ ترجمہ... اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں، اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ زمین میں ہے سارا (تب بھی) نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت ڈالی ان کے دلوں میں بے شک وہ زور آور ہے، حکمت والا۔^۲

اس آیت کریمہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خطاب کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس نے اپنی خاص مدد سے اور مسلمانوں کی جماعت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید

۱ الصحیح للإمام البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: قُلْ ادْعُوا اللَّهَ وَادْعُوا الرَّحْمَنَ، ج: ۱، ص: ۲۸۶، رقم: ۱۹۴۱، دیب، ۲ پارہ: ۱۰، سورۃ الفرقان، الآیۃ: ۶۳.

اور نصرت فرمائی۔ اسی کے ساتھ اس آیت میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مختلف لوگوں کے دلوں کو جوڑ کر ان میں الفت و محبت پیدا کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں صرف اسی ذات کا کام ہے جس نے سب کو پیدا کیا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کے قلوب میں باجمعی الفت و محبت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ اس کے انعام کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ حصول انعام کے لئے اس کی اطاعت و رضا جوئی شرط ہے۔ جماعتوں اور افراد کے درمیان وحدت و اتفاق ایک ایسی چیز ہے جس کے محمود اور مفید ہونے سے کسی مذہب و ملت اور کسی صاحب فکر و نظر کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص جو لوگوں کی اصلاح کی فکر کرتا ہے وہ ان کو آپس میں متفق ہونے پر زور دیتا ہے لیکن یہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت و رضا جوئی سے حاصل ہوتا ہے قرآن کریم نے اس حقیقت کی طرف کئی آیتوں میں اشارے فرمائے ہیں۔ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ان الذین امنوا و عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن وداۓ﴾ ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اللہ تعالیٰ ان کے آپس میں محبت و مودت پیدا فرمادیں گے۔¹

اس فرمان نے الہی نے واضح کر دیا کہ دلوں میں حقیقی محبت و مودت پیدا ہونے کا اصلی طریقہ ایمان اور اعمال صالحہ کی پابندی ہے۔ اس کے بغیر اگر کہیں اتحاد و اتفاق مصنوعی طور پر قائم کر بھی لیا جائے تو وہ محض ظاہری طور پر نظر آنے والا ہے بنیاد اور کمزور ہوگا۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا﴾ اس آیت کریمہ میں اختلاف و تفرق سے بچنے کی تدبیر بھی بتلائی ہے کہ تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی (یعنی قرآن مجید اور شریعت اسلام) کو مضبوط تھام لو تو سب آپس میں خود بخود متفق ہو جائو گے اور باجمعی تفرقے ختم ہو جائیں گے۔²

شفقت و محبت سے متعلق چند ہدایات اور سنیتیں

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے کہ (اے مخاطب) تو مومنوں کو آپس میں الفت و محبت میں ایسا پائے گا جیسا کہ ایک بدن ہے۔ جب بدن کا کوئی عضو دکھتا ہے تو سارے بدن کے اعضاء اس کے دکھ میں شریک

ہو جاتے ہیں اور سارا جسم بیدار ہو جاتا ہے اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔^۱ فائدہ! اسی طرح مسلمانوں کو حکم ہے کہ پوری ملت اسلامیہ ایک جسم کی مانند ہو جائے اگر کسی ایک بھی مسلمان کو تکلیف پہنچے تو سارے مسلمان اس کے دکھ رنج میں شریک ہوں اور سب مل کر اس کی تکلیف و مصیبت کو دور کرنے کی تدبیر کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو کوئی مسلمان سی مسلمان پر ظلم کرے اور نہ اس کو ہلاکت میں ڈالے (مثلاً اس کو کسی دشمن کے ہاتھ پڑنے دے بلکہ اس کی مدد کرے) اور جو شخص کسی مسلمان کی حاجت روائی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج و غم اور مصیبت و مشکل کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت اور رنج و غم کو دور فرمائیں گے۔ (خصوصاً) روز قیامت اس کی مصیبت اور رنج و غم کو دور فرمائیں گے اور جو شخص کسی مسلمان کے غیب کو چھپائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے غیب کو چھپائیں گے۔^۲

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو مسلمان مظلوم ہے اس کی مدد تو کرنی چاہیے لیکن ظالم کی کسی طرح مدد کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو ظلم سے روکو اور یہی اس کے حق میں تمہاری مدد ہے۔^۳

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا (خواہ وہ یتیم اس کا اپنا ہو یا کوئی غیر) جنت میں اس طرح ہوں گے..... یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان تھوڑی سے کشادگی رکھی۔^۴

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص دو بیٹیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بلوغ کی حد تک پہنچ جائیں (یعنی ان کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے شوہر کے گھر پہنچ جائیں) تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح ایک جگہ ہوں گے جس طرح یہ انگلیاں ہیں یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو

1 الصحيح للإمام مسلم، كتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنين، ج: ۲، ص: ۱۹۹۹

2 الصحيح للإمام البخاری، كتاب المظالم، باب لا يظلم المسلم المسلم، ج: ۲، ص: ۸۶۲

3 الصحيح للإمام البخاری، كتاب المظالم، باب اعن احاك، ج: ۲، ص: ۸۶۲، ديب

4 الصحيح للإمام البخاری، كتاب الادب، باب فضل من يعول یتیمًا، ج: ۵، ص: ۲۲۳، ديب

انگلیوں کو مالا کر دکھایا۔¹

فائدہ! بعض دوسری روایات میں بچیوں کی کمی بیشی کا بھی ذکر ہے مگر مقصد سب کا ایک ہی ہے کہ کہ بچیوں کے ساتھ شفقت و رحمت اور ان کی صحیح تربیت اور غلط ماحول سے ان کی حفاظت کرنا ہے جو شخص اس پر عمل کرے گا اسے قیامت کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا (دینی) بھائی ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان پر نہ تو ظلم کرے نہ اس کو رسوا ہونے دے اور نہ اس کو حقیر و ذلیل سمجھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف تین دفعہ اشارہ کر کے فرمایا پرہیزگاری اس جگہ ہے۔ نیز فرمایا کہ مسلمان کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تذلیل و تحقیر کرے (کسی مسلمان بھائی کی تذلیل و تحقیر کرنا بجائے خود اتنی بڑی برائی ہے کہ اور کوئی گناہ نہ بھی کرے تو یہی ایک برائی اس کو عذاب میں مبتلا کرنے کیلئے کافی ہے۔) اور مسلمان پر مسلمان کی ساری چیزیں حرام ہیں اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو۔²

فائدہ! اکثر لوگ اور خصوصاً دنیا دار جو نفس کی ظلمت و غفلت میں مبتلا ہوتے ہیں عام طور پر فقراء و مساکین اور بے کس مسلمانوں کے ساتھ انتہائی ترش روئی اور حقارت کا معاملہ کرتے ہیں اور نیچے مسلمان کی تذلیل و تحقیر کرنے کا عذاب اپنے سر لیتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دنیا میں بھی عزت و اقبال مندی سے نوازتا ہے اور آخرت میں بھی نجات عطا کرے گا جو اس کے غریب، مسکین، ضعیف اور بے کس بندوں کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکین و غرباء کی محبت حاصل کرنے کی دعا مانگا کرتے تھے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ فقراء و مساکین کی ہم نشینی اختیار فرمائیں جیسا کہ سورۃ کہف میں مذکور ہے۔³

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جوان کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم و تکریم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کسی ایسے شخص کو متعین فرمادیتے ہیں جو اس کی تعظیم و خدمت کرتا ہے۔⁴

فائدہ! جو لوگ اپنے بڑوں کی تعظیم اور خدمت نہیں کرتے بلکہ تحقیر کرتے ہیں وہ اپنے

1. المسند للإمام احمد، مسانید ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ج: ۲، ص: ۲۳۵، 2. الصحيح للإمام البخاری، کتاب المظالم، باب المسلم لا یظلم المسلم، ج: ۲، ص: ۸۱۲، 3. مظاهر حق، ج: ۴، ص: ۵۳۷، 4. ترمذی، کتاب الاداب، باب الشفقت، ج: ۲، ص: ۲۱۳، رقم: ۴۹۷۱.

بڑھاپے میں اپنے چھوٹوں کی طرف سے اسی تحقیر و تذلیل اور بے وقعتی سے دو چار ہوتے ہیں۔ مذکورہ ارشاد گرامی میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کی عمر دراز ہوتی ہے جو اپنے بڑے بوڑھوں کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ خود اس حدیث کے راوی حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس کے سلسلہ میں دین اور دنیا کے بڑے بڑے احترام و انعامات سے نوازے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بڑی نعمت تو یہ عطا فرمائی کہ ان کی حیات بہت طویل ہوئی اور وہ تقریباً ایک سو تین سال تک نہایت صحت و تندرستی اور اطمینان و سکون کے ساتھ اس دنیا میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت سے بھی نوازا اور کثیر اولاد کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا۔ حتیٰ کہ ان کے ایک سو لڑکے ہوئے۔¹

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی اور شہادت کی انگلی ملاتے ہوئے فرمایا: میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔ اس حدیث کے راوی یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح یہ انگلیاں قریب قریب ہیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ عورت قیامت کے دن قریب قریب ہوں گے۔ سیاہ رخسار والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا اس سے مراد ہر وہ عورت ہے جس کا شوہر مر گیا یا اس کو طلاق دے دی گئی ہو اور وہ جاہ و جمال رکھنے کے باوجود یتیم بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کرتی ہو۔ حتیٰ کہ اس کے بچے جوان ہو کر اس سے جدا ہو گئے ہوں یا مر گئے ہوں۔²

صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنے والا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔³

جانداروں کو کھلانا بھی کارے ثواب ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان بندہ کسی درخت کا پودا لگائے یا کھیتی (وغیرہ) کرے پھر کوئی انسان یا پرندہ یا چوپایہ اس درخت یا کھیتی میں سے کھائے تو یہ اس بندے کی طرف

1 مظاهر حق، ج: ۴، ص: ۵۳۵، 2 ابوداؤد، کتاب الاداب باب الشفقة، ج: ۲، ص: ۲۱۳، رقم: ۴۹۷۸، 3 الصحيح للامام البخاری، کتاب الادب، باب الساعی علی المسکین، ج: ۲، ص: ۲۲۳۔

سے صدقہ اور باعث اجر و ثواب ہے۔¹ فائدہ! یعنی انسانوں کے علاوہ تمام جانداروں چرند و پرند کو کھانا پلانا بھی صدقہ اور کارے ثواب ہے۔ سانپ اور بچھو اور موزی جیسے جانوروں کو مار ڈالنے کا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے یہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کا تقاضا ہے۔

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں صحیح بخاری میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص راستہ چل رہا تھا کہ اسے بڑے زور کی پیاس لگی ایک کنواں ملا اور اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو وہاں ایک کتا موجود تھا جو بانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے (مٹی کی) تری کو چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے کہا یہ کتا بھی اتنا زیادہ پیاسا معلوم ہوتا ہے جتنا میں تھا۔ چنانچہ وہ پھر کنویں میں اتر آیا اور اپنے جوتے میں پانی بھرا اور منہ سے پکڑ کر اوپر لایا اور کتے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند کیا اور اس کی مغفرت کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک پر بھی اجر ملتا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر جاندار کے باب میں اجر (ثواب) ملتا ہے۔²

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا اس جانور کے بارے میں تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے؟

سنگ دلی کا علاج

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور غریبوں کو کھانا کھلایا کر۔³

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان محبت و الفت کا مقام و مخزن ہے اس شخص میں کوئی خوبی نہیں جو مسلمانوں سے محبت و الفت نہیں کرتا اور مسلمان اس سے محبت و الفت نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو باہمی محبت و شفقت عطا فرمائے۔ آمین



1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس والبیہانہ، ج ۲، ص: ۲۲۳۹

2 بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس والبیہانہ، ج ۲، ص: ۲۲۳۸، دیب 3 مشکوٰۃ کتاب

الادب باب الشفقة، ج ۲، ص: ۲۱، رقم: ۵۰۰۱

بچوں کی تربیت کے بارے میں ہدایات اور سنتیں

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مروا اولادكم بالصلاة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع ترجمہ: حضرت عمرو بن شعيب اپنے والد مکرم سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کی تاکید کرو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز میں کوتاہی کرنے پر ان کو سزا دو اور ان کے بستر بھی الگ الگ کر دو۔^۱

اولاد کے لئے بہترین تحفہ اچھی تربیت ہے

اولاد کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی امانت سمجھ کر اس کی قدر کی جائے۔ حسب استطاعت ان کی ضروریات کا بندوبست کیا جائے۔ ان کو بوجھ نہ سمجھا جائے۔ بلکہ ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ شائستگی اور اچھے اخلاق و سیرت کے حامل ہوں۔ ایک حدیث میں ہے کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی تحفہ حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب اولاد کو اس کی اولاد کا یہ حق بتایا ہے کہ وہ بالکل شروع ہی سے اس کی دینی تعلیم و تربیت کی فکر کرے۔ اگر وہ اس میں کوتاہی کرے گا تو قصور وار ہوگا۔ حدیث بالا میں بھی یہی حکم ہے کہ جب بچے سات برس کے ہو جائیں تو اس وقت سے ان کو نماز کی تاکید شروع کر دینی چاہیے تاکہ انہیں نماز کی عادت کم سنی ہی سے ہو جائے اور بچوں کو صحبت بھی اچھی دینا چاہیے کیونکہ بچہ ماحول اور صحبت کا اثر جلدی لیتا ہے۔ بچوں کو صحیح تربیت اور اچھی صحبت دینے کے ساتھ ساتھ ان کی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگتے رہنا چاہیے، جیسے حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے یوں دعا مانگی تھی: رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ترجمہ: اے رب عطا کر مجھ کو پاکیزہ اولاد۔^۲ ایک دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں

۱ مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱، ص ۱۲۶ ۲ پارہ ۳، سورہ آل عمران، الآئہ ۳۸

کی تعریف کی ہے جو اولاد اور بیوی کیلئے اور ان کے نیک صالح ہونے کے لئے اپنے پروردگار سے دعا کریں کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اٰزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ ترجمہ... یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار لوگ ایسے ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بیوی بچے ایسے عطا فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔¹ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ یہاں آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد یہ ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول دیکھے۔² اگر اولاد و ازواج کی ظاہری صحت و عافیت اور خوشحالی بھی اس میں شامل کی جائے تو وہ بھی درست ہے۔

دوسری بات حدیث بالا میں یہ ارشاد فرمائی کہ جب وہ بلوغت کے قریب یعنی دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور کہنے سننے کے باوجود نماز نہ پڑھیں تو انہیں سختی اور مار کر نماز پڑھانی چاہیے۔ نیز جس طرح بچوں کو اس عمر میں نماز کی تاکید کرنا ضروری ہے اسی طرح انہیں نماز کے ارکان و شرائط وغیرہ بھی سکھانے چاہئیں اور ساتھ ساتھ بچوں کو انبیاء علیہم السلام اور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، بیٹے اور بیٹیوں کے نام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کے نام، خلفاء راشدین کے نام، عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کے نام نیز دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام اور ان حضرات کے مختصر حالات و کمالات بتائیں اور بزرگان دین اور مجاہدین اسلام کے حالات اور کارناموں سے بھی روشناس کرائیں۔ تاکہ آگے چل کر یہ چیزیں ان کی زندگی میں رنگ لائیں اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل مسرور ہو۔

حدیث بالا کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب بچے اس عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں علیحدہ علیحدہ سنانا چاہیے یعنی اگر دو بھائی بہن یا دو اجنبی لڑکا لڑکی ایک ہی بستر میں سوتے ہوں تو اس عمر میں ان کے بستر الگ الگ کر دینا چاہیے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں دو بہنیں ایک ساتھ سو سکتی ہیں۔³ یعنی جب بچے اس عمر کو پہنچیں تو ان کو اخلاقی تباہ کاریوں سے بچانے کے لئے خاص طور پر نگرانی کرنی چاہیے۔ کیونکہ دس سال سے بیس سال تک کی ایسی عمر ہے کہ اگر اس عمر میں بچوں کی صحیح نگرانی ہوئی اور اچھی صحبت ملی اور دینی تربیت دی تو انشاء اللہ آئندہ کی زندگی میں اچھے آثار نمودار ہوں گے اور والدین کے لئے دنیا و آخرت میں آنکھوں کے لئے ٹھنڈک اور قلب کے لئے راحت کا سامان بنیں گے اور اگر غفلت برتی گئی، اچھی صحبت و تربیت نہ دی گئی تو معاملہ

1 پارہ: ۱۹، سورۃ الفرقان، الآیۃ: ۷۴، 2 معارف القرآن، ج: ۶، ص: ۵۰۹، 3 حاشیہ مشکوٰۃ

برعکس ہوگا۔ پھر اولاد پر کنٹرول مشکل ہوگا الا ماشاء اللہ، مگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کو چاہیں ہدایت دیں۔ حدیث بالا کا مدعا یہ ہے کہ ماں باپ پر یہ سب اولاد کے حقوق ہیں اور قیامت کے دن ان سب کے بارے میں باز پرس ہوگی۔¹

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں چند ہدایات اور سنتیں

جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں۔²

نیز مسلمان بچہ کا پہلا حق یہ ہے کہ پیدائش کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان دی جائے اور آخری حق یہ ہے کہ اس کی وفات پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اس طرح یہ بتلادیا گیا کہ مسلمان کی زندگی اذان اور نماز کے درمیان کی زندگی ہے اور وہ زندگی بس اس طرح گزرنی چاہیے جس طرح اذان کے بعد نماز کے انتظار اور اس کی تیاری میں گزر جاتی ہے۔³

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بچوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرماتے تھے اور تحنیک فرماتے تھے۔ فائدہ! کعبور یا ایسی ہی کوئی چیز چبا کر بچے کے تالو پر مل دیں اور اپنا اعاب و ہن اس کے منہ میں ڈال دیں جو خیر و برکت کا باعث ہو اس عمل کو تحنیک کہتے ہیں۔ کتب حدیث میں تحنیک کے بہت سے واقعات مروی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ جب بچہ پیدا ہو تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی مقبول اور صالح بندے کے پاس لے جائیں اس کے لئے خیر و برکت کی دعا بھی کرائیں اور تحنیک بھی کرائیں۔ یہ ان سنتوں میں سے ہے جن کا رواج بہت ہی کم رہ گیا ہے۔⁴

صحیح بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بچے کے ساتھ عقیقہ ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ جس کو بچہ عطا فرمائے وہ عقیقہ کرے) لہذا بچہ کی طرف سے قربانی کرو اس کا سر صاف کرادو۔⁵ عقیقہ ساتویں روز کیا جائے۔⁶ اگر ساتویں روز نہ ہو سکے تو پھر چودھویں روز ورنہ اکیسویں روز۔

لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ عقیقہ کے جانور زربوں یا مادہ۔⁷ اگر وسعت ہو تو دو ورنہ ایک بھی کافی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

1 معارف الحدیث، 2 الترمذی، جلد ۲، ص: ۱۵۲، 3 الترمذی، ۱۵۲، 4 مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود، ص: ۱۰۶۱، رقم: ۵۶۱۹، 5 السنن للترمذی، ابواب الاصحاح، ج: ۱، ص: ۱۶۸، 6 ترمذی، ۱۵۲، 7 ابوداؤد، کتاب العقیقہ، ج: ۲، ص: ۱۱۸،

وسلم نے اپنے نواسے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ کیا تو ایک ایک مینڈھا
 ذبح کیا۔¹ فائدہ! احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں صورتیں ثابت ہیں یعنی
 لڑکے کے لئے ایک بکرا بھی اور دو بھی۔ نیز عقیدہ کے جانوروں کے رنگ کی کوئی قید نہیں اور عقیدہ
 کے جانور کے متعلق بھی وہی شرائط ہیں جو قربانی کے جانور کے متعلق ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تم اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کے
 ساتھ پکارے جاؤ گے۔ لہذا تم اچھے نام رکھا کرو۔² آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے
 ناموں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔³ فائدہ! ان ناموں
 کے پسندیدہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ اس میں بندے کی عبدیت کا اعلان ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کو
 پسند ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام بھی پسندیدہ ناموں میں سے ہیں۔ چنانچہ خود آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا تھا اور اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ
 علیہم اجمعین کے نام بھی پسندیدہ ہیں۔ اس کے علاوہ وہ نام بھی صحیح ہیں جو معنوی لحاظ سے اچھے
 ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہی رہنمائی ملتی ہے کہ باپ کی ذمہ داری ہے کہ
 بچے کا اچھا نام رکھے یا اپنے کسی بزرگ سے رکھوائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس کو اللہ تعالیٰ اولاد دے اس کو چاہیے کہ اس کا نام
 اچھا رکھے اور اس کو اچھی تربیت دے۔ پھر جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو اس کے نکاح کا بندوبست
 کرے اگر شادی کی عمر کو پہنچ جائے پر بھی (اپنی غفلت اور بے پروائی سے) اس کی شادی کا بندوبست
 نہ کیا اور وہ اس کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو گیا تو اس کا باپ (بھی) اس گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔ افسوس کہ
 ہمارے معاشرے میں اس بارے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم
 نے دوسروں کے رسم و رواج کی تقلید میں شادی کو بے حد بوجھل بنا لیا ہے۔ اگر ہم جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی کریں تو یہ کام اتنا آسان ہو جائے جتنا کہ فقط جمعہ کی نماز
 کا ادا کرنا۔ پھر نکاح و شادی میں وہ برکتیں حاصل ہوں جن سے ہم بالکل محروم ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ
 بندہ جب مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (ہیں جن کا ثواب

1 ابو داؤد عن ابی الدرداء، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء، ص: ۵۸۵، رقم: ۴۹۴۸.

2 ابو داؤد عن ابی الدرداء، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء، ص: ۵۸۶، رقم: ۴۹۴۰.

3 مشکوٰۃ المصابیح، ج: ۱، ص: ۴۴.

برابر ملتا رہتا ہے) صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے، نیک صالح اولاد جو اس کے لئے دعا گو ہے۔¹

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے صاحبزادے) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیا اور انہیں بوسہ دیا اور ناک لگائی۔²

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ یہ دونوں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔³

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا (اور ذمہ داری کو پورا کیا) تو یہ بیٹیاں ان کے لئے جہنم سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو بچی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک پر سوار تھیں پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جب آپ رکوع کرتے تو انہیں آہستہ سے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔⁴ حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے جن کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تھی۔ ان کی بیٹی کا نام امامہ تھا۔ امامہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبت فرماتے تھے اور امامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانوس تھی۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ میں ایک زریں بار آ یا تمام ازواج مطہرات اس وقت جمع تھیں اور امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے گوشہ میں مٹی سے کھیل رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ باریں اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا سب کا گمان تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمائیں گے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامہ کو بلایا اور اول ان کی آنکھوں کو اپنے دست مبارک سے پونچھا پھر وہ بار ان کے گلے میں ڈالا۔⁵

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

1 مشکوٰۃ المصابیح، ج: ۱، ص: ۲۴، 2 بخاری، کتاب العقیقۃ، باب فی تسمیۃ المولود، ج: ۵، ص: ۲۰۸، 3 بخاری، کتاب المساقب باب مناقب الحسن والحسین، ج: ۳، ص: ۱۳۷، 4 بخاری ۱۹۳، 5 سیرۃ مصطفیٰ حصہ سوئم بحوالہ ابن سعد، مسند احمد بسند حسن، عن عائشہ.

بچوں کے اچھے نام رکھنے کے متعلق ہدایات اور سنیتیں

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احب اسماء کم الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن ترجمہ..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تمہارے ناموں میں اللہ جل شانہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔¹

والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ بچے کا نام اچھا رکھیں۔ آج کل ناموں کے سلسلہ میں کچھ غلط رواج نکل پڑے ہیں جس کی وجہ سے یہاں نام رکھنے کے متعلق ہدایات و سنیتیں نقل کی جاتی ہیں۔ نام رکھنے میں انبیاء علیہم السلام اور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں میں سے یا معنوی اعتبار سے اچھے نام منتخب کرنا چاہئیں۔

کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان احب اسماء کم الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن یعنی اللہ کے نزدیک تمہارے ناموں میں سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ و عبد الرحمن ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک حدیث میں فرمایا: سمو باسماء الانبیاء..... یعنی پیغمبروں کے ناموں پر (اپنے بچوں کے) نام رکھو۔² چنانچہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا تھا۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے ایسے نام بھی رکھے ہیں۔ جو معنوی لحاظ سے اچھے ہیں اگرچہ وہ پیغمبروں کے معروف ناموں میں سے نہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادوں کے نام عبد اللہ اور قاسم بھی رکھے۔ چنانچہ ابوالقاسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت انہی کے انتساب سے تھی۔

1 السنن للامام ابی داود، کتاب الادب، باب التغبیر فی الاسم، والصحیح للامام البخاری، کتاب الادب، باب احب الاسماء الی اللہ عز وجل، ص: ۵۲۱، رقم: ۶۱۷۱. 2 الصحیح للامام البخاری، کتاب الادب، باب من سمي باسماء الانبیاء، ص: ۵۲۲.

نام رکھنے سے متعلق ہدایات اور سنتیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناموں کو بدل کر ان کی جگہ اچھے نام رکھ دیا کرتے تھے۔¹ ایک جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس میں ایک شخص تھا جس کو 'اصرم' کہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا مجھ کو اصرم کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں) بلکہ آج سے تمہارا نام زرعم ہے۔ اس روایت کو ابو داؤد نے نقل کیا ہے۔ نیز انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاص، عزیز، عتلم، شیطان، حکم، غراب، حباب، اور شہاب ناموں کو بدل دیا تھا۔²

فائدہ! اصرم..... اصرم کے معنی کاٹنے والا کترنے والا کے ہیں۔ یہ نام نامناسب تھا۔

عاص..... عاصی کا مخفف ہے اور نافرمانی پر دلالت کرتا ہے۔ جب کہ مومن مسلمان کی یہ صفت نہیں لہذا عاص یا عاصہ نام نامناسب ہے۔

عزیز..... چونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم پاک ہے لہذا عبدالعزیز نام رکھنا تو مناسب ہے لیکن صرف عزیز نام ٹھیک نہیں۔

عتلم..... عتلمہ کے معنی ہیں غلطی و شدت جب کہ مومن کو نرم و ملائم ہونے کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔

شیطان..... شطن سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہنا۔

حکم..... حکم کا مبالغہ ہے اور حقیقی حاکم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لہذا عبدالحکم نام تو صحیح ہے لیکن صرف حکم کہنا ٹھیک نہیں۔

غراب..... غراب کوئے کو کہتے ہیں اس کے معنی دوری کے ہیں۔

حباب..... حباب شیطان کا نام ہے اور سانپ کو بھی حباب کہتے ہیں۔

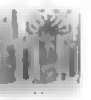
شہاب..... شہاب آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں جو فرشتے شیطانوں پر مارتے ہیں۔ البتہ

شہاب کی اضافت دین کی طرف جائے تو صحیح ہے جیسے شہاب الدین۔³

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الادب، باب تحویل الاسم الی احسن منه، ص: ۵۲۲.

2 السنن للإمام ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی تغییر الاسم القبیح، ص: ۵۸۶، ۱، 3 مظاهر

حق، ج: ۴، ص: ۴۲۰.



بعض لوگ پیروانِ ظہارِ محبت کی غرض سے اپنے بچوں کے اصلی ناموں کے علاوہ ایک اور عربی نام رکھتے ہیں۔ مثلاً محمد اسماعیل عرف پیارو، عبدالرحمن عرف مانی، عبدالقادر عرف قادو وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔ یہ بات اس حد تک رہ جاتی تو کچھ برا نہ تھا لیکن رفتہ رفتہ یہی عربی نام شناخت بن جاتے ہیں یہ میرا سر غلط۔ اس سے احتیاط کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ خوب صورت اشیاء کے نام بھی بچوں کے لئے رکھتے ہیں، جیسے مشتری، ثریا، قمر، مہر، بدر، گلناز، گل بدن، شمیم، نسیم، کوثر، تسنیم وغیرہ۔ اگرچہ یہ نام برے نہیں مگر ان سے مذہبی تہذیب و اخلاق کی جھلک نظر نہیں آتی۔ البتہ ان منفرد ناموں کو مرکب کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں جیسے نسیم احمد، کوثر احمد، شمیم الدین، تسنیم الدین وغیرہ۔

بعض لوگ اپنی اولاد کے لئے اچھے نام تو رکھتے ہیں مگر مقامی زبان میں اس کا ترجمہ کر کے پکارتے اور لکھتے ہیں جو بالکل مہمل اور غلط طریقہ ہے، جیسے تامل ناڈو زبان میں شمس الدین کو کدورن کہہ کر پکارتے ہیں یا عبدالرحمن و تامل زبان میں رگمال لکھتے ہیں یہ بہت بری بات ہے اور مذہب کی خصوصیات سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ یہ غیر اسلامی تہذیب کے اثرات کا نتیجہ ہے۔

بعض لوگ اپنے بچوں کے وہی نام رکھ دیتے ہیں جن مہینوں میں وہ بچے پیدا ہوتے ہیں جیسے رمضان اور شعبان وغیرہ یہ طریقہ بہتر نہیں ہے۔

بعض پڑھے لکھے سنجیدہ لوگ بھی غلط ناموں کے عادی ہو گئے ہیں جیسے عبدالنبی، عبدالحسن، عبدالحسین، عبدالمناف، عبدالکعبہ، عبدالعلی وغیرہ نام عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ اس طرح ہم لوگ شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لہذا عبد کا لفظ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی میں سے ہی کسی نام کے ساتھ رکھنا چاہیے جیسے عبد اللہ، عبدالرحمن، عبدالغفور، عبدالصبور، اور عبدالحکیم وغیرہ اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور سلف صالحین کے ناموں میں سے کوئی نام رکھنا بھی باعث خیر و برکت اور شعارِ ملت ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور نام رکھنا ہو تو اپنے بزرگوں اور علماء دین سے مشورہ کرنا بہتر ہے۔

آج کل رتم ختنہ بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہے بعض مسلمان لڑکیوں کے ناک اور کان چھیدتے ہیں۔ بڑی دعوتیں اور تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ یاد رکھئے ان رسوم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر بچہ کو فطرت پر پیدا کیا ہے اور وہ فطرت اسلام ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿فطرتہ اللہ الی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون﴾ ترجمہ..... (سب) اللہ کی وہی ہوئی فطرت کا اعتبار کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کردہ شے، کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہئے۔ پس سیدھا دین یہی ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ یعنی ہر بچہ فطرت اسلام اور اچھی عادات پر پیدا ہوتا ہے۔ لہذا والدین اس کو صحیح ماحول میں رکھ اس کی اصل فطرت اسلام کو مزید پروان چڑھائیں۔ خصوصاً حد بلوغت تک پہنچنے تک اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام رکھیں۔^۱

بہترین اولاد وہ ہے جو اپنے والدین کی کما حقہ خدمت کرے اور ان کی وفات کے بعد ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اسی طرح بہترین والدین وہ ہیں جو اپنی اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت دیں۔

بچہ کی پیدائش کے وقت والدین اور عزیز واقارب خوش ہوتے ہیں لیکن خود بچہ روتا ہے۔ لیکن جب یہ بچہ بڑا ہو کر اپنی آخری عمر کو پہنچے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ خود تو ہنستا ہوا جائے اور پیچھے رہ جانے والے اس کیلئے رورہے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات اور سنن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



والدین اور رشتہ داروں کے متعلق ہدایات اور سنّتیں

عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأله في أثره فليصل رحمه ترجمہ .. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت و فراخی ہو اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے (یعنی اس کی عمر میں برکت ہو) تو اس کو چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن و سلوک و احسان کرے۔¹

ادائیگی حقوق میں فرق مراتب کا لحاظ

اس دنیا کے معاشرے کی صلاح و فلاح درحقیقت باہمی حقوق کی نگہداشت پر منحصر ہے۔ اور باہمی حقوق میں کس کا کیا رتبہ ہے؟ اس کا معیار قائم کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ شریعت اسلامی کا تقاضا ہے کہ انسانوں کی باہمی قرابت و رشتہ داری میں جو فرق مراتب ہے، اس کا لحاظ ضروری ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قرابت کے اعتبار سے والدین کا رشتہ سب سے زیادہ گہرا ہے۔ لہذا حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق ماں باپ ہیں اور ماں کا درجہ باپ سے زیادہ ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہارا باپ، پھر تمہارا وہ عزیز جو نزدیک کی قرابت رکھتا ہو اور پھر وہ شخص جو ان کے بعد قرابتی رشتہ دار ہو۔² اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ کسی شخص پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں ماں کا حصہ باپ سے تین گنا بڑھا ہوا ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر پروردگار نے ماں باپ کے حقوق کو اپنی عبادت

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب البیوع، باب من أحب أن يبسط له في رزقه، ج: ۶، ص: ۲۸۔

2 مسلم، کتاب الاداب باب البر والصلة، ج: ۲، ص: ۲۰۵، رقم: ۲۹۱۱۔

رکھنے کا حکم فرمایا۔¹ اس میں پڑوسیوں کی دوستی میں بیان فرمائی ایک جوار ذی القربی دوسری جوار الجنب عام مفسرین نے فرمایا کہ پہلے سے مراد وہ پڑوسی ہے جو تمہارے مکان کے قریب رہتا ہو اور دوسرے سے مراد وہ پڑوسی ہے جو تمہارے مکان سے کچھ فاصلے پر رہتا ہو اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ پڑوسی خواہ قریب ہو یا بعید، رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، مسلم ہو یا غیر مسلم بہر حال اس کا حق ہے کہ بقدر استطاعت اس کی امداد و اعانت کی جائے اور خبر گیری رکھی جائے۔

ہم نشینی کا حق

چھٹے نمبر میں فرمایا: والصاحب بالجنب اس کے لفظی معنی ”ہم نشین ساتھی“ کے ہیں جس میں رفیق سفر بھی داخل ہے جو کسی عام مجلس میں آپ کے برابر بیٹھا ہو اور بعض حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص داخل ہے جو کسی کام اور کسی پیشہ میں آپ کا شریک ہے۔²

راہ گیر کا حق

ساتویں نمبر پر ارشاد فرمایا: وابن السبیل اور راہ گیر کے ساتھ بھی اچھا سلوک رکھو، اس سے مراد وہ شخص ہے جو دوران سفر آپ کے پاس آ جائے یا آپ کا مہمان ہو جائے۔ چونکہ اس اجنبی شخص کا کوئی تعلق والا یہاں نہیں ہے تو قرآن مجید نے اس کے ساتھ اسلامی بلکہ انسانی حقوق کی رعایت کر کے اس کا حق بھی آپ پر لازم کر دیا۔ بقدر وسعت و استطاعت اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

غلام باندی اور ملازمین کا حق

آٹھویں نمبر پر ماملکت ایمانہم جس سے مراد مملوک اور باندیاں ہیں ان کا بھی یہ حق لازم کر دیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں اگرچہ یہ غلام و باندیوں کیلئے ہے لیکن اشتراک ملت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی بنا پر یہ احکام نوکروں اور ملازموں کیلئے بھی شامل ہیں۔ ان کا بھی یہی حق ہے کہ مقررہ تنخواہ اور کھانا وغیرہ دینے میں بخل اور مال مٹول سے کام نہ لیں اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر کام نہ ڈالیں۔

آخر آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَإِنْ اللَّهُ لَا يَحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا** ترجمہ..... اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتے جو متکبر ہو اور دوسروں پر اپنی بڑائی جتانے والا ہو۔³

1 پارہ ۵، سورۃ النساء، الآیہ: ۳۶، 2 پارہ ۵، سورۃ النساء، الآیہ: ۳۶، 3 پارہ ۵، سورۃ نساء، ۴۶

آیت کا یہ آخری جملہ پچھلے تمام ارشادات کا تکرار ہے کہ پچھلے آٹھ نمبروں میں جن لوگوں کے حقوق کی تاکید آئی ہے اس میں کوتاہی وہ لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں تکبر اور غرور ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔¹

حسن سلوک سے متعلق ہدایات اور سنتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تباہ ہو وہ شخص!، تباہ ہو وہ شخص! تباہ ہو وہ شخص! پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ شخص کون ہے؟ فرمایا: وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر جنت میں داخل نہ ہو۔ یعنی ان کی خدمت کر کے ان کو راضی نہ کرے تو وہ انتہائی بد قسمت ہے۔ کیونکہ بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنا جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت کی رضا مندی باپ کی رضا مندی میں ہے اور اللہ رب العزت کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔³

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی رضاعی ماں حلیمہؓ کے لئے اپنی کملی بچھانا

ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مقام جعرانہ میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اچانک ایک خاتون آئیں جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے (ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حسن سلوک دیکھا تو لوگوں سے) پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ماں ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔⁴

اگر ماں باپ نے اولاد کے حق میں کوناہی بھی کی ہو تب بھی اولاد کے لئے بد سلوک کی کرنا موجب وبال ہے۔⁵

قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول

1 معارف القرآن، ج: ۲، ص: ۱۰۱۱۔ 2 مسلم، کتاب الاداب باب البر والصلة، ج: ۲، ص: ۲۰۴، رقم: ۵۹۱۲۔ 3 مشکاة المصابیح، ج: ۳، ص: ۱۸۔ 4 کتاب الاداب باب البر والصلة، ج: ۲، ص: ۲۰۸، رقم: ۵۹۳۷۔ 5 معارف القرآن، ج: ۲، ص: ۲۳۰۔

اللہ! کیا ماں باپ کے مرنے کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو میرے لئے ابھی کچھ باقی ہے (یعنی زندگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کیا ان کے مرنے کے بعد بھی کوئی ایسی صورت ہے کہ ان سے حسن سلوک کرتا رہوں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ان کے لیے دعا کرنا اور استغفار کرنا اور ان کی وصیت پورا کرنا اور ان کے ناتے داروں سے محض ان کی وجہ سے حسن سلوک کرنا اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا اب بھی باقی ہے۔¹

ماں باپ کی ایسی اطاعت جائز نہیں ہے جس سے دین کی مخالفت اور شرعی احکام و مسائل کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔²

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم رحمٰن سے نکلا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا کہ جو شخص تجھ کو جوڑے گا (یعنی تیرے حق کو ملحوظ رکھے گا) میں بھی اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو شخص تجھ کو توڑے گا (یعنی تیرا لحاظ نہ کرے گا) میں بھی اس کو توڑوں گا۔ یعنی ایسے شخص کو اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔³

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا (مطلب یہ ہے کہ قطع رحمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا سخت گناہ ہے کہ اس گناہ کی گندگی کے ساتھ جنت میں نہیں جاسکے گا ہاں جب اس کو سزا دے کر پاک کر دیا جائے گا یا توبہ وغیرہ کرنے سے معاف کر دیا جائے گا تو جاسکے گا)۔⁴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کامل صلہ رحم وہ نہیں ہے جس کے ساتھ صلح رحمی کی جاتی ہے (تو وہ بھی صلہ رحمی کرتا ہے) بلکہ صلح رحمی کرنے والا وہ ہے جو اس حالت میں بھی صلہ رحمی کرے جب دوسرا اس کے ساتھ قطع رحمی (اور حق تلفی) کا معاملہ کرے۔⁵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بعض پڑوسی وہ ہیں جن کا صرف ایک حق ہے بعض وہ ہیں جن کے دو حق ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے تین حق ہیں۔ ایک حق والا وہ پڑوسی ہے جو غیر مسلم ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہیں ہے۔ دو حق والا وہ پڑوسی ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلمان بھی ہے اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہے مسلمان بھی اور رشتہ دار بھی ہے۔

1 ابو داؤد، کتاب الاداب باب البر والصلة، ج: ۲، ص: ۲۰۷، رقم: ۴۹۳۶، 2 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۵۳۰، 3 بخاری، کتاب الاداب باب البر والصلة، ج: ۲، ص: ۲۰۵، رقم: ۴۹۲۰، 4 صحیح للبخاری ج: ۵، ص: ۲۲۵۰، 5 بخاری، کتاب الاداب باب البر والصلة، ج: ۲، ص: ۲۰۶، رقم: ۴۹۲۳.

ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کسی محلہ کے لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل و بہتر وہ شخص ہے جو پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہے۔¹
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



کسب حلال و معاملات کے بارے میں ہدایات و سنتیں

عن المقدم بن معدیکرب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أخذ اكل احد طعاما قط خيرا من أن يأكل من عمل يديه وإن نبى الله داود عليه السلام كان يأكل من عمل يديه ترجمہ حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی کسی نے اپنے ہاتھ کی محنت کی روزی سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی محنت سے کمائی ہوئی روزی کھاتے تھے۔¹

ہاتھ کی کمائی سب سے بہتر روزی ہے

کسب یعنی اپنی روزی خود پیدا کرنا انبیاء، پیغمبر اسلام کی سنت ہے جو شخص کسی کسب مثلاً تجارت زراعت وغیرہ کا پیشہ اختیار کرے اس پر فرض ہے کہ وہ صرف حلال اور جائز مال کمائے۔ حرام سے کلیۃً اجتناب کرے اور اپنے پیشے و ہنر میں احکام شرعیہ بہ صورت ملحوظ رکھے۔ نیز اپنے پیشے وغیرہ میں تمام تر محنت و جدوجہد کے باوجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور اعتماد رکھے کہ رزاق مطلق نہ ف اللہ تعالیٰ ہے اور کسب محض ایک ظاہری وسیلہ کے درجہ کی چیز ہے۔ اپنے پیشے و کسب کو رزاق نہ سمجھے کیونکہ یہ شرک کفنی ہے۔

کسب یعنی کمانا، اس کے چار درجہ ہیں

فرض اتنا کمانا فرض ہے جس سے اپنی اور اہل و عیال کی معاشی ضروریات پوری ہو جائیں۔² مستحب اس نیت سے کمانا مباح ہے کہ اپنی اور اہل و عیال کی ضروریات سے جو کچھ بچے گا، وافر اور مساکین اور مستحق اقرباء پر خرچ کرے گا۔³

مباح ضروریات زندگی سے زیادہ کمانا اس صورت میں مباح ہے جب کہ نیت جائز آسائش

1 بحاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل والعسل بیدہ، ج ۲، ص ۳۰، رقم ۱۹۹۶

2 مظاہر حق، ج ۳، ص ۲۸، 3 مظاہر حق، ج ۳، ص ۲۸

کا حصول اور اپنے وقار کو قائم رکھنا مقصود ہو۔ ریا، دکھلاوا اور ناموری مقصود نہ ہو۔¹

حرام: یعنی محض مال و دولت جمع کر کے فخر و تکبر کا اظہار کرنے کے لئے کمانا حرام ہے اگرچہ حلال ذرائع ہی سے کیوں نہ کمایا جائے۔ کمانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی کمائی کو اپنے اہل و عیال پر اس طرح خرچ کرے کہ نہ اسراف میں مبتلا ہو اور نہ بخل کرے۔²

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اكْثُرُوا الطِّيبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّكُمْ لَعِندَهُ قَائِمُونَ﴾ ترجمہ اے ایمان والو! تم صرف وہی پاکیزہ اور حلال رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیا اور شکر ادا کرو واللہ تعالیٰ کا اگر تم اس کے بندے ہو۔³

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ سب سے بہتر کسب جہاد ہے۔ بشرطیکہ جہاد کے ارادہ کے وقت مال و غنیمت کے حصول کا خیال دل میں قطعاً نہ ہو بلکہ نیت میں اخلاص ہو (کہ جو مال غنیمت حاصل ہو وہ سب سے بہتر رزق ہے) اس کے بعد تجارت کا درجہ ہے۔ تجارت ملکی ہو یا غیر ملکی جو مسلمانوں کی ضروریات کو شامل ہو۔ اس قسم کی تجارت کرنے والا اگر حصول منفعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی خدمت کی نیت بھی رکھے تو اس کی تجارت عبادت کی ایک صورت بن جائے گی۔ تجارت کے بعد زراعت کا درجہ ہے۔ زراعت کا پیشہ بھی دنیاوی منفعت کے علاوہ اجر و ثواب کا ایک بڑا ذریعہ بن سکتا ہے، بشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر توکل و اعتماد ہو۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ کتابت کا پیشہ بھی بہتر درجہ رکھتا ہے کیونکہ اس پیشہ میں نہ صرف یہ کہ دین کی خدمت ہوتی ہے بلکہ دینی علوم، شرعی احکام، انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کے احوال بھی یاد ہوتے ہیں۔⁴

آج کل تجارت و معیشت کا باب انتہائی وسیع ہو چکا ہے اور مزید سے مزید پھیلتا جا رہا ہے لہذا ایک مسلمان کیلئے بھی کسی خاص تجارت کی کوئی پابندی عائد نہیں ہے بلکہ ہر وہ تجارت و معیشت جو خدا و رسول کے احکام کے تابع ہو اور ان کی یاد سے غافل نہ کرنے والی ہو جائز ہے۔

جس تجارت و حرفت میں مشغول ہو اور اس سے اس کی ضروریات پوری ہو جاتی ہوں تو اس پر قناعت کرے۔ اس کی موجودگی میں دوسری تجارتوں اور دوسرے کاروبار کے ذریعہ زیادہ کمانے کی حرص نہ رکھے، بلکہ اپنے ابقیہ اوقات کو آخرت کی بھلائیوں کو حاصل کرنے میں صرف کرے۔

1 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۲۸. 2 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۲۸. 3 پارہ: ۲، سورۃ البقرۃ. 4 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۲۹.

کیونکہ صرف اس دنیا کی فانی زندگی کی راحت و تعمیش کے حصول میں ہمہ وقت لگے رہنا اور آخرت کی ابدی سعادتوں سے بے پرواہ ہو جانا عقل و دانش سے بعید تر بات ہے۔

تجارت و کاروبار سے متعلق ہدایات اور سنتیں

حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بازار سے گزرے تو نماز کا وقت ہو گیا لوگوں کو دیکھا کہ دکانیں بند کر کے مسجد کی طرف جا رہے ہیں تو فرمایا کہ انہیں لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کا یہ ارشاد ہے: ﴿رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمُ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ ترجمہ یعنی وہ لوگ جو نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے۔¹ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کتاب البیوع میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تجارت اور خرید و فروخت کیا کرتے تھے مگر جب اللہ تعالیٰ کا کوئی فرض آ پڑتا تو کوئی خرید و فروخت ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کرتی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زیادہ تر تجارت پیشہ، یا صنعت پیشہ تھے کیونکہ تجارت و بیع کی وجہ سے اللہ جل شانہ کی یاد سے غافل نہ ہونا انہی لوگوں کا وصف ہو سکتا ہے جن کا مشغلہ تجارت و بیع ہو۔²

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو بیچنے میں اور خریدنے میں اور تقاضا کرنے میں نرمی کرے۔³

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی تجارتی زندگی میں زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ تجارتی معاملات میں زیادہ قسمیں کھانا (ظاہر اتو) کاروبار کو رواج دیتا ہے مگر برکت کھودیتا ہے۔⁴

فائدہ! یعنی لوگ قسم پر اعتماد کر کے خریداری کی طرف مائل ہوں گے لیکن جس شخص کو زیادہ قسمیں کھانے کی عادت ہوگی تو اس سے جھوٹی قسموں کا صدور ہونے لگے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک تو باطنی طور پر اس کی تجارت کی خیر و برکت نکل جائے گی دوسرے اس کا اعتبار آہستہ آہستہ اٹھ جائے گا۔

1 پارہ: ۱۸، سورۃ النور، الآیۃ: ۳، 2 بخاری، کتاب البیوع باب التجارۃ فی، ص: ۱۶۱، 3 بخاری و مسلم عن جابر، کتاب البیوع باب المساہلۃ فی المعاملات، ج: ۱، ص: ۵۱۸، رقم: ۲۷۹۰، 4 مسلم، کتاب البیوع باب المساہلۃ فی المعاملات، ج: ۱، ص: ۵۱۸، رقم: ۲۷۹۳،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ آدمی کو جو ملے گا وہ اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔¹

فائدہ! یہ قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ پیشین گوئی آج کے اس دور میں پوری طرح صادق ہے۔ آج ایسے کتنے لوگ ہیں جو حلال و حرام کے درمیان تمیز کرتے ہیں؟ ہر شخص مال و دولت بنورنے کی بوس میں مبتلا ہے۔ مال حلال ہے یا حرام! اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

دعا کے دو بازو ہیں ایک حلال کھانا دوسرا سچ بولنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ (تمام عیوب سے) پاک ہے۔ اس پاک ذات کی بارگاہ میں صرف وہی (اعمال) مقبول ہوتے ہیں جو (شرعی عیوب سے) پاک ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے اس چیز کا حکم تمام مومنوں کو بھی دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يَا أَيُّهَا الرِّسَلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ** ترجمہ یعنی اے رسولو! حلال روزی کھاؤ اور نیک اعمال کرو نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ** ترجمہ اے ایمان والو! صرف وہ پاک اور حلال رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بطور مثال کے) ایک شخص کا حال ذکر کیا کہ وہ طویل سفر اختیار کرتا ہے پراگندہ بال اور غبار آلودہ حالت میں اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام، لباس اس کا حرام، اور پرورش اس کی حرام غذا ہے ہوئی۔ پھر کیونکر اس کی دعا قبول ہو سکتی ہے!۔² فائدہ! مثلاً ایک شخص حج اور دیگر عبادات کے لئے طویل سفر کرتا ہے اور مقامات مقدسہ جاتا ہے جہاں مانگی جانے والی ہر دعا باب قبولیت تک پہنچتی ہے۔ پھر وہ دست سوال اٹھاتا ہے اور سفر کی طوالت و مشقت کی وجہ سے بال پراگندہ اور پورا جسم گرد و غبار سے آلودہ ہے۔ یعنی ایک تو وہ عبادت گزار پھر وہ مسافر جس کے بارے میں

1 بخاری، کتاب البیوع باب من لم یبال، ص: ۱۶۱، رقم: ۲۰۵۹۔ 2 مسلم، کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقة من الکسب الطیب، ص: ۸۳۸، رقم: ۲۳۳۶۔

حدیث میں ہے کہ اس کی دعا باب قبولیت کو ضرور چھوٹی ہے۔۔۔ مزید یہ کہ اس جگہ دعا مانگ رہا ہے جہاں مانگی جانے والی ہر دعا کی لاج رکھی جاتی ہے، الغرض قبولیت کے سارے آثار موجود ہیں مگر اس شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی، آخر کیوں؟ اس لئے کہ جس ذات سے وہ دعا مانگ رہا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ شخص حرام مال سے پرہیز نہیں کرتا کیونکہ دعا کے دو بازو ہیں۔ (جن کے سہارے وہ باب قبولیت تک پہنچتی ہے) ایک تو حلال کھانا اور دوسرا بیچ بولنا۔¹

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں کو اختیار حاصل رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں اور جب بیچنے والا اور خریدنے والا بیچ بولتے ہیں اور (اس چیز اور قیمت میں جو غیب و نقص ہوتا ہے اس کو) ظاہر کر دیتے ہیں (تاکہ کسی دھوکہ و فریب کا دخل نہ رہے) تو ان کے خرید و فروخت میں برکت عطا کی جاتی ہے اور جب وہ غیب چھپاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ختم کر دی جاتی ہے۔²

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص احتکار کرے (یعنی کراں فرشی کی نیت سے غلے کی ذخیرہ اندوزی کرے) وہ گناہ گار ہے۔³ یعنی ہر ایسی چیز کو جو انسان یا حیوان کی غذائی ضرورت میں کام آتی ہو، گراں بازاری کے حالات میں خرید کر اس نیت سے اپنے پاس روک رکھے کہ جب اور زیادہ گرانی ہوگی تو اسے بیچوں گا۔ یہ احتکار کہلاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تاجر کو رزق دیا جاتا ہے اور احتکار کرنے والا ملعون ہے۔⁴ یعنی جو شخص باہر سے غلہ وغیرہ لاتا ہے کہ اسے موجودہ نرخ پر فروخت کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے جس میں برکت عطا کی جاتی ہے، برخلاف اس کے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی پریشانیوں اور غذائی قلت سے فائدہ اٹھا کر غلہ وغیرہ کی ذخیرہ اندوزی کرے تو یہ شخص خیر و بھلائی سے محروم ہے اور اسے برکت بھی حاصل نہیں ہوتی۔

مسلم ایک طرح کی بیع کا نام ہے۔ جس میں خریدی جانے والی چیز بعد میں لی جاتی ہے اور قیمت پہلے ادا کر دی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں میں ایک سال، دو سال، تین سال کی بیع مسلم کیا کرتے تھے (یعنی پیشگی قیمت دے کر کہہ دیا کرتے تھے کہ ایک سال یا دو سال یا

1 مظاهر حق، ج: ۳، ص: ۲۳، 2 مسلم، کتاب البیوع باب الخيار، ج: ۱، ص: ۵۲۰، رقم: ۲۸۰۲

3 مسلم، کتاب البیوع باب الاحتکار، ص: ۵۳۵، رقم: ۲۸۹۳، 4 مشکوٰۃ، کتاب

البیوع باب الاحتکار، ص: ۵۳۵، رقم: ۲۸۹۳

تین سال کے بعد پھل پہنچا دینا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص کسی چیز کی بیع مسلم کرے اسے چاہیے کہ معین وزن اور معین مدت کے لئے مسلم کرے۔¹ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی چیز کے لئے بیع مسلم کا معاملہ کرے تو اس چیز کو قبضہ میں کرنے سے پہلے کسی دوسرے کی طرف منتقل نہ کرے۔²

چیز جب تک اپنے قبضہ میں نہ آ جائے اسے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت نہ کرے اور نہ مہرہ کرے۔ اسی طرح اس چیز کو کسی دوسری چیز سے نہ بدلے یعنی جس چیز کی بیع مسلم ہوئی ہے معاملہ کے مطابق اسی کو لے اور جب تک اپنے قبضہ میں نہ آ جائے اس کے بدلے میں کوئی دوسری چیز لینا، فروخت کرنا یا تبدیل کرنا درست نہیں۔

قرض کو ادا کرنے کی نیت رکھنے والے کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص لوگوں کا مال (بطور قرض کے) لے اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ مال ادا کرا دیتے ہیں (بایں طور پر کہ یا تو دنیا میں قرض ادا کرنے کی استطاعت مل جاتی ہے۔ یا آخرت میں حق دار کو خدا راضی کر دیتا ہے) اور جو شخص لوگوں کا مال لے اور اس کو ضائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (یعنی واپسی کا ارادہ نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے مال کو ضائع کر دیتا ہے۔³

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحب استطاعت کا (ادائیگی قرض میں) تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو صاحب استطاعت کے حوالہ کیا جائے تو اس حوالہ کو قبول کر لینا چاہیے۔⁴

بعض علماء کرام کا قول ہے کہ اس شخص کی گواہی قابل رد ہے جو صاحب استطاعت ہونے کے باوجود بار بار نادھندگی کا ارتکاب کرے اور ادائیگی میں تاخیر کرنا اس کی عادت بن جائے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ فسق ہے اور حدیث مبارکہ کے دوسرے جز کا مطلب ہے مثلاً کسی شخص کا کسی پر قرض ہو اور وہ قرض دار قرض کی ادائیگی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے کسی دوسرے سے کہے کہ تم میرا قرض ادا کر دینا اور وہ راضی ہو جائے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ وہ قرض دار کی اس بات کو

1 بخاری، کتاب البیوع باب المسلم، ص: ۵۲۳، 2 ابو داؤد، کتاب البیوع باب المسلم، ص: ۵۲۵، رقم: ۲۸۹۱، 3 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۱۲۳، 4 مسلم، کتاب البیوع باب الافلاس، ص: ۵۳، رقم: ۲۹۰۷۔

قبول کر لے تاکہ اس کا مال ضائع نہ ہو۔ یہ حکم استحباب کے طور پر ہے لیکن بعض علما کا قول ہے کہ یہ حکم بطریق وجوب ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ مفلس و تنگ دست کو اپنا قرض وصول کرنے میں مہلت دے یا اس کو معاف کرے۔ (یعنی اپنا پورا قرض یا جس قدر ممکن ہو معاف کر دے)۔¹

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تنگ دست کو مہلت دے یا اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اپنے سایہ رحمت میں جگہ دیں گے۔² ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص مفلس و تنگ دست کو مہلت دے تو ادا نیکی کا دن آنے تک اس کو ہر دن کے بدلے اس کے قرض کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا رہے گا۔³

نقد رقم ادھار پر دینا قرضہ حسنہ کہلاتا ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور اگر مقروض مجبوری کی بنا پر وقت پر ادا نہ کر سکے تو اسے مزید مہلت دینا قرض کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر قرض پر منافع وصول کرے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔ مسلمانوں کو ہر معاملہ میں صرف دنیا کا نفع ہی مقصود نہیں رکھنا چاہیے بلکہ آخرت کے نفع کے لئے بھی کچھ کرنا چاہیے۔ کسی ضرورت مند کو قرض حسنہ دینا، تنگ دست کو مہلت دینا اور حسب توفیق معاف کر دینا آخرت کا نفع ہے۔ اگر میعاد قرض پوری ہو جائے اور وہ شخص جس پر قرض ہے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اس وقت اگر کوئی شخص مہلت دے دے تو اس کو ہر روز اس کی دگنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنُظْرَةٌ إِلَىٰ مِيسْرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: یعنی اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہو اور تمہارا قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو حکم شرعی یہ ہے کہ اس کو فراخی اور آسودگی کے وقت تک مہلت دی جائے اور اگر تم اس کو اپنا قرض معاف ہی کر دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تم کو یقین ہے۔⁴ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں بھی تمہیں اس عمل کی بہتری کا مشاہدہ ہو جائے گا کہ تمہارے مال میں برکت ہوگی۔ برکت کی حقیقت یہ ہے کہ کم مال میں بہت سے کام نکل جائیں گے۔ یہ

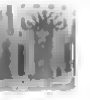
1 مسلم، کتاب البیوع باب الافلاس، ص: ۵۳۶، 2 مسلم، کتاب البیوع باب الافلاس، ص: ۵۳۷، 3 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۱۲۹، بحوالہ مسند احمد، 4 پارہ: ۳، سورۃ بقرہ، الآیۃ: ۲۸۰۔

ضروری نہیں کہ مال کی مقدار یا تعداد زیادہ ہو جائے۔ یہ مشاہدہ ہے کہ صدقہ خیرات کرنے والوں کے کم مال میں بے شمار برکت ہوتی ہے۔ ان کے کم مال سے اتنے کام نکل جاتے ہیں کہ حرام مال والوں کے زیادہ اموال سے وہ کام نہیں نکلتے۔¹

سود کا وبال

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُغْفِرُ الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾..... ترجمہ..... اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کسی کفر کرنے والے کو کسی گناہ کرنے والے کو۔² یہ مضمون آخرت کے اعتبار سے تو بالکل صاف ہے، دنیا کے اعتبار سے بھی اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو بالکل کھلا ہوا ہے جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے مگر انجام کار نتیجہ اس کا قلت ہے۔³ سود کا حرام ہونا اس قدر شدید ہے کہ اس کی مخالفت کرنے پر قرآن مجید میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ سنایا گیا ہے۔⁴ قرآن مجید کی سات آیات، چالیس سے زائد احادیث اور اجماع امت سے سود کا حرام ہونا ثابت ہے۔⁵ ایک حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے پر بھی لعنت فرمائی اور سود دینے والے پر بھی۔ بعض روایات میں سودی معاملہ کی گواہی دینے والے اور اس کا وثیقہ لکھنے والے پر بھی لعنت فرمائی اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ بعض روایات میں شاہد و کا تب پر لعنت اس صورت میں ہے جب کہ ان کو اس کا علم ہو کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب کسی قوم میں لین دین میں سود کا رواج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر ضرور یات کی گرائی مسلط کر دیتا ہے۔⁶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات دو شخصوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس تک لے گئے۔ پھر ہم آگے چلے تو ایک خون کی نہر دیکھی جس کے اندر ایک آدمی کھڑا ہوا ہے۔ دوسری آدمی اس کے کنارے پر کھڑا ہے۔ جب یہ نہر والا آدمی اس سے باہر آنا چاہتا ہے تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر

1 معارف القرآن، ج: ۱، ص: ۱۴۶، 2 پارہ: ۳، سورة بقرہ، الآية: ۲۷۶، 3 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع باب الربا، ج: ۱، ص: ۵۲۳، رقم: ۲۸۲۷، 4 پارہ: ۳، سورة بقرہ، الآية: ۲۷۹، 5 معارف القرآن، ج: ۱، ص: ۱۶۲، 6 مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیوع باب الربا، ج: ۱، ص: ۵۲۱، رقم: ۲۸۰۷.



مارتا ہے۔ جس کی چوٹ سے گر کر پھر وہ وہیں چلا جاتا ہے جہاں کھڑا تھا۔ پھر وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر یہ کنارے والا آدمی یہی معاملہ کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان دونوں ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے بتایا کہ خون کی نہر میں قید کیا ہوا آدمی سود کھانے والا ہے اور اپنے عمل کی سزا پا رہا ہے۔¹

فریضہ زکوٰۃ..... معاش مسائل کا حل ہے

فریضہ زکوٰۃ ادا کرنے میں جیسے یہ عظیم الشان فائدہ مضمر ہے کہ قوم کے فقراء و مساکین کی امداد ہوتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے معاشی حالات کو درست کرنے کے لئے بھی یہ فریضہ فکر مند کرتا ہے اور تجارت کی ترغیب کا بھی ایک بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ ہر انسان جب یہ دیکھے گا کہ نقد سرمایہ کو بند رکھنے کا نتیجہ یہ ہے کہ نفع تو کچھ ہوا نہیں اور سال کے ختم پر چالیسواں حصہ کم ہو گیا تو ضرور اس کو اس طرف توجہ کرنی پڑے گی کہ اس مال کو کسی تجارت پر لگانے اور دوسری طرف چونکہ سود پر روپیہ چلانا ناجرم ٹھیرا تو تجارت کی یہ صورت نہ رہے گی کہ لاکھوں انسانوں کے سرمایہ سے صرف ایک انسان تجارت کرے، بلکہ ہر مال دار شخص خود تجارت میں آنے کی فکر کرے گا اور جب کہ بڑے سرمایہ دار بھی صرف اپنے ہی سرمایہ سے تجارت کریں گے تو چھوٹے سرمایہ والوں کو تجارت میں وہ مشکلات پیش نہیں آئیں گی جو بینکوں سے سودی روپیہ لے کر بڑی تجارت والے پیدا کر دیتے ہیں۔ اس طرح پورے ملک میں تجارت اور اس کے منافع عام ہوں گے اور اس کے نتیجہ میں ملک کے غرباء، اور فقراء کو فائدہ پہنچے گا۔ کسی یورپی ماہر نے صحیح کہا ہے کہ مسلمانوں کا نظام زکوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اگر مسلمان اس کے پابند ہو جائیں تو اس قوم میں کوئی مفلس اور مصیبت زدہ نظر نہ آئے۔

گا کہوں کی خرید و فروخت ناجائز ہے

جیسا کہ بعض اخبار بیچنے والے اور دودھ بیچنے والے جب اخبار اور دودھ گھر گھر پہنچانے کا اپنا کاروبار خوب مستحکم کر لیتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد پورے علاقے کو کسی نئے تاجر کے پاس فروخت

1. قارئین کرام ذرا غور کا مقام ہے کہ آج برادری مہنگائی کے سیلاب کو درہا ہے اگر آج بین الاقوامی سطح پر نہ ہی صرف اپنے ملک کی سطح پر ہم سودی لین دین قطع کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حلال کی خیر و برکت آج بھی سودی گمراہی ورنہ دنیا میں مسرت تو دیکھ ہی رہے ہیں اور آخرت کا معاملہ تو بہت خطرناک ہے یاد رہے کہ سود کھانے والوں کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ کی وعید آئی ہے جسے قطع گوارا نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم۔ از مہدی الصبور محوی

کردیتے ہیں گویا یہ ایک قسم کی گپڑی ہوتی ہے، یا بعض ٹیوشن پڑھانے والے حضرات جب اچھی خاصی مالیت کے ٹیوشن بنا لیتے ہیں تو پھر اسے کسی دوسرے کے ہاں فروخت کر دیتے ہیں۔ ان سب صورتوں سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے۔

جمعہ کی اذان کے وقت کاروبار

قرآن کریم میں اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کی ممانعت فرمائی ہے اس لئے جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید و فروخت اور دیگر کاروبار ناجائز ہے۔ ہاں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد خرید و فروخت جائز ہے۔

حرام کام کی اجرت بھی حرام ہے

درزی کا غیر شرعی کپڑے سینا مثلاً مردوں کے لئے خالص ریشمی کپڑے سینا یا ٹائی اور پینٹ سینا وغیرہ یا عورتوں کے لئے مردانہ وضع قطع کے کپڑے سینا یا ایسی ڈیزائننگ کٹنگ کے کپڑے سینا جس سے عریانیت عیاں ہوتی ہو۔ اور ٹائپسٹ کا غلط بیانی والی دستاویز ٹائپ کرنا اور حجام کا لوگوں کی داڑھی مونڈنا وغیرہ۔ یہ سب چیزیں حرام ہیں اور ان کی اجرت بھی حرام ہے۔

کسی کی ناحق زمین غصب کرنا

اگر کوئی شخص اپنی زمین کی پیمائش اور نقشہ کی حد سے بڑھ کر اپنے پڑوسی کی زمین میں اپنا مکان تعمیر کر لیتا ہے یا اپنی زمین کو بڑھا لیتا ہے اور اپنے پڑوسی کی زمین کم کر دیتا ہے ایسے شخص کے متعلق حدیث مبارکہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی کی ایک باشت زمین پر بھی ناحق قبضہ کر لیا قیامت کے دن سات طبق تک اس زمین کا طوق اس کے گلے میں پہنایا جائے گا۔¹

امانت

امانت کی رقم اگر گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس امانت رکھی تھی اگر اس نے بعینہ محفوظ رکھی تھی اور اس کی حفاظت میں غفلت نہیں کی تھی تو اس کے ذمہ اس رقم کا ادا کرنا لازم نہیں۔ لیکن اگر اس نے امانت کی رقم محفوظ نہ رکھی بلکہ اسے خرچ کر لیا یا اپنی رقم میں اس طرح ملا لیا کہ دونوں کے درمیان امتیاز نہ رہا یا اس کی حفاظت میں غفلت کی تو ادا

1 الصحیح للإمام البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، ج: ۳، ص: ۱۱۸۔

کرنا لازم ہے۔ کسی سے کوئی چیز عاریتاً لی جائے تو وہ لینے والے کے پاس امانت ہوتی ہے۔ اس کو واپس کرنا لازم ہے اگر واپس نہ کی تو یہ خیانت ہے اور خیانت گناہ کبیرہ ہے۔

رشوت دینے اور لینے والے کا شرعی حکم

رشوت قطعی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے راشی اور مرتشی دونوں پر لعنت فرمائی اور اس پر دوزخ کی وعید سنائی ہے اس لئے رشوت لینا تو ہر حال میں حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور رشوت دینے کی صورتیں ہیں ایک یہ کہ جلب منفعت کے لئے دے یہ حرام ہے اور یہی مصداق ہے ان احادیث کا جن میں رشوت دینے پر وعید آئی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دفع ظلم کے لئے رشوت دینے پر مجبور ہو۔ مظلوم اگر دفع ظلم کے لئے رشوت دے کر خونخوار درندوں سے اپنی جان چھڑائے تو اس کے بارے میں فقہاء فرماتے ہیں ممکن ہے اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ عام حالت میں جو رشوت کا لین دین ہے یہ مسئلہ اس سے متعلق نہیں ہے۔ رشوت کا پیسہ حرام ہے اور حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی حرام کما کر اس میں سے صدقہ کرے وہ قبول نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس کی بارگاہ میں صرف وہی (صدقات وغیرہ) قبول ہوتے ہیں جو پاک ہوں۔ حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ مال حرام میں صدقہ کی نیت کرنا یا اس سے کسی کی خدمت کرنا اور اس پر ثواب کی امید رکھنا بڑا سخت گناہ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص گندگی جمع کر کے کسی بڑے آدمی کو بدیہ پیش کرے تو یہ بدیہ نہیں بلکہ اس کو سنگین گستاخی تصور کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں رشوت، سود، ربا اور ناجائز حرام کی کمائی پیش کرنا بھی سخت ترین گستاخی ہے۔ اکابرین علماء نے لکھا ہے کہ حرام مال پر ثواب کی نیت کرنے سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ رشوت لینے والا یا حرام کمانے والا اگر بعینہ اسی حرام رقم سے کوئی چیز خرید کر کسی کو تحفہ دیتا ہے تو اس تحفہ کا لینا جائز نہیں اور اگر وہ اپنی تنخواہ کی رقم سے یا کسی اور جائز آمدنی سے تحفہ دیتا ہے تو اس کا لینا درست ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ تحفہ جائز آمدنی کا ہے یا ناجائز؟ تو اگر اس کی غالب آمدنی صحیح ہے تو تحفہ لے لینا درست ہے ورنہ احتیاط لازم ہے اور اگر اس کی دل شکنی کا اندیشہ ہو تو اس سے لے لے کر استعمال نہ کرے۔ بلکہ بغیر نیت صدقہ کے کسی محتاج کو دیدے۔

جو احرام ہے

جو انص قرآنی کی رو سے قطعاً حرام ہے، جس کو قرآن کریم نے میسر کے نام سے ممنوع

وحرام قرار دیا ہے اور ازلام (لاٹری) بھی حرام ہے اور اسے رجس من عمل الشیطان کہہ کر بتلادیا کہ یہ گندے شیطانی کام ہیں۔ آگے فرمایا: فاجتنبوه لعلکم تفلحون سوان سے بچتے رہو تا کہ تم نجات پاؤ۔^۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اونٹوں، ہاتھیوں، بیلوں، بھینسوں، مرغوں یا بیروں اور دوسرے چوپایوں کو آپس میں لڑانا نہیں چاہیے۔ شرعاً ایسا مقابلہ ناجائز ہے اور اس سے ملنے والی رقم جوئے کی رقم ہے اور یہ حرام ہے۔^۲ ازلام ان تیروں کو کہتے ہیں جن پر قرعہ اندازی کر کے عرب میں جو اکیلنے کی رسم تھی۔ جیسے آج کل بہت سی قسمیں لاٹری کی بازاروں میں جاری ہیں۔ اسی طرح کی قرعہ اندازی قمار یعنی جوا ہے جو آزر وئے قرآن کریم حرام ہے۔^۳ سورۃ المائدہ آیت ۹۰ میں جن چار چیزوں جوا، شراب، بت پرستی اور ازلام کا حرام ہونا مذکور ہے۔ ان میں سے ازلام اور جوا نتیجہ کے اعتبار سے ایک ہی ہیں۔

نوٹ! کاروبار کے فقہی مسائل ہر شعبہ تجارت کے جدا جدا ہیں اور بہت زیادہ ہیں۔ ہر شعبہ کیلئے مستقل کتابیں منظر عام پر آئی ہوئی ہیں۔ لہذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اپنے پیشہ سے متعلق دینی مسائل کتابوں سے یا کسی عالم دین سے معلوم کر کے اپنے کاروبار کو شریعت کے مطابق بنائے اور خدا اور رسول کی ناراضگی کے وبال سے بچے۔

اللہ رب العزت ہم سب مسلمانوں کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

وما توفیقی إلا باللہ العلی العظیم



۱ پارہ: ۷، سورۃ المائدہ، الآیہ: ۹۰. (۲) مظاہر حق. (۳) پارہ: ۷، سورۃ المائدہ، الآیہ: ۹۰.

نکاح کے متعلق ہدایات و سنتیں

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فإنه اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فإنه وجاء ۱ ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص مجامعت کے لوازمات (یعنی بیوی بچوں کا نفقہ اور مہر ادا کرنے) کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نکاح کرے۔ کیونکہ نکاح کرنا نظر کو بہت چھپاتا ہے اور شر مگاہ کو بہت محفوظ رکھتا ہے۔ اور جو شخص مجامعت کے لوازمات کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کے لئے خوابشات نفسانی میں کمی کا باعث ہوگا۔ ۱ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں کو نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے نکاح کے کئی فائدے ظاہر فرمائے۔ ایک تو انسان نکاح کرنے سے اجنبی عورتوں کی طرف نظر بازی سے بچتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حرام کاری سے محفوظ رہتا ہے۔ مزید یہ کہ نکاح کرنے سے اپنا گھر بستا ہے، گھریلو زندگی میں سکون و اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے، جس کے ذریعہ حیات انسانی کو فکر و عمل کے ہر موڑ پر سہارا ملتا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ نکاح کے ذریعہ کنبہ بڑھتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو مضبوط اور معاشرے میں اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے اپنا رعب قائم رکھتا ہے۔ پانچویں بات یہ کہ نکاح کرنے سے نفس مجاہدہ کا مادی ہو جاتا ہے کیونکہ اہل و عیال کی خبر گیری و پرورش کے سلسلہ میں مسلسل جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان بے عملی اور لاپرواہی کی زندگی سے دور رہتا ہے۔ اور دینی زندگی یعنی عبادات و اطاعت میں بھی چاق و چوبند ہو جاتا ہے۔ چھٹا فائدہ یہ کہ نکاح سے صالح اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی شخص کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ اس کی نیک اولاد ہوتی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف دنیا میں سکون و اطمینان اور عزت و نیک نامی حاصل ہوتی ہے بلکہ اخروی طور پر بھی فلاح و سعادت کا حصہ دار بنتا ہے۔ ۲

نکاح کے متعلق احکام

فرض: نکاح کرنا اس صورت میں فرض ہو جاتا ہے جب کہ جنسی ہیجان اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور بیوی کے مہر اور نفقہ پر قدرت حاصل ہو اور بیوی کے ساتھ ظلم و زیادتی کا خوف نہ ہو۔¹

واجب: نکاح کرنا اس صورت میں واجب ہوتا ہے، جب کہ جنسی ہیجان کا غلبہ ہو مگر اس درجہ تک نہ ہو کہ زنا میں مبتلا ہونے کا یقین ہو۔ نیز مہر و نفقہ کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہو اور بیوی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔ اگر کسی شخص پر جنسی ہیجان کا غلبہ تو ہو مگر وہ مہر اور بیوی کے اخراجات کی طاقت نہیں رکھتا انتہائی غریب آدمی سے تو ایسی صورت میں جب تک صاحب حیثیت نہ ہو، اور نکاح نہ کرے تو گناہ گار نہیں ہوگا۔ ایسے شخص کے لئے حدیث بالا میں ارشاد ہے کہ وہ کثرت سے روزے رکھے کیونکہ اس سے شہوت کو سکون ہو جاتا ہے۔ اور اگر مہر و نفقہ وغیرہ کی طاقت رکھنے والا شخص جنسی ہیجان کی صورت میں نکاح نہ کرے تو وہ گناہ گار ہوگا۔²

سنت مؤکدہ: اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ یعنی جنسی ہیجان کا غلبہ تو نہ ہو لیکن بیوی کے ساتھ مباشرت و مجامعت کی طاقت رکھتا ہو اور مہر و نفقہ کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو۔ لہذا اعتدال کی صورت میں نکاح نہ کرنے والا شخص گناہ گار ہوتا ہے۔ جب کہ زنا سے بچنے اور افزائش نسل کی نیت کے ساتھ نکاح کرنے والا اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔³

مکروہ: نکاح کرنا اس صورت میں مکروہ ہے کہ بیوی پر ظلم و زیادتی کا خوف ہو۔
حرام: نکاح کرنا اس صورت میں حرام ہے جب کسی شخص کو بیوی پر ظلم و زیادتی کرنے کا یقین کامل ہو کہ میں اپنی بد مزاجی کی سختی و تندہی کی وجہ سے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک قطعاً نہیں کر سکتا۔
فائدہ! اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اسی صورت کے مطابق عمل کرے جو اس کی حالت کے مطابق ہو۔⁴

قرآن مجید میں نکاح کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿وَانْكَحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَائِكُمْ إِنَّ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ ترجمہ..... اور جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور لونڈیوں

1 مظاہر حق: ج: ۳، ص: ۲۱۸، 2 مظاہر حق: ج: ۳، ص: ۲۱۸، 3 مظاہر حق: ج: ۳، ص: ۲۱۸، 4 معارف القرآن: ج: ۱، ص: ۱۰، مظاہر حق: ج: ۳، ص: ۲۳۸.

میں جو اس لائق ہوں (کہ حقوق نکاح ادا کر سکتے ہوں) ان کا بھی (نکاح کر دیا کرو) اور نکاح کا پیغام دینے والے کے فقر و افلاس پر نظر کر کے انکار نہ کر دیا کرو (جب کہ اس میں کسب معاش کی صلاحیت موجود ہو کیونکہ) اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے۔ (جس کو چاہے مالدار کر دے) اور سب کا حال جانے والا ہے۔¹

ایسا می: انہم کی جمع ہے جو ہر اس مرد و عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کا نکاح موجود نہ ہو۔ خواہ اول ہی سے نکاح نہ کیا ہو یا زوجین میں سے کسی ایک کی موت یا طلاق سے نکاح ختم ہو چکا ہو۔ ایسے مردوں اور عورتوں کے نکاح کے لئے ان کے اولیا کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان کے نکاح کا انتظام کریں۔² بعض لوگ نکاح میں اس لئے پس و پیش کیا کرتے ہیں کہ نکاح ہو جانے کے بعد بیوی بچوں کا بار کیسے اٹھائیں گے۔ مذکورہ آیت کریمہ میں انہیں مجھادیا کہ ایسے موبہوم خطرات پر نکاح سے مت رکو۔ تمہاری اور تمہارے بیوی بچوں کی روزی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان ہی کی قسمت سے تمہارے رزق میں کشادگی کر دے۔ نہ مجرور بنا غنا کا موجب ہے اور نہ نکاح کرنا فقر و افلاس کو مستلزم ہے۔ یہ باتیں حق تعالیٰ کے ذمہ ہیں اور حق تعالیٰ شانہ جس کے حق میں مناسب جانتا ہے کشادگی کر دیتا ہے۔³ فی الحال جن کو اتنا بھی مقدور نہیں کہ کسی عورت کو نکاح میں لائیں یعنی مہر و نفقہ وغیرہ کی حد تک ضروری خرچ اس کے پاس نہیں تو اس کے بارے میں اگلی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِيَسْتَعْفِفَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ اور ایسے لوگوں کو جن کو نکاح کی قدرت نہیں ان کو چاہیے کہ (اپنے نفس کو) قابو میں رکھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اگر چاہے تو) ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔⁴

یعنی اپنے نفس کو قابو میں رکھیں اور عقیف رہنے کی کوشش کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ اس ضبط نفس اور غفلت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو غنی کر دے اور نکاح کے بہترین مواقع مہیا فرما دے۔⁵ اور صبر کے لئے ایک بہترین تدبیر بھی حدیث میں بتلا دی گئی کہ کثرت سے روزے رکھے۔

نکاح سے متعلق ہدایات اور سننیتیں

آیت مذکورہ کے خطاب سے اتنی بات تو بالاتفاق آئمہ ثابت ہے کہ نکاح کا مسنون اور بہتر

1 پارہ ۱۸: سورۃ النور، آیت: ۳۲۔ 2 معارف القرآن: ج: ۲، ص: ۲۰۹۔ 3 تفسیر عثمانی: ص: ۴۷۲۔ 4 پارہ ۱۸: سورۃ النور، آیت: ۳۳۔ 5 تفسیر عثمانی: ص: ۲۰۲۔

طریقہ یہی ہے کہ اپنا نکاح کرنے کے لئے کوئی بھی مرد یا عورت بلا واسطہ خود اقدام اٹھانے کے بجائے اپنے اولیاء کے توسط سے یہ کام انجام دے، اس میں دین و دنیا کے مصالح اور فوائد ہیں خصوصاً لڑکیوں کے معاملہ میں۔ لڑکیاں اپنے نکاح کا معاملہ خود طے کریں تو یہ ایک قسم کی بے حیائی بھی ہے۔ اور اس میں فواحش کے راستے کھل جانے کا خطرہ بھی ہے اس لئے بعض روایات حدیث میں عورتوں کو خود اپنا نکاح بلا واسطہ ولی کے کرنے سے روکا بھی گیا ہے۔¹

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم نکاح کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو غنا، عطا فرمانے کا حکم کیا ہے وہ پورا فرمائیں گے پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ آیت پڑھی: **وَإِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِمَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ** تفسیر مظہری میں ہے: یہ یاد رہے کہ نکاح کرنے والے کو غنی اور مال عطا فرمانے کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی حال میں ہے جب کہ نکاح کرنے والے کی نیت اپنی عفت کی حفاظت اور سنت پر عمل ہو اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد ہو۔²

نکاح کا پیغام دینے سے پہلے ایک دوسرے کے حالات اور عادات و اطوار کی خوب اچھی طرح جستجو کر لی جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جو طبعیت و مزاج کے خلاف ہونے کی وجہ سے زوجین کے درمیان ناچاقی و کشیدگی کا باعث بن جائے۔³

یہ مستحب ہے کہ عمر، عزت، حسب اور مال میں بیوی خاوند سے کم ہو اور اخلاق، عادات، خوش سلیمانی، آداب، حسن و جمال اور تقویٰ میں خاوند سے زیادہ ہو۔⁴

نکاح کا اعلان کیا جائے اور نکاح کی مجلس امانیہ طور پر منعقد کی جائے جس میں دونوں طرف سے اعزہ و احباب نیز بعض علماء و صلحا بھی شریک کئے جائیں۔⁵

نکاح پڑھانے والا نیک بخت اور صالح ہو۔ اور گواہ عادل و پرہیزگار ہوں۔⁶

اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا مستحب ہے۔ اس بارہ میں فقہی مسئلہ یہ بھی ہے کہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مرد اپنی منسوبہ کو دیکھنے کے بجائے کسی تجربہ کار اور معتمد علیہ عورت کو بھیج دے تاکہ وہ اس کی منسوبہ کو دیکھ کر مطلوبہ معلومات فراہم کر دے۔⁷

شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا مستحب ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی

1 معارف القرآن: ج: ۶، ص: ۲۰۹، 2 پارہ: ۱۸، سورۃ النور: آیت: ۳۲، معارف القرآن: ج: ۶، ص: ۲۱۲، 3 مظاهر حق: ج: ۳، ص: ۲۲۹، 4 مظاهر حق: ج: ۳، ص: ۲۲۹، 5 مظاهر حق: ج: ۳، ص: ۲۲۹، 6 مظاهر حق: ج: ۳، ص: ۲۲۹، 7 مسند احمد: ج: ۴، ص: ۲۶۴۔

ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سوال کے مہینہ میں نکاح کیا۔ اور پھر سوال ہی کے مہینہ میں مجھے رخصت کرا کے اپنے گھر لائے اب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں کونسی زوجہ مطہرہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب تھیں؟¹ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بعض جاہل لوگ سوال کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنے کو جو منحوس سمجھتے ہیں وہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ اس مہینہ میں شادی بیاہ کرنا یا دلہن کو اپنے گھر لانا مستحب ہے۔ زمانہ جاہلیت کے لوگ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس غلط عقیدہ کی تردید فرمائی۔²

نکاح کی شرائط

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "ایم" (یعنی بیوہ بالغہ) کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس کا حکم حاصل نہ کر لیا جائے۔ اسی طرح کنواری عورت (یعنی کنواری بالغہ) کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس کی اجازت نہ لے لی جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس (کنواری عورت) کی اجازت کیسے حاصل ہوگی (کیونکہ کنواری عورت تو بہت شرمیلیا کرتی ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہ وہ چپ رہے۔³ البتہ وہ کنواری لڑکی جو نابالغ ہو اس کے بارے میں سب علما کا اتفاق ہے کہ اس کے نکاح کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا ولی اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر سکتا ہے۔ اور دیوانی کا نکاح اس کے ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا۔⁴

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورتیں زانیہ ہیں جو بغیر گواہوں کے اپنا نکاح کر لیتی ہیں۔ اس روایت کے بارے میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔⁵ نکاح کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے منعقد ہو۔ دونوں مرد مسلمان، عاقل اور بالغ ہوں، یا ایک مرد وہ عورتیں ہوں۔⁶ اگر کوئی مرد نہیں صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تو نکاح درست نہیں ہے چاہے دس بار وہی کیوں نہ ہوں۔ ایک مرد ضرور ہونا چاہیے۔⁷

1 صحیح مسلم: کتاب النکاح باب اعلان النکاح، ج: ۱، ص: ۵۷۷، رقم: ۳۱۲۲، 2 مسلم:

کتاب النکاح باب الولی فی النکاح، ج: ۱، ص: ۵۷۷، رقم: ۳۱۲۷، 3 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۲۸۰

4 ترمذی: کتاب النکاح باب الاستیذان، ج: ۱، ص: ۵۷۷، 5 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۲۸۰

6 بہشتی زیور، ص: ۱۹۰، 7 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۲۳۹

نکاح ایجاب و قبول کے ذریعہ منعقد ہوتا ہے اور اس کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ ایجاب و قبول دونوں ماضی کے ساتھ ہونا چاہئیں جیسے عورت کا ولی مرد سے کہے کہ میں نے فلاں عورت جس کا نام یہ ہے کا نکاح تم سے کیا اور اس کے جواب میں مرد کہے کہ میں نے قبول کیا۔ البتہ گواہوں کے سامنے صرف یہ کہنے سے کہ ہم ”بیوی خاوند“ ہیں نکاح نہیں ہوتا۔¹ لڑکی کا نکاح فارم پر صرف دستخط کر دینا بھی کافی ہے اور لڑکا گواہوں کی موجودگی میں کہے: ”قبول ہے“ تو یہ نکاح صحیح ہے۔²

نکاح سے متعلق اہم ہدایات

جو شخص (قاضی) عقد کرانے بیٹھے تو اول خطبہ پڑھے کیونکہ عقد کرانے سے پہلے خطبہ پڑھنا سنت ہے۔ پھر اس کے بعد ایجاب و قبول کرانے میں ان باتوں کا جو ضروری ہیں خیال رکھے جن کا بیان اوپر ہو چکا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرد نکاح کا پیغام اپنے کسی مسلمان بھائی کے پیغام پر نہ بھیجتا آنکہ وہ اس سے نکاح کر لے یا اس کو ترک کر دے۔³

فائدہ! یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ ان دونوں کی شادی کا معاملہ تقریباً طے ہو چکا ہو اور صرف نکاح ہونا باقی رہ گیا ہو اور اگر کوئی شخص اس ممانعت کے باوجود کسی کی منسوبہ کے پاس نکاح کا پیغام بھیج دے اور پہلے شخص کی اجازت کے بغیر نکاح بھی کر لے تو یہ نکاح تو صحیح ہو جائے گا لیکن دوسرا شخص گناہ کار ہوگا۔ ہاں اگر پہلے شخص کی بات نہیں بنی معاملہ ختم ہو چکا یا وہ کہہ دے کہ اس عورت سے میں نکاح نہیں کروں گا تم اپنا پیغام بھیج دو اس صورت میں دوسرے کا نکاح کے لئے پیغام بھیجنا جائز ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی شخص نکاح کا پیغام بھیجے اور تم اس شخص کی دینداری و اخلاق سے مطمئن و خوش ہو تو اس سے نکاح کر دو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔⁴ فائدہ! یعنی ایسے شخص کے پیغام کو نظر انداز کر کے کسی صاحب ثروت شخص کے پیغام کے انتظار میں رہو گے تو اس کے نتیجے میں بڑی برائیاں پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

1 آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۵، 2 مسلم: کتاب النکاح، ج: ۱، ص: ۵۷۷،
رقم: ۳۱۲۴، 3 ترمذی: کتاب النکاح، ج: ۱، ص: ۵۷۰، 4 ترمذی: کتاب النکاح، ج: ۱، ص: ۵۷۰۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید کو ذہن میں رکھیں: اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

نکاح کے موقع بعض بدعات اور محرمات کا بیان

یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ بھی غیر مسلموں کی ناپاک رسموں اور غلط رواجوں سے محفوظ نہیں رہا مثلاً باجوں اور مزا میر کا استعمال کرنا، مووی بنانا، ناچ گانے اور قوالی کا انتظام کرنا، سہرا باندھنا، گھر کی اسراف کی حد تک آرائش کرنا، دولہا کا مزارات پر جانا اور کچھ نقد رقم چڑھا کر پھر بارات میں شامل ہونا، آتش بازی کے ذریعہ مال ضائع کرنا، بارات میں مردوں کے سامنے عورتوں کا کھلے منہ آنا، دولہا کو ریشمی مسند پر بٹھانا، دولہا و دولہن کے درمیان محبت کے لئے کوئی ٹوکا وغیرہ کرنا، دولہا کا حریر یا زعفرانی رنگ کا یا ریشمی کپڑا پہننا۔ دولہا کا دلہن کے گرد سات چکر لگانا، اجنبی عورتوں کا دولہا کے پاس آنا اور اسے ہاتھ لگانا یا اس کے ناک کان پکڑنا یا بے حیائی کی باتیں کرنا، دولہا کا انگوٹھا دودھ کے ذریعہ عورت سے دھلوانا، عورتوں کا دولہا کو شکر کھانا اور دودھ پلانا، مصری کی ڈلی دلہن کے بدن پر رکھ کر دولہا سے کہنا کہ اسے منہ سے اٹھاؤ، اور خلوت میں جب دولہا اور دلہن جمع ہوں تو عورتوں کا انہیں گھیرے رہنا۔ یہ سب چیزیں بدعت اور حرام ہیں جن کا شریعت و سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔^۱

نکاح کے متعلق چند مسائل

ٹیلیفون پر نکاح: مجبوراً ٹیلیفون پر نکاح کرنا پڑ جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ٹیلیفون پر یا خط کے ذریعہ لڑکا (یا لڑکی جو بھی مجلس سے غائب ہے) اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنادے اور وہ وکیل اس کی طرف سے ایجاب و قبول کر لے۔ تب تو صحیح ہے، جتنا چاہیے کہ الگ الگ شہروں میں اور مختلف گواہوں سے جو یکجا نہ ہوں ایجاب و قبول نہیں ہوتا۔ کیونکہ نکاح میں ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہونا چاہیے اور مزید یہ کہ دولہا اور دلہن دونوں کے گواہ، جو غائب ہو اس کا وکیل اور دوسرا فریق سب کے سب ایک ہی جگہ جمع ہونے چاہئیں۔

اہل کتاب سے نکاح

نکاح کیلئے دونوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے لیکن اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی عورت سے

مسلمان کا نکاح شریعت میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ مشرکہ عورت سے جائز نہیں، ہمارے زمانہ کے یہود و نصاریٰ برائے نام اہل کتاب ہیں۔ ان میں بکثرت وہ ہیں جو نہ کسی آسمانی کتاب کے قائل ہیں نہ مذہب کے، نہ اللہ رب العزت کے، ان پر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہذا ان کے ذبیحہ اور عورتوں کا حکم اہل کتاب کا نہ ہوگا۔ نیز یہ ملحوظ رہے کہ کسی چیز کے حلال ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں فی ذاتہ کوئی وجہ حرمت نہیں۔ لیکن اگر خارجی اثرات و حالات ایسے ہوں کہ اس حلال سے منفعہ ہونے میں بہت سے حرام کا ارتکاب کرنا پڑتا ہو بلکہ کفر میں مبتلا ہونے کا احتمال ہو تو ایسے حلال سے انتفاع کی (شرعاً) اجازت نہیں دی جائے گی۔ موجودہ زمانہ میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ کھانا پینا، بے ضرورت اختلاط کرنا، ان کی عورتوں سے نکاح کے جال میں پھنسنا، یہ چیزیں جو خطرناک نتائج پیدا کرتی ہیں وہ مخفی نہیں۔ لہذا بددینی کے اسباب و ذرائع سے اجتناب ہی کرنا چاہیے۔¹ جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک بھی انہیں مفاسد و خرابی کی بناء پر اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔²

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فرمان الہی ہے: ﴿وَلَا تَنْكَحُوا الْمُشْرِكَةَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُ﴾³۔ یعنی مشرکہ عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو، جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑا شرک کون سا ہوگا کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یا کسی دوسرے اللہ تعالیٰ کے بندے کو اپنا رب اور معبود قرار دے۔

ایک مرد کے لئے متعدد بیویاں رکھنا

ایک مرد کے لئے متعدد بیویاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی تقریباً دنیا کے تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا اور اس کی فطری ضرورتوں سے آج بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دور حاضر میں یورپ نے اپنے متقدمین کے خلاف تعدد ازواج کو ناجائز کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ بے نکاحی داشتاؤں کی صورت میں برآمد ہوا۔ بالآخر فطری قانون غالب آیا اور اب وہاں کے اہل بصیرت حکماء خود اس کو رواج دینے کے حق میں ہیں۔ ”مسٹر ڈیون پورٹ“ جو ایک مشہور عیسائی فاضل ہے، تعدد ازواج کی حمایت میں انجیل کی بہت سی آیتیں نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ ان آیتوں میں یہ پایا جاتا ہے کہ تعدد ازواج صرف پسندیدہ ہی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس میں خاص

1 تفسیر عثمانی سورة مائدہ، 2 معارف القرآن، ج: سورة البقرة، تحت قوله تعالى ولا تنكحوا المشركات، 3 پارہ: ۲، سورة البقرة، الآية: ۲۲۱۔

فرمان الہی ہے: ”جو عورتیں تمہیں پسند ہوں (یعنی جو عورتیں تمہیں طبعی طور پر پسند ہوں اور تمہارے لئے شرعاً حلال بھی ہوں) ان سے نکاح کر سکتے ہو۔ دودو، تین تین، چار چار، اور اگر تم کو اس کا خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی پر بس کر دیا جو کنیز شرعی اصول کے مطابق تمہاری ملک ہو وہی سہی۔

ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور وہ ان کے حقوق میں برابری نہ کر سکے تو وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔¹ البتہ یہ مساوات ان امور میں ضروری نہیں جو انسان کے اختیار میں نہیں مثلاً قلب کا میاں کسی کی طرف زیادہ ہو جائے تو اس غیر اختیاری معاملہ میں اس پر کوئی مواخذہ نہیں بشرطیکہ اس میاں کا اثر اختیاری معاملات پر نہ پڑے۔

مسئلہ: دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی رضا مندی شرعاً شرط نہیں، لیکن پہلی بیوی کے برابر کے حقوق ادا کرنا شوہر کے لئے واجب ہے۔ اگر کوئی شخص پہلی بیوی سے قطع تعلق رکھے گا تو شرعاً مجرم ہوگا۔

میاں بیوی کے درمیان کشاکشی دور کرنے کے لئے ہدایات

میاں بیوی کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو تو حق تعالیٰ شانہ نے حکام اور دونوں خاندان کے لوگوں کو حکم فرمایا ہے کہ ان کے درمیان اصلاح کو شش کریں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اگر تم کو ان دونوں کے درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو“ مرد کے خاندان سے، اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو، عورت کے خاندان سے بھیجو اگر دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی میں اتفاق پیدا فرمائیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔“²

نوٹ! شریعت اسلامی نے منصب قضاء کے لئے جو شرائط مقرر کی ہیں۔ مثلاً اس کا مسلمان ہونا، مرد ہونا، عادل ہونا، شرعی قانون کا ماہر ہونا، فیصلہ کرنے والوں اور ثالث بننے والوں کو ان شرائط کا اہل ہونا لازمی ہے۔ آیت مذکورہ میں فرمایا کہ ارباب حکومت یا فریقین کے اولیا، کو

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب القسم، ج: ۲، ص: ۲۳۲۔ 2 پارہ: ۵، سورۃ النساء، الآیہ: ۳۵۔

چاہیے کہ ان کو آپس میں مصالحت کرانے کے لئے دو حکم مقرر کریں، ایک مرد کے خاندان سے، ایک عورت کے خاندان سے، اور ان دونوں حکم کے ضروری اوصاف بھی متعین کر دیئے کہ ان دونوں میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت موجود ہو اور یہ صلاحیت ظاہر ہے اسی شخص میں ہو سکتی ہے جو ذی علم ہو اور دیانت دار بھی ہو۔ بہر کیف دونوں طرف سے ایک ایک حکم مقرر کر کے دونوں میاں بیوی کے پاس بھیجے جائیں، اگر یہ دونوں حکم اصلاح حال اور باہمی مصالحت کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے کام میں امداد فرمادیں گے اور میاں بیوی میں اتفاق پیدا کر دیں گے۔ اگر فریقین یعنی میاں بیوی رضا مند ہو کر انہیں دونوں حکموں کو اپنا وکیل، مختار یا ثالث بنادیں، اور تسلیم کر لیں کہ تم دونوں مل کر جو فیصلہ بھی ہمارے حق میں دو گے ہمیں منظور ہوگا۔ اس صورت میں یہ دونوں حکم کئی طور پر ان کے معاملے کے مختار ہو جائیں گے۔ دونوں مل کر جو فیصلہ دے دیں فریقین کو ماننا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



ولیمہ اور حق مہر کے متعلق ہدایات و سنتیں اور جہیز کی مذمت

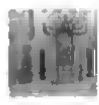
عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأى علی عبد الرحمن بن عوف اثر صفرۃ فقال ما هذا؟ قال انی تزوجت امرأة علی وزن نواة من ذهب قال بارک اللہ لک اولم، ولو بشاة.... ترجمہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف پر (زعفران کا) زرد نشان دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ عبد الرحمن نے کہا کہ ”میں نے ایک گٹھلی سونے (مہر) کے عوض ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن) کر فرمایا ”اللہ تمہیں مبارک کرے“ تم ولیمہ کرو (یعنی کھانا پکوا کر کھاؤ) اگرچہ ایک بکری کا ہو۔¹

مہر: حقوق زوجیت حاصل ہونے کے اس معاوضہ کو کہتے ہیں جو بیوی کو اس کے شوہر کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ مہر کے دینے کی نیت کا ہونا نکاح صحیح ہونے کی ایک شرط ہے۔ اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کر لے کہ ”مہر دیا ہی نہ جائے گا تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ مہر کی مقدار نہ شریعت نے متعین کر کے اسے واجب قرار دیا ہے اور نہ اس کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کی ہے۔ ہاں اسے شوہر کی حیثیت و استطاعت پر موقوف رکھا ہے کہ جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اتنا ہی مقرر کرے۔ البتہ مہر کم سے کم مقدار دس درہم (یعنی ۶۲، ۳۰ گرام چاندی) ہے اگر کسی شخص نے مہر اتنا باندھا جو دس درہم (یعنی ۶۲، ۳۰ چاندی کی قیمت) سے کم ہو تو وہ مہر صحیح نہیں ہوگا۔²

عورتوں کے مہر کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿وَاتُوا النِّسَاءَ صَدَقَتِهِنَّ نَحْلَةً فَان طَبِنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيئًا مَّرِيًّا﴾ ترجمہ تم لوگ بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیا کرو ہاں اگر بیویاں خوش دلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر میں سے کچھ (یا کل) تو تم اس کو کھاؤ (اور برتو) مزہ دار خوش گوار سمجھ کر۔³

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب الولیمۃ، ج: ۲، ص: ۲۲۸. 2 مظاهر حق: ج: ۱، ص: ۳۸۸

3 بارہ: ۴، سورۃ النساء، الآیۃ: ۴.



غرض اس آیت میں یہ تعلیم فرمائی گئی کہ عورتوں کا مہر ایک حق واجب ہے اس کی ادائیگی ضروری ہے اور جس طرح تمام حقوق واجبہ کو خوش دلی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح مہر کو سمجھنا چاہیے۔ ایک ظلم مہر کے بارے میں یہ ہوتا تھا کہ بہت سے یہ سمجھ کر کہ بیوی ان سے مجبور ہے اور مخالفت نہیں کر سکتی، دباؤ ڈال کر ان سے معاف کرا لیتے تھے جس سے درحقیقت معافی نہیں ہوتی تھی مگر وہ یہ سمجھ کر بے فکر ہو جاتے تھے کہ معاف ہو گیا۔ اس ظلم کے انسداد کے لئے آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا: ﴿فَإِنْ طَبُنْ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيًا﴾¹ ترجمہ..... یعنی اگر وہ عورتیں خوش دلی کے ساتھ اپنے مہر کا کچھ حصہ دے دیں تو تم اس کو کھا سکتے ہو تمہارے لئے مبارک ہوگا۔ دور حاضر میں چونکہ عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ مہر تو ملنے والا نہیں، سوال کروں اور معاف نہ کروں تو بددلی یا بد مزگی پیدا ہوگی۔ اس لئے بادلِ نخواستہ معاف کر دیتی ہیں اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت حکیم الامت قدس سرہ فرماتے تھے: خوش دلی سے معاف کرنے کا پتہ اس صورت میں چل سکتا ہے کہ مہر کی رقم بیوی کے حوالے کر دی جائے، اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے واپس دے دیں۔ مختلف قبیلوں اور علاقوں میں اب بھی ان مظالم میں سے کوئی نہ کوئی ظلم ضرور پایا جاتا ہے ان سب مظالم سے بچنا ضروری ہے۔²

حق مہر اور ولیمہ سے متعلق ہدایات اور سننیتیں

اگر نکاح کرتے وقت مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ مگر شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا۔ مہر مثل عورت کے اس مہر کو کہتے ہیں جو اس کے باپ کے خاندان کی ان عورتوں کا ہو جو اوصاف میں اس کے مثل ہو۔ مثلاً عمر، جمال، مال، شہر، دینداری، بکارت و کنوارہ پن، علم و ادب، اخلاق اور عادات وغیرہ۔³

مہر میں سے کچھ حصہ نلی الفور دے دینا بہتر ہے۔⁴

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں منقول ہے فرمایا: "أَلَا تَسْأَلُوا صَدَقَةَ النِّسَاءِ" ترجمہ..... خبردار! عورتوں کا بھاری مہر نہ باندھو۔⁵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تمام ازواج

1 بارہ: ۴، سورۃ النساء، الآیۃ: ۴. 2 معارف القرآن: ج: ۲، ص: ۲۹۷. 3 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۳۵۲. 4 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۳۵۲. 5 ابوداؤد: کتاب النکاح باب الصداق، ج: ۱، ص: ۵۸۸، رقم: ۳۲۰۴.



مظہرات کا مہر پانچ سو درہم باندھا تھا۔¹ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام رملہ تھا۔ ام حبیبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ہے یہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔ پہلے ان کی شادی عبداللہ بن جحش کے ساتھ ہوئی تھی۔ چنانچہ ابوداؤد اور نسائی کے حوالہ سے روایت نقل کی گئی ہے جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو احد میں شہید ہو گئے تھے اور عبداللہ بن جحش نے اسلام قبول کر لیا تھا اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے پھر وہاں پہنچ کر مرتد ہو گئے یعنی اسلام ترک کر کے عیسائی ہو گئے اور وہیں مر گئے لیکن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ثابت قدم رہیں پھر عدت گزرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ خمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حبشہ کے بادشاہ اصحمہ جن کا لقب نجاشی تھا کے پاس یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا پیغام دیں۔ چنانچہ نجاشی نے اپنی باندی ابرہہ کو ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک والا نامہ نکاح کے پیام کا آیا ہے اگر تم کو منظور ہو تو اپنی طرف سے وکیل بناؤ۔ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پیام کو منظور کیا اور خالد بن سعید بن العاص اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو ان کے والد کے چچا زاد بھائی تھے، اپنا وکیل مقرر کیا اور اس خوشخبری کے انعام میں ہاتھوں کے دونوں کنگن اور پیروں کی دونوں پازیب اور انگلیوں کے چھلے جو سب نفرتی تھے ابرہہ پیغام لانے والی کو دے دیئے۔ جب شام ہوئی تو نجاشی نے حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمانوں کو جمع کر کے خطبہ نکاح پڑھایا۔ خطبہ کے بعد فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ تحریر فرمایا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دوں اور پھر چار سو دینار خالد بن سعید اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیتے۔ اس کے بعد خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور تقریر کے بعد فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیام کو قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا اور اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ اس کے بعد لوگوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا نجاشی نے کہا ابھی بیٹھئے۔ حضرات انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے کہ نکاح کے بعد ولیمہ بھی ہونا چاہیے چنانچہ کھانا آیا اور دعوت سے فارغ ہو کر سب رخصت ہوئے۔ مہر کی رقم جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچی تو انہوں نے ابرہہ کو بلا کر پچاس دینار اور دینے۔ ابرہہ نے یہ پچاس دینار اور وہ زیور جو پہلے دیا گیا تھا یہ کہہ کر سب واپس کر دیا کہ بادشاہ

نے مجھ کو تاکید کی ہے کہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ نہ لوں اور ابرہہ نے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار بھی کیا، نیز نجاشی بادشاہ نے اپنی بیگمات کے ذریعہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اور بھی ہدایہ بھیجے تھے۔ کچھ عرصے میں نکاح ہوا اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ آئیں۔¹

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار ہزار درہم تھا۔ بارہ کلو اور ۲۴ گرام چاندی کی بقدر ہوتے ہیں اور یہ مہر نجاشی بادشاہ نے باندھا تھا اور نجاشی نے ہی یہ مہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ پانچ سو درہم کی مقدار ایک کلو ۵۳۰ گرام ہوتی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال تھا، چار سو مثقال ایک کلو ۵۰ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں۔²

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ کا اتنا بڑا ولیمہ نہیں کیا جتنا بڑا ولیمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح میں ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا اور لوگوں کا پیٹ گوشت اور روٹی سے بھر دیا تھا۔³

فائدہ! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسا ولیمہ جس میں ایک بکری استعمال کی گئی ہو بڑے ولیمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔⁴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ برا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور فقرا کو چھوڑ دیا جائے اور جس شخص نے دعوت کو (کوئی عذر نہ ہونے کے باوجود) قبول نہ کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔⁵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دو اشخاص دعوت دیں تو اس کی دعوت قبول کرو جس کا دروازہ نزدیک ہو اگر ان میں سے کوئی پہلے کہے تو اس کی دعوت قبول کرو جس نے پہلے کہا،⁶

1 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۳۵۳، ۳۵۴۔ 2 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۳۲۸۔ 3 الصحيح للامام البخاری، کتاب النکاح، باب الولیمۃ ولولبشاء، ج: ۵، ص: ۱۹۸۳۔ 4 مظاہر حق، ج: ۳، ص: ۳۵۶۔ 5 بخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ کتاب النکاح باب الولیمۃ، ص: ۵۹۰، رقم: ۳۲۱۸۔ 6 ابوداؤد، کتاب النکاح باب الولیمۃ، ج: ۱، ص: ۵۹۱، رقم: ۳۲۲۳۔

مہر کے متعلق چند ضروری مسائل

بعض لوگ نکاح کے موقع پر لمبے چوڑے مہر باندھ لیتے ہیں مگر ان کی ادائیگی کی نوبت نہیں آتی۔ بلکہ بعض لوگ تو دینے کی نیت ہی نہیں رکھتے۔ ایسا کرنا سخت گناہ ہے قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کی تاکید آئی ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو قرآن مجید میں کم از کم چھ مرتبہ تاکید کی گئی ہے اور اس کو عورتوں کا یہ حق شرعی قرار دیا گیا ہے لہذا جتنا مہر باندھ دیا گیا ہے اب اس کا دینا واجب ہے۔

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ مہر کا تعلق جہیز سے ہے چنانچہ مہر کو جہیز سے جوڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہم جہیز نہ لیں تو مہر بھی نہیں دیں گے یا بہت تھوڑا سادیں گے حالانکہ مہر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ایک فرض اور عورت کا ایک شرعی حق ہے۔ جب کہ جہیز کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ کوئی عورت چاہے جہیز لائے یا نہ لائے مگر اس کا حق شرعی (مہر) دینا ضروری ہے۔ لہذا مہر عورت کا خاص حق ہے نہ تو عورت کا باپ لے سکتا ہے اور نہ اس کا شوہر یا کوئی اور۔¹

اگر کوئی شخص ایک بھاری مہر باندھے اور اس قسم کے رواج میں عادت ہو کہ اس کے عوض ایک بھاری جہیز متوقع ہوتا ہو، مگر لڑکی جہیز میں کچھ بھی نہ لائے تو شوہر کو جہیز کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔² لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر سے جو کچھ بھی تحفے تحائف (بطور جہیز) لاتی ہے وہ سب اس کی اپنی ملکیت ہوتی ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر شوہر کے گھر والے اسے استعمال نہیں کر سکتے۔ اگر طلاق ہو جائے تب بھی وہی ان سب چیزوں کی مالک ہوگی۔ یہ چیزیں کسی بھی طرح شوہر کو نہیں پہنچ سکتیں۔

نکاح کے موقع پر شوہر اپنی بیوی کو جو کچھ مال و زیور وغیرہ دیتا ہے وہ سب کچھ بیوی کی ملکیت ہوتا ہے جس کو واپس لینا شرعاً ناجائز ہے۔ خواہ طلاق ہی کی نوبت کیوں نہ آگئی ہو۔ عورت جب نکاح کے بعد اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر دیتی ہے تو شوہر پر بیوی کے لئے کھانے پینے اور مکان کی فراہمی واجب ہو جاتی ہے۔³

نکاح کے بعد عورت جب چاہے اپنا مہر طلب کر سکتی ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں مرد کے خاص حقوق ادا کرنے سے انکار بھی کر سکتی ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں اگر اپنے ہی گھر

1 فقہ السنہ، ج: ۲، ص: ۱۷۷۔ 2 کتاب الفقہ، ج: ۴، ص: ۱۷۷۔ 3 ہدایہ اولین، ص: ۴۱۷۔

میں رک جائے۔ دونوں صورتوں میں وہ نفقہ کی مستحق ہوگی۔¹

اگر شوہر نے مبراہ کر دیا لیکن عورت پھر بھی اس کے گھر جانے سے انکار کر دے تو اسے نفقہ نہیں ملے گا۔²

فسادِ تمدن کا باعث جہیز

آج کل جہیز کا غلط مفہوم اور رواج چل پڑا ہے وہ سراسر ایک غیر اسلامی تصور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے نہیں پیدا کیا کہ وہ دوسروں کا محتاج بن کر یا کاسہ گدائی دراز کرتے ہوئے زندگی بسر کرے بلکہ وہ ایک ذمہ دار اور جواب دہ ہستی ہے۔ اشرف المخلوقات ہستی ہے۔ لہذا اس سے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے صحیح اور معقول رویہ اپنانا چاہیے۔ پرانے مال پر نگاہ ڈالنا اگرچہ وہ اس کے سر رہی کا کیوں نہ ہو شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ فقہ حنفی کی مستند کتاب فتاویٰ شامیہ میں مذکور ہے: سسر اپنے داماد سے اپنی لڑکی کی وجہ سے جو مال لیتا ہے وہ حرام میں شامل ہے خواہ داماد یہ مال اپنی خوشی سے دے۔ ورنہ اگر سسر کے مطالبہ پر دے تو داماد کو وہ مال واپس لینے کا حق ہوگا۔ (فتاویٰ شامیہ) اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے اور اگر رخصتی کے وقت لڑکی والے کچھ مال لیں تو خاوند کو حق حاصل ہے وہ اس مال کو واپس لے لے کیونکہ یہ چیز رشوت کے حکم میں ہے۔³ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب عقلی اعتبار سے لڑکی کا معاوضہ لینا ناجائز نہیں ہے تو پھر لڑکے کا معاوضہ لینا بھی جائز نہیں ہے۔ قانون فطرت کے مطابق اگر معاوضہ جائز ہوتا تو لڑکی کے باپ کے لئے گنجائش نکل سکتی تھی نہ کہ لڑکے کے لئے۔ لہذا فرمائشی جہیز یا دیگر اشیاء کا مطالبہ خلاف عقل و غیر فطری اور غیر منطقی مطالبہ ہے جو تمدن و معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہے۔ لہذا آج اصلاح معاشرہ کے لئے ضروری ہے کہ جہیز کی برائی اور اس کی قباحت کو شرعی و عقلی دلائل کی روشنی میں واضح کیا جائے اور اس سماج دشمن رسم کے خلاف عملی جدوجہد کی جائے۔

فرمائشی جہیز رشوت اور حرام ہے

جہاں تک فرمائشی جہیز کا سوال ہے تو یہ شرعاً رشوت کے حکم میں آنے کی وجہ سے بالکل حرام ہے۔ اگر کسی نے غلطی سے لے لیا ہے تو اس کا واپس کرنا شرعاً واجب ہے۔ واضح رہے کہ ایک زمانہ میں موجودہ دور کے برعکس لڑکی والے رخصتی کے وقت لڑکے والوں سے کچھ رقم لے کر لڑکی کو

1 ہدایہ، ص: ۴۱۷، کتاب النفقات خصاف، ص: ۳۲، 2 ہدایہ، ص: ۴۱۷، کتاب النفقات خصاف، ص: ۳۲۰، 3 فتاویٰ عالمگیری، ج: ۱، ص: ۳۲۷۔

رخصت کرتے تھے (اور یہ رواج آج بھی پٹھانوں اور بعض عربوں میں پایا جاتا ہے) تو اس وقت فقہاء امت نے اس کو رشوت قرار دے کر حرام کہا تھا اور اس کو اوثان ضروری قرار دیا تھا۔ جیسا کہ آپ ابھی سطور بالا میں بحوالہ ”فتاویٰ شامیہ اور فتاویٰ عالمگیری“ میں پڑھ آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب لڑکے سے کچھ لینا (ملا وہ حق مہر کے جو عورت کا حق ہے) رشوت اور حرام ہے تو پھر لڑکی اور اس کے اعزہ سے بھی کچھ لینا اسی طرح رشوت اور حرام ہے۔ عقلی اعتبار سے دیکھا جائے تو فریقین سے اگر کوئی اس قسم کی رقم لینے کا زیادہ مستحق ہوتا تو وہ لڑکی کا باپ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس نے کم از کم پندرہ بیس سال تک اپنی لڑکی کی پرورش کی ہے اور اس پر اپنی رقم خرچ کر کے اسے اس قابل بنایا ہے کہ وہ کسی دوسرے کے گھر کی زینت بن سکے، مگر اس کے باوجود جب وہ اپنے داماد سے کوئی رقم نہیں لے سکتا تو پھر شوہر کو قطعاً استحقاق ہی نہیں ہے۔ اور اس لحاظ سے فرمائشی جہیز یا رقم کا مطالبہ ایک اخلاقی و سماجی جرم ہی نہیں بلکہ شرعی اعتبار سے گناہ کبیرہ ہے۔ جس کی وجہ سے آج ہزاروں معصوم لڑکیوں کی جان کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور کتنی معصوم دوشیزائیں اس مذموم اور خوفناک رواج کی بدولت بے بیاہی اپنے گھروں میں بیٹھیں کوس رہی ہیں۔ مگر ظالم سماج ان معصوم و مظلوم لڑکیوں کی آہوں سے بے نیاز ہو کر اپنی عیش و نوش اور بدمستی سے باز نہیں آ رہا اسے سماج کے درمیانی اور کمزور طبقوں کی مشکلات کا کوئی احساس ہی نہیں۔ لہذا جس قدر جلد ہو سکے اس فتنے اور سماجی جرم کا خاتمہ ہونا ضروری ہے۔

رسم جہیز اور نو جوانوں کی ذمہ داری

آج کل ہمارے معاشرے میں جہیز کی رسم نے ایک خوفناک وبا کی صورت اختیار کر لی ہے جس کی وجہ سے کسی غریب یا متوسط درجے کی لڑکی کی شادی ایک پیچیدہ مسئلہ بن گئی ہے اور اس کی سنگینی کی وجہ سے خاندانوں کے خاندان تباہ ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ وہ مسلم قوم جو اصلاح عالم کے لئے وجود میں آئی تھی وہ بھی ان خرافات میں مبتلا ہو کر بہت ہی گزگامیں باتھ دھونے کے درپے دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس خوفناک سماجی گناہ کے خاتمہ کے لیے کھل کر میدان میں آتی۔ جب رکھوالا ہی بھیڑیا بن جائے تو پھر ریور کا انجام تو سب کو معلوم ہے۔ راقم سطور کا نظریہ یہ ہے کہ اس خوفناک معاشرتی برائی کے خلاف جب تک مسلم نو جوان منظم طریقے سے جدوجہد نہیں کریں گے کوئی اصلاح نہیں ہو سکتی کیونکہ محض تقریروں سے اور اپیلوں سے کوئی سدھار نہیں ہو سکتا۔ اس میدان میں ہمارے نو جوان

طبقہ کو آگے بڑھ کر یہ عہد کرنا چاہیے کہ وہ فرمائشی جہیز نہ تو کسی سے لیں گے اور نہ کسی کو لینے دیں گے۔ جو لوگ جہیز یا اس قسم کی رقم کا مطالبہ کریں تو انہیں پہلے سمجھانا چاہیے کہ یہ چیز شریعت کی نظر میں ناجائز ہے۔ مگر پھر بھی وہ نہ مانیں اور اس پر اصرار ہی کرتے رہیں تو ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ اگر مسلم نوجوان ہر محلہ اور ہر گاؤں میں ایک ایک کمیٹی (مخالف جہیز کمیٹی) قائم کر کے اس سلسلہ میں اقدام کریں تو اس سے بڑے اچھے نتائج نکل سکتے ہیں اور غریب و معصوم لڑکیوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔ اس قسم کا اصلاحی اقدام نہ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہوگا بلکہ ایک اچھے اور مثالی معاشرے کی تشکیل نو کی راہ میں معاون و مددگار ہوگا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ۔^۱ یہ آیت نکاح اور ازدواجی مسائل کے تذکرہ کے بعد وارد ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے اس قسم کے مطالبوں کی حرمت صاف ظاہر ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جہیز کی نوعیت

بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ اگر شریعت کی رو سے جہیز دینا ضروری نہیں ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کچھ چیزیں رخصتی کے وقت دی تھیں ایسا کیوں کیا تھا؟ دراصل یہ چیزیں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر کی رقم سے فراہم کی گئی تھیں۔ چنانچہ سیرت نگاروں کے بیان کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک زرد تھھی جو انہوں نے بطور مہر معجل دے دی تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فروخت کرنے کا حکم دیا اور اس سے (۴۸۰) درہم وصول ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس رقم سے کچھ خوشبو، کپڑے اور فلاں فلاں چیزیں خرید لاؤ۔ یہ جہیز پیشگی مہر کے پیسوں سے تیار کیا گیا تھا نہ کہ اپنی طرف سے۔ اگر اس قسم کا جہیز شروع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چاروں بیٹیوں (حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت فاطمہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو عطا فرماتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز کسی کو نہیں دیا، اس حقیقت کے بعد فرمائشی جہیز وغیرہ (دیگر ناجائز مطالبات) کا جواز کہاں رہ جاتا ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ضيافت کے متعلق آداب و سنتیں

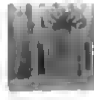
عن ابی شریح الکعبی رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ جائزته یوم وليلة والضيافة ثلاثة ایام بعد ذلک فهو صدقة ولا یحل له أن یشوی عنده حتی یخرجہ... ترجمہ... حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم اور خاطر داری کرے۔ مہمان کے ساتھ تکلف و احسان کرنے کا (زمانہ) ایک دن اور ایک رات ہے اور مہمان داری کرنے کا (زمانہ) تین دن ہے اس کے بعد جو دیا جائے گا وہ بدیہ و خیرات ہوگا اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے ہاں (تین دن کے بعد اس کے روکنے کے بغیر) ٹھہرے کہ وہ تنگی میں مبتلا ہو جائے۔¹

ضيافت اور مہمان داری

ضيافت یعنی مہمان کی خاطر داری کرنا کمال ایمان کی علامت ہے۔ ایک حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔² فائدہ! یعنی جو شخص کامل الایمان ہوگا اس کی شان یہ ہوگی کہ وہ ان باتوں پر عمل کریگا گویا ان چیزوں کو اختیار کرنا ایمان کی علامت ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایمان کا پایا جانا ان مذکورہ باتوں پر موقوف ہے بلکہ اصل مقصد

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ، باب الضیافۃ، ج: ۲، ص: ۱۳۲، 2 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ، باب الضیافۃ، ج: ۲، ص: ۱۳۲.



ان مذکورہ باتوں کی اہمیت کو بیان کرنا ہے اور ان پر عمل کرنے کی زیادہ سے زیادہ تاکید کرنا ہے۔ مہمان نوازی سنت انبیاء و صلحاء ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا ذکر کئی مقام پر آیا ہے۔ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهٖمَ بِالْبَشْرِیْ قَالُوْا سَلٰمًا عَلٰیكَ فَمَالِیْثُ اَنْ جِیَا بِعَجَلٍ حٰنِیْدٍ﴾ ترجمہ..... اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت لے کر آئے اور انہوں نے سلام کیا ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کیا (اور پہچانا نہیں کہ یہ فرشتے ہیں بلکہ عام مہمان سمجھے اور) پھر دیر نہیں لگائی کہ تلا ہوا پکھڑا لائے۔¹

مہمان نوازی کے متعلق ہدایات اور سنن

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے سنت ہے کہ جب آپس میں ملیں تو سلام کریں آنے والے مہمان کو اس میں پیش قدمی کرنی چاہیے اور دوسروں کو جواب دینا چاہیے۔

مہمان نوازی کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مہمان کے آتے ہی جو کچھ کھانے پینے کی چیز میسر ہو اور جلدی سے مہیا ہو سکے وہ لار کھے۔ پھر اگر صاحب وسعت ہے تو مزید مہمانی کا انتظام بعد میں کرے۔

مہمان نوازی کے لئے بہت زیادہ تکلفات کی فکر میں نہ پڑے آسانی سے جو اچھی چیز میسر ہو جائے وہ مہمان کی خدمت میں پیش کرے۔

مہمان کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مہمان کے سامنے جو چیز پیش کی جائے اس کو قبول کرے کھانے کو دل نہ چاہے تو معمولی سی شرکت کر کے دلجوئی کر لے۔ اگر کوئی چیز اس کے لئے مضر صحت ہے تو احسن طریقے سے عذر کر دے۔

مہمان کا میزبان کو یوں دعا دینا مسنون ہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.²

میزبان کو چاہیے کہ صرف کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فارغ نہ ہو جائے بلکہ اس پر نظر رکھے کہ مہمان کھا رہا ہے یا نہیں۔ مگر یہ نظر رکھنا اس طرح ہو کہ مہمان کے کھانے (پینے) کو تکتا نہ رہے۔ سرسری نظر سے دیکھ لے۔ کیونکہ مہمان کے لقموں کو دیکھنا آداب ضیافت کے خلاف اور مہمان کے

1 پارہ: ۱۲، سورۃ ہود، الآیۃ: ۶۹، 2 مسلم، کتاب الدعوات باب الدعوات فی الاوقات، ج: ۱، ص: ۴۵۳، رقم: ۲۴۲۷.

لئے باعث شرمندگی ہوتا ہے۔

اکابر بزرگ اور مہمان کی سواری کی رکاب اور لگام کو ازراہ تواضع اور خاطر داری پکڑنا نیز مہمان کو رخصت کرنے کے لئے مکان کے دروازے یا باہر کچھ دور تک اس کے ساتھ جانا مسنون ہے۔¹

میزبان کا نیک و صالح مہمان سے طلب دعا کرنا اور مہمان کا میزبان کے لئے دعا کرنا مسنون ہے۔²

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں (مہمانوں کو) کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں خیر (یعنی رزق و برکت اور بھلائی) اتنی تیزی سے پہنچتی ہے جس طرح اونٹ کا گوشت کانٹے میں چھری تیزی سے کو بان کی طرف جاتی ہے۔³

حضرت ابی الاحوص جشمی اپنے والد (حضرت مالک بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی سے) روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں کسی شخص کے ہاں مہمان ہوں اور وہ میری مہمان داری نہ کرے اور میری ضیافت کا حق ادا نہ کرے پھر وہ شخص میرے ہاں مہمان ہو تو کیا اس کی مہمانداری کروں یا اس سے بدلہ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں اس سے بدلہ نہ لو) بلکہ اس کی مہمانداری کرو۔⁴

بدی را بدی سہل باشد جزا

اگر مردے احسن اے من اساء

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کھانا) مل کر کھاؤ الگ الگ مت کھاؤ اس لئے کہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔⁵ فائدہ! اس سے معلوم ہوا کہ کھانا مہمان کے ساتھ کھانا چاہیے کھا چکا ہے یا طلب نہیں ہے تو تھوڑی سی شرکت ضرور کر لے۔

آنے والوں کی مہمانی کرنا آداب اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے نیز انبیاء و صلحا کی

1 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۶۰۵، معارف القرآن، ج: ۴، 2 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۶۰۵
3 ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ باب الضیافۃ، ج: ۲، ص: ۱۰۲، رقم: ۴۲۶۰، 4 ترمذی، کتاب الاطعمۃ باب الضیافۃ، ج: ۲، ص: ۱۰۲، رقم: ۴۲۸۸، 5 ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ باب الضیافۃ، ج: ۲، ص: ۱۰۲، رقم: ۴۲۵۷

عادت ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ گاؤں والوں پر مہمانی واجب ہے کہ جو شخص ان کے گاؤں میں ٹھہرے اس کی مہمانی کریں کیونکہ وہاں کھانے کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہو سکتا اور شہر میں ہوٹل وغیرہ سے اس کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لئے شہر والوں پر واجب نہیں۔

حدیث بالا میں فرمایا: فلیکرم ضیفہ جائزۃ مہمان کی اس خاص خاطر داری اور تواضع و مدارت کو کہا گیا ہے جو پہلے دن کی جاتی ہے۔ اکرام ضیف یعنی مہمان کے ساتھ حسن و سلوک سے پیش آئے اور خوش گفتاری اور ملاطفت کے ساتھ بات چیت کرے اور اس کو تین دن تک اس طرح کھلانے پلانے کہ پہلے دن تو اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق کچھ پر تکلف میزبانی کرے بشرطیکہ اس کی وجہ سے اپنے لواحقین کی حق تلفی نہ ہو اور اس کے بعد دو دنوں میں جو حاضر ہو پیش کرے۔ پھر تین دن کے بعد بھی مہمان ٹھہرا رہے تو اس کو کھلانا پلانا صدقہ کے حکم میں ہوگا کہ میزبان چاہے تو کھلانے پلانے اور چاہے تو معذرت کر دے اور مہمان کو تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہیے (الایہ کہ میزبان روکے یا کوئی مجبوری ہو تو میزبان کی اجازت سے ٹھہرنا چاہیے)۔^۱

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



صلح اور اتحاد کے متعلق ہدایات و سنتیں

عن ام کلثوم رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیرا أو یمنی خیرا..... ترجمہ: حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عزت مآب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح و صفائی کراتا ہے بھائی کی بات کہتا ہے اور (ایک دوسرے کی طرف سے) اچھی باتیں پہنچاتا ہے (اگرچہ وہ صلح و صفائی کی نیت سے جھوٹ سے کام لے)۔^۱

مسلمانوں کے مضبوط و مستحکم ہونے کے اسباب

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہوں جس رنگ و نسل سے بھی تعلق رکھتے ہوں اور ان کی زبان و معاشرت میں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ لیکن انسان و مومن ہونے کی حیثیت سے وہ ایک ہیں اور ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے ہیں ان کے درمیان کوئی انسانی اونچ نیچ نہیں ہے۔ تمام انسان ایک باپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ تمام مسلمان ایک زنجیر کی کڑیاں ہیں اگر وہ کڑیاں الگ الگ ہو جائیں تو زنجیر ٹوٹ کر رہ جائے گی۔ اسی طرح اگر مسلمان تفرقہ بازی کا شکار ہو جائیں اور رنگ و نسل، زبان و کلچر اور ذات پات کے دائروں میں سمٹ جائیں تو ان کے ملی اور اجتماعی مفاد کو انتشار و انحلال کا گھن لگ جائے گا اور جب ان کی اجتماعی حیثیت مجروح ہو کر غیر مؤثر ہوگی تو ان کا شخصی و انفرادی وجود بھی بے معنی ہو جائے گا۔ بلکہ ہر شخص مختلف آفات و مصائب کا شکار ہوگا۔ ہر مسلمان اپنے دوسرے بھائی سے اس طرح روابط و تعلق رکھے جس طرح دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں۔ آپس میں سلام کرتے ہیں باہمی میل جول اور ملاقات کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں باہمی معاملات و تعلقات کو محبت و اخوت اور

۱ الصحیح للإمام البخاری، کتاب الصلح، باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس، ج:

اتفاق و اتحاد کی بنیاد پر استوار کرتے ہیں۔ ہدایا و تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں ایک دوسرے کی مدد و استعانت کرتے ہیں اسی طرح ہر مسلمان اپنے دوسرے مسلمان کے حالات کی رعایت اور اس کے طور طریقوں کی پاسداری کرے اور جب کبھی دو مسلمان بھائی آپس میں ٹکرا جائیں تو یوں اگلے حال پر نہ چھوڑے بلکہ اصلاح کی پوری کوشش کرے اور ایسی کوشش کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے صلح و صفائی کرائے۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے فرمایا: ﴿انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون﴾¹ ترجمہ .. مسلمان سب (دینی رشتہ سے ایک دوسرے کے) بھائی ہیں۔ اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرادیا کرو (تاکہ یہ اسلامی برادری قائم رہے) اور (اصلاح کراتے وقت) اللہ سے ڈرتے رہا کرو (یعنی حدود شرعیہ کی رعایت رکھا کرو) تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

فائدہ! اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے اپنی رحمت کا اعلان فرمایا ہے جو مسلمانوں میں جھگڑا یا ٹکراؤ ہونے کی صورت میں آپس میں اصلاح کرانے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا۔ فرمایا: (وہ لوگ) لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے سو بہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔²

تیسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿والصلح خیر﴾ یعنی اور صلح خوب چیز ہے۔³ یہ جملہ ایسے عام عنوان سے بیان فرمایا جس میں میاں بیوی کے جھگڑے، ہر قسم کے گھریلو اختلافات، تمام دنیا کے معاملات اور مقدمات بھی شامل ہیں کیونکہ الفاظ قرآن عام ہیں کہ صلح بہتر ہے۔ یعنی طرفین کے اپنے اپنے پورے مطالبہ پر اڑے رہنے کے بجائے یہ بہتر ہے کہ اپنے کچھ مطالبات سے دستبردار ہو کر کسی درمیانی صورت پر رضامندی کے ساتھ مصالحت کر لیں۔ اسی میں طرفین کے لئے بہتری بھی ہے اور حق تعالیٰ شانہ کی خوشنودی کا ذریعہ بھی۔

صلح اور اتحاد سے متعلق ہدایات اور سنیتیں

اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کرادو پھر اگر اصلاح

1 پارہ: ۲۱، سورۃ الحجرات، الآیہ: ۱۰ 2 پارہ: ۵، سورۃ النساء، الآیہ: ۳۵ 3 پارہ: ۵
سورۃ النساء، الآیہ: ۲۸



کی کوشش کے بعد بھی ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرنے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ جائے پھر اگر زیادتی کرنے والا لوٹ جائے (یعنی لڑائی بند کر دے) تو ان دونوں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ صلح کر دو۔ اور انصاف کا خیال رکھو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔¹

اگر بغاوت کرنے والا فرقہ (یا فرد یا برادری یا قوم) بغاوت یا لڑائی سے باز آ جائے تو صرف جنگ (لڑائی وغیرہ) بند کر دینے پر اتفاق نہ کرو بلکہ اسباب جنگ اور باہمی شکایات کے ازالہ کی فکر کرو تا کہ دلوں سے بغض و عداوت نکل جائے اور ہمیشہ کے لئے بھائی چارے کی فضا قائم ہو جائے۔²

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خالد بن جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سنوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق ہمارا فیصلہ کر دیجئے۔ پھر اس کا دشمن (فریق ثانی) اٹھا اور کہنے لگا سچ کہتا ہے۔ اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا فیصلہ کر دیجئے۔ اب پہلے سنوار نے بیان کرنا شروع کیا کہ میرا بیٹا اس شخص کے پاس نوکر تھا اس نے اس کی جو رو سے زنا کیا۔ لوگ کہنے لگے تیرا بیٹا سنگسار ہونا چاہیے میں نے سو بکریاں اور ایک اونٹنی اس کو دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا۔ پھر میں نے اہل علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال تک پردیس میں رہے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کتاب اللہ کے موافق تمہارا فیصلہ کرونگا۔ بکریاں اور اونٹنی تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال تک پردیس میں رہے گا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی) انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ضحاک سے فرمایا تو ایسا کر اس دوسرے شخص کی جو رو کے پاس جا کر اس کو رجم کر۔ چنانچہ حضرت انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے دن وہاں جا کر اس کو رجم کیا۔³ فائدہ! اس حدیث سے معلوم ہوا جو صلح خلاف قواعد شرع ہو وہ لغو اور باطل ہے دوسرا یہ کہ جب معاہدہ صلح باطل ٹھہرا تو جو معاوضہ کسی فریق نے لیا وہ واجب الرد ہوگا کیونکہ ناجائز معاوضہ کے بدل جو چیز لی جائے اس کا پھیرنا واجب ہے اور لینے والا اس کا مالک نہیں ہوتا۔

قرآن کریم میں ہے کہ اگر میاں بیوی میں کشمکش کا اندیشہ ہو تو دونوں طرف سے برادری

1 پارہ: ۲۱، سورۃ الحجرات، الآیۃ: ۹۔ 2 معارف القرآن، ج: ۸، ص: ۱۱۱، 3 بخاری۔ کتاب

الصلح، ج: ۱، ص: ۱۵۱، رقم: ۳۵۵۵

کے ثالث سے صلح کرائی جائے۔ سورۃ النساء آیت ۳۵ کی تفسیر میں معارف القرآن میں لکھا ہے کہ: قرآن کریم کی اس تعلیم سے لوگوں کے باہمی جھگڑوں اور مقدمات کا فیصلہ کرنے کے متعلق ایک نئے باب کا نہایت مفید اضافہ ہوا جس کے ذریعہ عدالت و حکومت تک پہنچنے سے پہلے ہی بہت سے مقدمات اور جھگڑوں کا فیصلہ برادریوں کی پنچایت میں ہو سکتا ہے۔ حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ باہم صلح کرانے کے لئے دو ثالثوں کے بھیجنے کی یہ تجویز صرف میاں بیوی کے جھگڑوں میں محدود نہیں۔ بلکہ دوسرے نزاعات میں بھی اس سے کام لیا جاسکتا ہے اور لینا چاہیے۔ خصوصاً جب کہ جھگڑنے والے آپس میں عزیز و رشتہ دار ہوں کیونکہ عدالتی فیصلوں سے وقتی جھگڑا تو ختم ہو جاتا ہے مگر وہ فیصلے دلوں میں کدورت و عداوت کے جراثیم چھوڑ جاتے ہیں جو بعد میں نہایت ناگوار شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قاضیوں کے لئے یہ فرمان جاری فرمایا تھا: ردوا القضاء بین ذوی الأرحام حتی یصلحوا فان فصل القضاء یورث الضغائن ترجمہ: ”رشتہ داروں کے مقدمات کو انہی میں واپس کر دوتا کہ وہ خود برادری کی امداد سے آپس میں صلح کی صورت نکال لیں، کیونکہ قاضی کا فیصلہ دلوں میں کینہ و عداوت پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے۔“^۱

حضرات فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان میں یہ حکم رشتہ داروں کے باہمی جھگڑوں سے متعلق ہے، مگر اس کی جو علت و حکمت اس فرمان میں مذکور ہے کہ عدالتی فیصلے دلوں میں کدورت پیدا کر دیا کرتے ہیں یہ حکمت رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں میں عام ہے کیونکہ باہمی کدورت اور عداوت سے سب ہی مسلمانوں کو بچانا ہے۔ اس لئے حکام اور قضاة کے لئے مناسب یہ ہے کہ مقدمات کی سماعت سے پہلے اس کی کوشش کر لیا کریں کہ کسی صورت میں ان کی آپس میں رضا مندی ہو جائے۔^۲

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

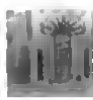


اللہ تعالیٰ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، بندگان خدا اور اسلام سے محبت

عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الايمان من كان الله ورسوله أحب اليه مما سواه ما من أحب عبد الا يحبه الله ومن يكره أن يعود في الكفر بعد أن انقذه الله منه كما يكره أن يلقى في النار. وفي رواية لمسلم ذاق طعم الايمان من رضي بالله ربا وبالإسلام ديناً وبمحمد رسولاً ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حقیقی لذت سے لطف اندوز ہوگا۔ اول یہ کہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہو دوسرے یہ کہ کسی بندے سے اس کی محبت محض اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لئے ہو۔ تیسرے یہ کہ جب اسے اللہ تعالیٰ نے کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان و اسلام کی روشنی سے نواز دیا تو اب وہ اسلام سے پھر جانے کو اتنا ہی برا جانے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو۔ اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور اسلام کو اپنا دین اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا رسول خوشی سے مان لیا تو اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔^۱

حدیث بالا میں چند اہم باتوں کا ذکر ہے اول یہ کہ کامل ایمان کا تقاضا ہے کہ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس درجہ رچ بس جائے کہ ان کے ماسوا تمام دنیا اس کے سامنے بیچ ہو۔ دوسرا یہ کہ یہ شان بھی مومن کامل ہی کی ہو سکتی ہے کہ وہ اگر کسی سے محبت رکھتا ہے تو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے اور اگر کسی سے بغض و عنادوت

۱ الصحیح للإمام البخاری، کتاب الايمان، باب من برک علی رکتہ، ج: ۱، ص: ۳۷، وفي رواية للإمام مسلم، ذاق طعم الايمان، کتاب الايمان، باب الدليل على ان من رضي، ج: ۱، ص: ۱۲۰، تحقيق فواد عبد الباقي.



رکھتا ہے تو وہ بھی اللہ کی وجہ سے۔ غرض یہ کہ اس کا جو بھی عمل ہو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اس کے حکم کی تعمیل میں ہو۔ تیسرا یہ کہ اس ایمان پر پختگی کے ساتھ قائم رہنا اور کفر و شرک سے اس درجہ نفرت رکھنا کہ اس کے خیال کی گندگی سے بھی دل پاک ہو، ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔

دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اس کی ذات و صفات پر ایمان، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت پر کامل یقین، دین و شریعت کی حقانیت پر کامل اعتماد اور اسلامی تعلیمات و احکام کی پیروی اس کیفیت کے ساتھ ہونی چاہیے کہ دل و دماغ کے کسی گوشے میں کوئی دباؤ، گھٹن، تکدر اور کوئی ناگواری ذرا برابر محسوس نہ ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، بندگانِ خدا اور اسلام سے محبت کے متعلق ہدایات اور سنتیں

۱ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کے ساتھ ایمان والوں کی محبت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ أَشَدَّ حُبًّا لِلَّهِ﴾^۱ ترجمہ..... اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت میں بہت سخت ہیں۔ مشرکین کو اپنے معبودانِ باطلہ سے محبت ہے۔ مومنین کو اپنے اللہ تعالیٰ سے اس سے بھی زیادہ مستحکم محبت ہے کیونکہ مصائب دنیا میں مشرکین کی محبت بسا اوقات زائل ہو جاتی ہے اور عذاب آخرت دیکھ کر تو بالکل بے زاری ظاہر کریں گے بخلاف مومنین کے کہ ان کی محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ ہر حالت میں باقی رہتی ہے۔ خواہ مسلمان نیک ہو یا گنہگار۔

۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کے سامنے اپنے بعض بندوں کی عظمت و بزرگی کو ظاہر کرنے کے لئے فرمائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو میری بڑائی کے اظہار اور میری تعظیم کی خاطر آپس میں محبت و تعلق رکھتے تھے؟ آج میں ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا اور آج میرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہے۔^۲

۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی سے جو کسی دوسرے گاؤں میں رہتا تھا ملاقات کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ پر ایک فرشتے کو بٹھادیا۔ جب وہ وہاں آیا تو فرشتے نے پوچھا کہاں جانے کا

۱ پارہ: ۲، سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۱۶۵۔ ۲ مسلم، کتاب الاداب باب الحب فی اللہ، ج: ۲، ص:

ارادہ ہے؟ اس نے کہا: فلاں گاؤں میں اپنے (مسلمان) بھائی کی ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: کیا اس پر تیرا کوئی حق نعمت ہے جس کو تو اس سے وصول کرنے جاتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں میں اس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی بناء پر محبت رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس بھیجا ہے اور تجھ کو یہ بشارت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے ایسے ہی محبت رکھتا ہے جیسا تو اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتا ہے۔¹

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعوے دار اور محبوبیت کے متمنی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کیلئے اپنی محبت کا معیار بتلایا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾² ترجمہ: آپ! لوگوں سے فرماد دیجئے کہ اگر تم (بزعیم خود) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو (اور محبت رکھنے کی وجہ سے یہ بھی چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے) تو تم لوگ میری اتباع کرو (کیونکہ میں خاص اسی تعلیم کے لئے مبعوث ہوا ہوں جب ایسا کرو گے تو) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر، قیامت کے لئے تو نے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے کوئی تیاری نہیں کی۔ البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام کے بعد میں نے مسلمانوں کو کسی بات سے اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے خوش پایا۔³

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کسی جماعت سے محبت و عقیدت رکھتا ہو لیکن ان کی صحبت اس کو میسر نہ ہوتی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص انہی کے ساتھ ہے جن کو وہ محبوب رکھتا ہے۔⁴ اس حدیث

1 مشکوٰۃ، مسلم، کتاب الاداب باب الحب فی اللہ، ج: ۲، ص: ۲۱۸، رقم: ۵۰۰۷، 2 پارہ: ۳، سورۃ آل عمران، الآیۃ: ۳۱، 3 بخاری، کتاب الاداب باب الحب فی اللہ، ج: ۲، ص: ۲۱۸، رقم: ۵۰۰۹، 4 مسلم، کتاب الاداب باب الحب فی اللہ، ج: ۲، ص: ۲۱۸، رقم: ۵۰۰۸.

مبارکہ میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، علماء، و صلحاء، اور بزرگان دین سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں وہ انشاء اللہ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور آخرت میں ان کی رفاقت و معیت کی سعادت پائیں گے۔ اور جو لوگ بدکار، فاسق اور دشمنان خدا و رسول و صحابہ کے ساتھ عقیدت و محبت رکھے ان کے لئے اس حدیث میں سخت و عمید و تنبیہ ہے۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں بہترین لوگ کون ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ہاں ضرور بتائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔¹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے (یعنی اس کے عقائد اور عادات وغیرہ کو جلد قبول کرتا ہے) لہذا یہ ضروری ہے کہ تم میں سے کوئی کسی کو دوست بنائے تو دیکھ لے کہ کس کو دوست بنانا ہے۔²

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے دوستی و محبت رکھے تو چاہیے کہ وہ اس مسلمان کو بتادے کہ وہ اس سے دوستی رکھتا ہے۔ (کیونکہ جب اس کو معلوم ہوگا تو وہ بھی اس سے دوستی و محبت رکھے گا)۔³

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی انسان کسی انسان سے بھائی چارہ کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس سے اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور قبیلہ کا نام دریافت کر لے اس لئے کہ یہ معلومات محبت کو مضبوط کرنے والی ہیں۔⁴

ایک بنیادی مسئلہ

ایک بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ رشتہ داری اور دوستی کے سارے تعلقات پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق مقدم ہے جو تعلق اس سے ٹکرائے وہ توڑ دینے کے قابل ہے۔ صحابہ

1 السنن للامام ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب من لا یزید لہ، ص: ۲۷۲، رقم: ۴۱۱۹، 2 السنن للامام الترمذی، ابواب الزہد، باب الرجل علی دین خلیلہ، ص: ۱۸۹۰، رقم: ۲۳۷۸، 3 مشکاة المصابیح، کتاب الاداب باب السلام، ج: ۸۷۳، 4 السنن للامام الترمذی، ابواب الزہد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۱۸۹۲، رقم الحدیث: ۲۳۹۲

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا وہ عمل جس کی وجہ سے وہ اس امت کے افضل ترین افراد قرار پائے یہی چیز تھی کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان، مال، ہر رشتہ اور تعلق کو قربان کر دیا۔

بلال حبشی، صہیب رومی، سلمان فارسی اور قریش مکہ و انصار مدینہ سب آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ جب کہ بدر واحد کے میدانوں میں باپ بیٹے، بھائی بھائی کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں اور شہادت دی کہ ان کا مسلک تھا۔

ہزار خویش کہ بے گانہ از رب تعالیٰ باشد

فدائے یکتاں و بے گانہ کاشنا باشد

ہزار با اپنے عزیز و اقارب جو میرے رب سے بیگانہ ہیں وہ سب ایک پر قربان ہیں۔

اللہم ارزقنا اتباعہم واجعل حبک أحب الالشیاء إلینا و خشیتک اخوف

الالشیاء عندنا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات اور سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



آداب سفر کے متعلق ہدایات و سنتیں

عن جابر رضی اللہ عنہ قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر

فلما قد منّا المدينة قال لي ادخل المسجد فصل فيه ركعتين ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں (ایک) سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا چنانچہ جب ہم مدینہ منورہ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو۔^۱

فائدہ! مسجد گویا اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے اور مسجد میں جانے والا گویا اللہ رب العزت سے ملاقات کرنے والا ہے لہذا جو شخص سفر سے واپس آئے اس کے حق میں اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے گھر میں جائے یہ گویا سفر سے بعافیت واپسی پر خدائے عزوجل کا شکریہ ہے۔ جس نے اس کو سفر کی آفات سے محفوظ رکھا اور بعافیت اس کے اہل و عیال میں واپس پہنچا دیا۔ سفر سے واپس آنے پر پہلے مسجد میں جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً وفعلاً دونوں طرح ثابت ہے۔

سفر سے بعافیت گھر پہنچنا

انسانی استعمال کی تمام سواریاں خواہ ان کی تیاری میں انسانی صنعت کو دخل ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفَلَائِكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرَكُونَ لَتَسْتَغْوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُونَ نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾^۲ ترجمہ... اور جس نے بنائے ہر چیز کے جوڑے اور بنایا تمہارے واسطے کشتیوں اور چوپایوں

۱ بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الصلاة إذا قدم من السفر، ج: ۳، ص: ۱۱۲۲، دیب.

۲ بارہ: ۲۵، سورۃ الزخرف، الآیۃ: ۱۲.

کو، جن پر تم سوار ہوتے ہو تا کہ چڑھ بیٹھو تم ان کی پیٹھ پر۔ جب بیٹھ جاؤ ان پر تو یاد کرو اپنے رب کا احسان اور جو پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے بس میں کر دیا، ورنہ ہم نہ تھے اس کو قابو میں لانے والے اور ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے۔

فائدہ! اور جس نے بنائے ہر چیز کے جوڑے۔ یعنی دنیا میں جتنی چیزوں کے جوڑے ہیں اور مخلوق کی جتنی قسمیں ہیں سب کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔¹ پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان۔ اس سے اشارہ فرما دیا گیا کہ انسان کا کام یہ ہے کہ منعم حقیقی کی نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے دھیان دے کہ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے لہذا مجھ پر اس کے شکر کی ادائیگی اور اس کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار واجب ہے۔ ایک کافر اور مومن میں درحقیقت یہی فرق ہے کہ کائنات کی نعمتوں کو دونوں استعمال کرتے ہیں لیکن کافر انہیں غفلت اور گناہوں میں استعمال کرتا ہے جب کہ مومن اللہ تعالیٰ کے انعامات کے شکرانے میں اپنا سر اس کے حضور جھکا دیتا ہے اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرتا ہے۔

سواری کی دعا

سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ²

ترجمہ۔۔۔ اور ہم تو اس کی طاقت نہ رکھتے تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ سواری پر بیٹھ کر پڑھنے کی دعا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد روایات میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر بیٹھتے وقت یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ یہ دعا جانوروں اور چوپایوں کی طرح مشنری سواریوں پر سوار ہونے کیلئے بھی ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ان مشنریوں کا خام مواد پیدا نہ کرتا یا اس خام مواد میں وہ خواص و آثار نہ رکھتا یا انسانی دماغ کو ان خواص کے دریافت کرنے کی طاقت نہ بخشتا تو ساری کائنات بھی ایسی مشنری سواریاں پیدا نہ کر سکتی۔

بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں ان الفاظ کے ذریعہ یہ تعلیم دی گئی ہے کہ انسان کو اپنے ہر سفر کے وقت آخرت کا وہ کٹھن سفر بھی یاد رکھنا چاہیے جو ہر حال میں پیش آکر رہے گا۔ اس سفر کو سہولت کے ساتھ طے کرنے کے لئے اعمال صالحہ کے سوا کوئی سواری نہیں ہوگی۔³

1 تفسیر عثمانی، ص: ۱۵۱، 2 پارہ: ۲۵، سورۃ الزخرف، الآیہ: ۱۳، 3 معارف القرآن،

آداب سفر سے متعلق ہدایات اور سنتیں

حضرت کعب بن مالک راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ جہاں دے لئے سفر کی ابتداء جمعرات کے دن سے کریں۔ اور سنن ابوداؤد میں یوں ہے کہ ایسا کم ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے اپنے سفر کی ابتداء جمعرات کے علاوہ کسی اور دن کرتے ہوں۔¹

سنت یہی ہے کہ جب جہاد کے لئے سفر کیا جائے تو جمعرات کے دن روانگی عمل میں لائی جائے۔ اس کے علاوہ دیگر اسفار مثلاً حج وغیرہ کے لئے جمعرات کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر کرنا ثابت ہے۔ سفر کی ابتداء کے سلسلے میں علم نجوم سے مدد لینا اور وہی ساعت لازمی اختیار کرنا کفر و شرک کا پیش خیمہ ہے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں حضرت علیرضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک دن ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے (علم نجوم کے حوالہ سے) کہا: آپ سفر میں فلاں روز روانہ ہونا۔ یہ سن کر حضرت علیرضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا اگر اس وقت میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو میں ایسی خلاف اسلام بات کہنے پر تمہاری گردن اڑا دیتا۔ ہم حضرت ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برابر حاضر رہا کرتے تھے، ہم نے تو کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں یہ ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا کہ فلاں روز سفر کرنا چاہیے اور فلاں روز سفر نہ کرنا چاہیے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قمر، عقرب اور محاق کے سلسلے میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ من گھڑت ہے۔²

سفر میں ایک سے زائد لوگ ہونے کی صورت میں کسی ایک اچھے رفیق سفر کو امیر بنا لینا چاہئے۔ سنن ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ﴾ ترجمہ یعنی اگر سفر میں تین شخص ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو امیر بنا لیا جائے۔³ کسی ایک کو امیر بنا لینے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اگر دوران سفر آپس میں کوئی اختلاف یا

1 الصحيح للإمام البخاری، کتاب الجہاد والسير، باب إذا اراد غزوة فوری بغیرھا، ج: ۳، ص: ۱۰۷۷۔ 2 مظاهر حق، ج: ۳، ص: ۷۷۸۔ 3 ابوداؤد، کتاب الجہاد باب آداب السفر، ج: ۲، ص: ۴۳، رقم: ۳۹۱۱۔

جھگڑے کی صورت ہو جائے تو امیر کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ جو فیصلہ کرے اسے تسلیم کر کے اپنے نزاع کو ختم کر لیا جائے۔ امیر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے تمام رفقاء سفر کے حق میں خیر خواہ اور مہربان ہو۔ اپنی امیری کی وجہ کسی بڑائی میں مبتلا نہ ہو، بلکہ حقیقی معنی میں اپنے آپ کو ان کا خادم سمجھے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سید القوم خادمہم۔ یعنی کسی جماعت کا امیر اپنی جماعت کا خدمت گزار ہوتا ہے۔

جہاں تک ہو سکے سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں تنہا آدمی سفر نہ کرے۔ البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں کہ تنہا آدمی بھی سفر کر لے۔¹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قافلہ کے ساتھ (رحمت کے) فرشتے نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹال ہو۔² فائدہ! اس سے اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے مراد نہیں بلکہ رحمت کے فرشتے مراد ہیں۔ کتے سے مراد وہ کتا جو چوکیداری کے ملاوہ ہو۔ لہذا چوکیداری اور مولیشیوں کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا مباح ہے۔ جس (گھنٹال) ان گھنٹیوں اور گھنگر ووں کو کہتے ہیں جو جانوروں کے گلے میں باندھی جاتی ہیں اس کے ممنوع ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ ناقوس کی مشابہت رکھتے ہیں، جو غیر مسلموں کا شیوہ ہے۔³

ضرورت مند رفیق اور مسافر کی حسب استطاعت مدد کرنا: صحیح بخاری و مسلم میں بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک شخص اونٹ پر آیا اور اونٹ کے دانیں بائیں پھرنا شروع کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس ایک سواری سے زیادہ سواری ہو تو وہ اس کو دیدے کہ اس کے پاس سواری نہیں ہے۔ اور جس شخص کے پاس اپنی ضرورت سے زائد کھانے پینے کا سامان ہو وہ اس کو دیدے کیونکہ اس کے پاس زائد نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی اقسام کو بیان کرنا شروع کیا کہ جس شخص کے پاس فلاں چیز اور فلاں چیز اپنی ضرورت سے زائد ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس شخص پر خرچ کرے جس کے پاس وہ چیز نہ ہو۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب و نصیحت سے ہمیں احساس ہوا کہ ہم میں سے کسی کا اپنی اس چیز پر کوئی حق نہیں ہے جو اس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد ہے۔ بلکہ اس چیز کا حقیقی

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجہاد، باب آداب السفر، ج: ۲، ص: ۳۹۱، 2 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجہاد، باب آداب السفر، ج: ۲، ص: ۳۸۵، 3 مظاهر حق، ج: ۳، ص: ۷۹۔



مستحق وہ شخص ہے جو اس چیز سے محروم ہے۔¹

صبح کے وقت میں امت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی ہے کہ:
 اللَّهُمَّ بَارِكْ لَامَتِي فِي بَكُورِهَا ۖ ترجمہ اے اللہ! میری امت کو دن کے ابتدائی حصہ
 میں برکت عطا فرما۔ یعنی اگر میری امت کے لوگ دن کے ابتدائی حصہ یعنی صبح کے وقت میں
 اپنے کاموں مثلاً طلب علم، ذریعہ معاش اور سفر وغیرہ میں شروع ہو جائیں تو انہیں خوب برکت
 حاصل ہوگی کیونکہ ان کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی ہے۔²

سواری پر یاؤں رکھتے وقت بسم اللہ کہے پھر سوار ہو جانے کے بعد الحمد للہ کہے۔ اس کے
 بعد یہ کلمات سُبحْنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ پڑھے۔
 نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر پر جارہے ہوتے تو مذکورہ کلمات کے بعد یہ دعا بھی پڑھتے
 تھے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ
 مِنْ وَّعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَتِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُوْرِ وَسُوْءِ الْمُنْظَرِ فِي الْاَهْلِ
 وَالْمَالِ۔

ایک روایت میں یہ کلمات بھی منقول ہیں: اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ
 فَاعْفُرْ لِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔³
 سفر کے دوران جب سواری بلندی پر چڑھے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور نشیب یا پستی میں
 اترنے لگے تو تین بار سبحان اللہ کہے۔⁴

جس شہر یا گاؤں میں جانے کا ارادہ ہو اس کو دور سے دیکھ لیں تو تین بار یہ دعا پڑھیں:
 اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا وَفِيْ اَهْلِهَا وَفِيْ مَالِهَا ترجمہ اے اللہ! ہمیں اس شہر میں اور اس
 کے اہل میں برکت عطا فرما۔

جب شہر یا گاؤں میں داخل ہونے لگیں تو یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَّاها وَحَبِيْبَنَا
 اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِيْبَ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اَلَيْتَا ترجمہ اے اللہ! ہمیں اس شہر یا گاؤں

1 السنن للإمام ابی داود کتاب الزکوۃ، باب فضل حقوق المال، ص: ۱۳۶، رقم: ۱۶۶۳
 2 السنن للإمام ابی داود، کتاب الجہاد، باب الابتکار فی السفر، ص: ۱۴۱، رقم: ۲۶۰۶
 3 السنن للإمام ابی داود، کتاب الجہاد، باب ما یقول الرجل اذا سافر، ص: ۱۴۱، رقم: ۲۵۹۸
 4 معارف القرآن، ج: ۷، ص: ۷۲۳، 4 مسلم، کتاب الجہاد باب الاداب، ج: ۲، ص: ۲۴، رقم: ۳۹۱۷

کے ثمرات انعمیٰ ب کیجئے اور اہل شہر کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دیتے اور ہمارے دلوں میں اہل شہر کو محبوب بنا دیتے۔¹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر مذاہب کا ایک ٹکڑا ہے جو تمہیں نہ سونے دیتا ہے اور نہ کھانے پینے دیتا ہے، لہذا تم میں سے کوئی شخص اپنے سفر کا مقصد پورا کر لے تو فوراً اپنے گھر والوں کے پاس واپس آ جائے۔²

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ محرم کے بغیر ایک دن رات کی مسافت طے کرے۔

دور دراز کے سفر سے بہت دنوں بعد واپس لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر مردے اور بچہ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ یونہی اگر رات گئے دیر سے آنے تو فوراً گھر نہ جانے بلکہ بہتر ہے کہ صبح ہو تب گھر جائے البتہ اگر اہل خانہ کو دیر سے آنے کا علم ہو اور انتظار بھی ہو تو اسی وقت گھر چلا جائے۔³

سفر سے واپس آئے تو یہ دعا پڑھئے: اَلْبُسُورُ کَاِیُّسُوْنَ عَاِیْدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ... ہم خدا کی طرف لوٹنے والے ہیں، توبہ کر نیوالے ہیں، اللہ کی بندگی کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔⁴

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



1 حصص حصین، ص: ۲۴۲ 2 الصحیح للإمام البخاری، ابواب العمرۃ، باب السفر قطعۃ من العذاب، ج: ۲، ص: ۱۳۹، دیب. 3 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجہاد، باب اداب السفر، ج: ۲، ص: ۳۸۷ 4 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب ما یقول اذا رجع من الغزو، ج: ۲، ص: ۱۱۲۱.

دعاؤں کے متعلق ہدایات و سنتیں

عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعاء هو العبادۃ، ثم قرأ وقال ۞ ربکم ادعونی استجب لکم ۞ ترجمہ ۱: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور تمہارے پروردگار نے کہہ دیا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔¹

”دعا ہی عبادت ہے“ کیونکہ عبادت کی حقیقت اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و کمتر کر کے عبودیت کا اظہار کرنا اور یہ چیز دماء میں بطریق اولیٰ حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الدعاء مع العبادۃ ترجمہ ۲: دعا عبادت کا مغز ہے۔² عبادت میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی بڑائی کا اظہار کیا جاتا ہے اور دعا میں بھی اپنے مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے۔

حدیث بالا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اہمیت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی آیت مقدسہ تلاوت فرمائی تاکہ معلوم ہو جائے کہ دعا کا حکم من جانب اللہ ہے۔ اس آیت مبارکہ کا آخری حصہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دعا عبادت ہے چنانچہ اس کے بعد آگے ارشاد فرمایا: ۞ ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین ۞ ترجمہ ۳: جو لوگ میری عبادت سے مرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔³

اس آیت مقدسہ میں عبادت سے مراد دعا ہے جسے بڑائی و تکبر کی وجہ سے ترک کرنے پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ یعنی جو شخص اپنے کو مستغنی سمجھ کر دعا چھوڑ دے یہ ملامت کفر ہے ورنہ عام دعا میں فرض یا واجب نہیں البتہ مستحب اور افضل ہیں اور حدیث پاک کی رو سے موجب

1 پارہ: ۲۳، سورۃ المؤمن، الآیۃ: ۶۰، کتاب الدعوات، ج: ۱، ص: ۱۹، رقم: ۲۲۳۰۰، السنن للامام الترمذی، ابواب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب الدعاء مع العبادۃ، ص: ۱۹۹۸، رقم: ۱-۳۳، 3 پارہ: ۲۴، سورۃ مؤمن، الآیۃ: ۶۰،

برکت اور قرب الہی کا ذریعہ ہیں۔¹ دعا کے متعلق ایک اور مقام پر ارشاد ہے: ﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٌ كَفِيهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾ ترجمہ: ... کہ اسی کو پکارنا بیج ہے اور وہ اس کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے۔² یعنی پکارنا اسی کو چاہیے جو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک ہے۔ پس اللہ رب العزت کے سوا کون ہے جس کے قبضہ میں نفع و ضرر ہے؟ غیر اللہ کو اپنی مدد کے لئے بلانا ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا کنویں کی منڈیر پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ اے پانی! میرے منہ میں پہنچ جا۔ ظاہر ہے کہ قیامت تک پانی اس کی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ بلکہ پانی اگر اس کی منہ میں ہو تب بھی خود چل کر اس کے منہ تک نہیں جاسکتا۔ پکارنے کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوقات ہر وقت اور ہر لحظہ اس کی محتاج ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ ترجمہ: ... اسی سے (اپنی اپنی حاجتیں) سب آسمان و زمین والے مانگتے ہیں۔ وہ ہر وقت ایک نئی شان میں رہتا ہے۔³ یعنی زمین و آسمان کی ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں اور اسی سے اپنی اپنی حاجات مانگتی ہیں۔ ساری مخلوقات مختلف خطوں اور مختلف زبانوں میں اس سے اپنی حاجات ہر وقت مانگتی رہتی ہیں۔

دعا سے متعلق ہدایات اور سنتیں

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا رب بہت حیا دار، کریم اور بغیر مانگے دینے والا ہے۔ جب کوئی بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو انہیں خالی ہاتھ واپس کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔⁴ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تو انہیں اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ اپنے منہ پر نہ پھیر لیتے۔⁵ ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاتھوں کے

1 معارف القرآن، ج: ۷، ۱۱۵، 2 پارہ: ۱۳، سورة الرعد، الآية: ۲۲، 3 پارہ: ۲۷، سورة الرحمن، الآية: ۲۹، 4 مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات، الفصل الاول، ج: ۲، ص: ۵، 5 مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات، الفصل الاول، ج: ۲، ص: ۱۰۔

اندرونی حصہ کے ساتھ مانگو اور جب تم دعاء سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لو۔ یعنی دعا مانگتے ہوئے جب ہاتھوں کو اٹھاؤ تو ہاتھوں کا رخ یعنی ہتھیلیاں منہ کے سامنے رہیں۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر دعا ہاتھ اٹھا کر مانگی جائے تو فراغت پر ہاتھ منہ پر پھیر لینے چاہئیں لیکن اگر دعا بغیر ہاتھ اٹھانے پڑھ لی جائے تو پھر ہاتھوں کا منہ پر پھیرنا ضروری نہیں۔¹

3 حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے لئے بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کے لئے بددعا نہ کرو اور نہ اپنے مال و اسباب وغیرہ کے لئے بددعا کرو۔ مبادا کہیں وہ سماعت حاصل نہ ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ ہر سوال پورا کرتا ہے اور پھر تمہاری بددعا قبول ہو جائے۔²

4 حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: سوال کرنے کا ادب یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں کے برابر یا ان کے قریب تک اٹھاؤ۔ جب کہ استغفار کا ادب یہ ہے کہ تم اپنی انگلی کے ذریعہ اشارہ کرو۔ اور دعا میں انتہائی تضرع و زاری یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو (آگے کی طرف) داڑ کر دو۔³

فائدہ! انگلی سے اشارہ کرو، اس سے مراد شہادت کی انگلی ہے۔ مقصود اس سے نفس امارہ اور شیطان ملعون کو ملامت کرنا اور ان کے شر سے پناہ مانگنا ہے۔

5 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ تمہارا اپنے ہاتھوں کو بہت زیادہ اٹھانا بدعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سینہ سے زیادہ اوپر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔⁴ فائدہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اٹھانے کی مقدار کا فرق حالات و مواقع کے اختلاف پر مبنی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تو اپنے سینہ تک ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ لیکن بعض مواقع پر مونڈھوں تک اٹھاتے اور کسی خاص موقع پر مونڈھوں سے اوپر بھی اٹھاتے تھے۔ لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن لوگوں کو یہ تنبیہ کی وہ لوگ اس فرق کو مد نظر نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ ہر دعاء کے وقت اپنے ہاتھوں کو بہت زیادہ اوپر اٹھانے لگے تھے۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اس طرز عمل سے بیزاری کا

1 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۴۷۴، 2 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، ج: ۲، ص: ۲.

3 مشکوٰۃ المصابیح، ج: ۲، ص: ۸، 4 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، ج: ۲، ص: ۸.

اظہار کیا اور اسے سنت کے خلاف قرار دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ایک تو باپ کی دعاء، دوسری مسافر کی دعاء اور تیسری مظلوم کی دعاء۔¹ فائدہ! باپ کی دعاء کا مطلب یہ ہے کہ باپ اپنی اولاد کے حق میں خواہ دعاء کرے یا بددعاء کرے دونوں جلدی قبول ہو جاتی ہیں۔ اور جب باپ کی دعاء قبول ہوتی ہے تو ماں کی دعاء بطریق اولیٰ قبول ہوتی ہے۔ مسافر کی دعاء کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ مسافر کی دعاء اس شخص کے حق میں قبول ہوتی ہے جو اس کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرتا ہے اور اس کی بددعاء اس شخص کے حق میں قبول ہوتی ہے جو اسے تکلیف و ایذا پہنچاتا ہے۔ یا پھر یہ مطلب ہے کہ مسافر کی دعاء، مطلقاً قبول ہو جاتی ہے، خواہ وہ اپنے لئے کرے یا دوسروں کے لئے۔ مظلوم کی دعاء کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مظلوم کی مدد کرتا ہے اور اس کو تسلی و دلاسا دیتا ہے اور پھر مظلوم اس کے حق میں دعاء کرتا ہے تو اس کی دعاء قبول ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو شخص مظلوم پر ظلم کرتا ہے یا جو شخص ظالم کی حمایت و تائید کر کے مظلوم کو مزید تکلیف پہنچاتا ہے اور مظلوم اس شخص کے حق میں بددعاء کرتا ہے تو اس کی بددعاء قبول ہوتی ہے۔²

سنن ترمذی کی ایک اور روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں جن کی دعاء رد نہیں ہوتی: روزہ دار کی جب وہ افطار کرتا ہے۔ لوگوں کے سردار و حاکم کی جو عدل و انصاف کرے۔ مظلوم کی دعاء، جب مظلوم دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاء کو بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس دعاء کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور رب العزت فرماتے ہیں وعزتی لانصرنک ولو بعد حین۔ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ وہ کچھ مدت بعد ہی ہو۔³

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت جلد قبول ہونے والی دعا کسی غائب کے لئے کی جانے والی دعا ہے۔⁴

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم صلی اللہ

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، الفصل الاول، ج: ۲، ص: ۷۰، 2 ابو داؤد، کتاب الدعوات، ج: ۱، ص: ۴۲۱، رقم: ۲۲۴۹، 3 السنن للإمام ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوتہ، ص: ۱۵۸، رقم: ۱۵۲۱، 4 السنن للإمام ابی داؤد، کتاب الوتر، باب الدعاء بظہر الغیب، ص: ۱۳۶، رقم: ۱۵۳۵۔

علیہ وسلم سے ادا کی گئی عمرہ کے لئے اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت عطا فرمائی اور فرمایا: ﴿اشر کن یا اخی فی دعائک ولا تنسنا﴾ ترجمہ: اے میرے بھائی! اپنی دعاء میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور دعا کے وقت ہمیں بھول نہ جانا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایسا کلمہ ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے بدلہ میں مجھے تمام دنیا بھی دے دی جائے تو مجھے خوشی نہ ہوگی۔¹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کے لئے درخواست کی، سبحان اللہ! اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اچھے لوگوں سے دعائے خیر کی درخواست کرنا چاہیئے خواہ وہ مرتبہ کے لحاظ سے اپنے سے کمتر ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے وہ دعا قبول کی جاتی ہے۔ اور بندہ کے سر کے قریب ایک فرشتہ متعین ہے جب وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: ﴿امین ولک بمثل﴾ ترجمہ: کہ اے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر اور اس کے لئے بھی اس دعا کو قبول فرما۔²

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے لئے دعا کے دروازے کھول دیئے گئے اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا اس سے زیادہ اچھی نہیں مانگی گئی کہ انسان اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرے۔ لفظ عافیت ایک بڑا جامع لفظ ہے جس کے معنی ہیں دنیا و آخرت کی تمام آفات و مصائب سے سلامتی و حفاظت اور ہر دینی و دنیوی ضرورت کا پورا ہونا۔ لہذا عافیت دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کو شامل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ عافیت مانگنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ﴿نسئل اللہ العافیۃ﴾³

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے (کیونکہ ترک دعا اللہ تعالیٰ کے آگے بڑائی جتانے اور اس سے بے نیازی برتنے کی علامت ہے)۔⁴ اسی لئے سنن ترمذی

1 مشکوٰۃ المصابیح ۱/۲، 2 السنن للامام ابی داود، کتاب الوتر، باب الدعاء بظہر الغیب، ص: ۱۳۳۱، رقم: ۵۳۳۱، 3 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، ج: ۲، ص: ۴، 4 السنن للامام الترمذی، کتاب الدعوات، باب من لم یسال یغضب علیہ، ص: ۱۹۹۸، رقم: ۳۳۷۳۔

کی ایک دوسری روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی تمام حاجتیں اپنے رب سے مانگے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے بھی رب تعالیٰ ہی سے مانگے۔¹ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بڑی عمدہ مثال ہے کہ ایک طرف تو وہ جب اللہ تعالیٰ کے دیدار کے مشتاق ہوئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سب سے بڑی اور عظیم الشان درخواست پیش کی:

﴿رَبِّ ارْنِي انْظُرْ إِلَيَّ﴾ ترجمہ: اے میرے رب تو مجھ کو اپنی زیارت کرا کہ میں تیرا دیدار کروں۔² دوسری طرف جب وہ کھانے پینے کے محتاج ہوئے تو پروردگار ہی سے عرض کیا: ﴿رَبِّ انْصِلْ لِي﴾ ترجمہ: اے رب تو جو بھی خیرات میری طرف اتارے، میں اس کا انتہائی محتاج ہوں۔³ لہذا بندوں کو چاہیے کہ وہ اپنی ہر حاجت خواہ وہ کتنی ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو رب تعالیٰ کے حضور پیش کریں اور اسی سے اپنی مرادیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہیں۔ اور مانگنے والوں کو عطا کرتے ہیں۔

عاجز آ کر دعا مانگنا نہ چھوڑو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ جب تک وہ گناہ یا ناپاکہ نہ ہو۔ کی دعا نہیں مانگتا اور جلدی نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلدی کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا مانگنے والا بار بار کہنے لگے کہ میں نے دعا مانگی لیکن میں نے اسے قبول ہوتے نہیں دیکھا اور پھر وہ تھک کر بیٹھ جائے اور دعا مانگنا ہی چھوڑ دے۔⁴

بسا اوقات انسان کو دعا کی قبولیت نظر آتی ہے اور بعض مرتبہ دیکھتا ہے کہ دعا قبول ہی نہیں ہو رہی، اس کا جواب مسند احمد کی ایک روایت میں ہے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان دعا مانگتا ہے ایسی دعا کہ اس میں نہ تو گناہ کی کسی چیز کی طلب ہو اور نہ ناپاکہ ہونے کی خواہش تو اللہ تعالیٰ اسے اس دعا کے نتیجے میں تین چیزوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے یا تو جو مانگا وہی مل گیا یا یہ کہ اس کی مطلوبہ چیز کے بدلے اس کو آخرت کا عظیم اجر و ثواب دے دیا گیا یا یہ کہ مانگی ہوئی چیز تو نہ ملی مگر کوئی آفت اس پر آنے والی تھی وہ ٹل گئی۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا یا رسول اللہ اب تو ہم بہت

1 مشکوٰۃ النصابیح، ج: ۲، ص: ۷۰ 2 پارہ: ۹، سورة الاعراف، الآية: ۱۲۳، 3 پارہ: ۲۰، سورة الفصص، الآية: ۲۳، 4 الصحيح للإمام مسلم، کتاب الذکر والدعاء والاستغفار، باب بیان انه يستجاب للداعي ما لم يعجل، ص: ۱۱۵۲، رقم: ۶۹۳۲۔

زیادہ دعائیں مانگیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فضل بہت زیادہ ہے۔¹

قبولیت دعا کی شرائط

معارف القرآن کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ﴿ان الذين يستكبرون عن عبادتي﴾ قبولیت دعا کے لئے اگرچہ آیت مذکورہ میں بظاہر کوئی شرط نہیں یہاں تک کہ مسلمان ہونا بھی قبولیت دعا کی شرط نہیں۔ کافر کی دعا بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ شیطان ابلیس کی دعا..... تا قیامت زندہ رہنے کی..... قبول ہوگئی۔ نہ دعا کے لئے کوئی وقت شرط ہے نہ طہارت اور نہ با وضو ہونا شرط ہے۔ مگر احادیث معتبرہ میں بعض چیزوں کو قبولیت کے لئے مانع اور رکاوٹ قرار دیا ہے۔ لہذا ان چیزوں سے اجتناب لازم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا مانگنا حرام ہے۔ وہ دعا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں ہوتی۔² اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض آدمی بہت سفر کرتے ہیں اور آسمان کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور یارب! یارب! کہہ کر اپنی حاجت مانگتے ہیں۔ مگر ان کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور ان کی حرام ہی سے پرورش ملی تو ان کی دعا کہاں قبول ہوگی۔³ اسی طرح ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غافل دل کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔ یعنی بے پرواہی کے ساتھ بغیر دھیان دیئے صرف دعا کے کلمات دہرانے سے دعا قبولیت کی مستحق نہیں ہوتی۔

اللہ رب العزت ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

1 المسند للإمام احمد جلد: ۵ ص: ۳۲۹۔ 2 معارف القرآن ج: ۷ ص: ۶۱۰، ادارہ معارف، 3 المسند للإمام احمد ج: ۵ ص: ۳۲۹

مختلف اوقات اور حاجات کی مسنون دعائیں

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من جہد البلاء ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء ترجمہ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بلاء کی مشقت سے، بد بختی کے پہنچنے سے، بری تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔“^۱

دعاؤں کے متعلق ہدایات و سنتیں نقل کرنے کے بعد اب وہ وظائف اور اذکار نقل کئے جاتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی کام کے لئے منقول ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو سکھائے ہیں۔ ان اذکار کو ان کے منقول اوقات میں پڑھنا ہر شخص کے لئے مسنون ہے۔ اگر ان وظائف اور اذکار کو پابندی کے ساتھ اختیار کیا جائے تو یہ بہت بڑی سعادت اور قرب الہی کا ذریعہ بنیں گے۔ حدیث بالا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ جب کسی امتحان و آزمائش کے مرحلہ سے دوچار ہوں یا دین و دنیا کی کسی مصیبت میں مبتلا ہوں جس کو وہ دور کرنے پر قادر نہیں اور نہ ہی ان مصیبتوں پر صبر ممکن ہے تو اس سے خدا کی پناہ مانگو۔ اسی طرح ایسی مصیبت سے خدا کی پناہ مانگو جس کو دیکھ کر تمہارا دشمن خوش ہو۔

اللہ تعالیٰ کو انہی ناموں سے پکارو جو قرآن و حدیث میں منقول ہیں:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاللّٰهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا وَذُرُوا الَّذِیْنَ یَلْحَدُوْنَ فِیْ اَسْمَانِهٖ سَیَجْزُوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ترجمہ... اور اللہ کے لئے ہیں سب اچھے نام سو اس کو پکارو انہی نام سے اور چھوڑ دو ان کو جو اس کے ناموں میں کج راہ چلتے ہیں۔ من قریب وہ بدلہ پار ہیں گے اپنے کئے کا۔^۲

۱ بخاری، کتاب الدعوات باب الاستعاذہ، ج: ۱، ص: ۴۵۸، رقم: ۲۴۵۷، ۲ پارہ: ۹، سورۃ اعراف، الآیۃ: ۱۸۰

اس آیت میں امت کو دو بداہتیں دی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ حمد و ثناء اور مشکلات و حاجات کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارو، مخلوقات کو نہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کو انہی ناموں سے پکارو جو اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اپنی جانب سے دوسرے الفاظ نہ بدلیں۔ آیت مقدسہ کے اگلے جملہ میں اسی کے متعلق ارشاد ہے: ﴿وَذُرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ چھوڑ دیجئے ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں الحاد اور کج روی کرتے ہیں۔ ان کو ان کی جسارت کا بدلہ مل جائے گا۔

اس آیت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ آپ ایسے لوگوں سے تعلق بھی چھوڑ دیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں کج روی سے کام لیتے ہیں۔ اسماء الہیہ میں کج روی کی تمام صورتیں ممنوع ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے وہ نام استعمال نہ کیا جائے جو قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں۔ علماء کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات میں کسی کو یہ اختیار نہیں کہ جو چاہے نام رکھ دے۔ یا جس صفت کے ساتھ چاہے اس کی حمد و ثناء کرے۔ بلکہ وہی الفاظ لازمی ہیں جو قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے بطور نام یا صفات کے ذکر کئے گئے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو رحیم کہہ سکتے ہیں، خنی نہیں کہہ سکتے۔ نور کہہ سکتے ہیں، ابیض نہیں کہہ سکتے۔ شافی کہہ سکتے ہیں، طبیب نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ دوسرے الفاظ منقول نہیں۔ اگرچہ انہیں الفاظ کے ہم معنی ہیں۔ دوسری صورت الحاد فی الاسماء کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو نام قرآن وسنت سے ثابت ہیں ان میں سے کسی نام کو نامناسب سمجھ کر چھوڑ دے۔ اس کا بے ادبی ہونا ظاہر ہے۔^۱ (نوٹ) ہر وظیفہ و دعا کے اول آخر درود شریف یعنی درود ابراہیمی ضرور پڑھا کریں۔ نیز یاد رکھیں دعاؤں اور وظائف کا ترجمہ محض معلومات کی خاطر دیا جا رہا ہے۔ اس کو ہمیں بھی پڑھنا یا لکھنا ضروری نہیں۔ اکثر وظائف گنجینہ اسرار منولفہ حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہیں۔

مختلف مسنون دعائیں

صبح کے وقت کی دعا، سید الاستغفار ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ
وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ
وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. ترجمہ اے اللہ تو میرا

پالنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ سے ممکن ہے تیرے مہربان وعدہ پر قائم ہوں۔ تیری رحمت کا طالب ہو کر تیری پناہ میں آتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پس تو میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے سوا گناہ اور کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے برے کاموں سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی نے رات کے وقت یہ دعا پڑھی اور اسی رات کو اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں جائے گا اور اگر یہ دعا صبح کے وقت پڑھی اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا تو وہ بھی جنت میں جائے گا۔¹

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ تعوذ

ضعیفی ولا چاری کی عمر، دنیا کی آزمائش اور دوزخ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ منقول ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَرُدَّ اِلَیْ اَرْذَلِ الْعُمْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ ترجمہ... اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر کو پہنچوں، تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور عذابِ قبر سے۔²

فکر، غم اور قرض سے نجات کے لئے دعائیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدِّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ۔³ ترجمہ... اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں فکر سے، غم سے، عاجز ہونے سے، سستی سے، نامردی سے، بخل سے، قرض کے بوجھ سے اور (ظالم) لوگوں کے غلبہ سے۔ فائدہ! اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سو مرتبہ یہ دعا پڑھنا ادائیگی قرض کے لئے نہایت مفید ہے۔⁴

اَللّٰهُمَّ اَکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاعْزِزْنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔ ترجمہ... اے اللہ! مجھے حلال مال کے ذریعہ حرام مال سے بے نیاز کر دے اور اپنے فضل و کرم

1 حصن حصین، ص ۱۲۸، 2 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب التعوذ من الجبن، ج ۳، ص ۱۰۲۸، 3 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من غزا بصید للخدمة، ج ۳، ص ۱۰۵۹، 4 گنجینہ اسرار از حضرت مولانا نور شاہ کشمیری، ص ۲۶۱۔

سے اپنے ماسوا سے مجھے مستغنی کر دے۔¹

دورِ کعت نماز، بتروں سے پہلے پڑھے اور ان دورِ کعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد پانچ بار یہ آیتیں پڑھے: ﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ يَدُكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾² انشاء اللہ اس کے تمام قرض ادا ہو جائیں گے۔ نہایت مجرب ہے۔³

شدتِ فکر و غم کے وقت کی دعاء

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ﴾ ترجمہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو بزرگ اور بردبار ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو رب ہے عرشِ عظیم کا، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا اور رب ہے عرشِ کریم کا۔⁴

ایمان پر خاتمہ کی دعاء

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ترجمہ جو شخص ہر نماز کے بعد اس دعاء کو پڑھنے کی عادت بنالے انشاء اللہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔⁵

نفس کی برائی سے پناہ مانگنے کی دعاء

﴿اللَّهُمَّ الْهَمْنِي رُشْدِي وَاعْزِزْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي﴾ ترجمہ اے اللہ! میرے دل میں میری ہدایت ڈال اور میرے نفس کی برائی سے مجھے پناہ عطا فرما۔⁶ نیز یہ دعاء بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالْعِفَافَ وَالْغِنَى﴾ ترجمہ اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ہدایت، تقویٰ، نفس کی

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب الدعوات فی الاوقات، ج: ۲، ص: ۵۱، 2 پارہ: ۳، سورۃ ال عمران، الآیۃ: ۲۶، 3 گنجینہ اسرار، ص: ۴۷، 4 مسلم کتاب الدعوات باب الدعاء عند الكرب، ص: ۵۳۲، رقم: ۲۳۳۵، 5 پارہ: ۳، سورۃ ال عمران، الآیۃ: ۸، گنجینہ اسرار، ص: ۲۴، 6 ترمذی، کتاب الدعوات باب الاستعاذۃ، ج: ۱، ص: ۴۶۱، رقم: ۲۴۷۶.

حفاظت اور استغناء مانگتا ہوں۔¹

نومسلم کی دعاء

جب کوئی شخص مسلمان ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے نماز کی تعلیم دیتے پھر اس کو حکم دیتے کہ وہ دعاء مانگے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ ترجمہ اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت یافتہ بنا اور مجھے (حلال) روزی عطا فرما۔²

اصلاح دنیا و آخرت کی دعاء

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ هُوَ عِصَّةٌ اَمْرِيْ وَاصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلْ الْحَيٰةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ حَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ترجمہ اے اللہ! درست کر میرے دین کو جو میرے امور کا محافظ ہے، درست کر میری دنیا کو جس میں میری زندگی ہے، درست کر میری آخرت کو جہاں مجھے موت کر جانا ہے، نیز میری زندگی کو ہر نیکی میں زیادتی کا سبب بنا اور میرے لئے موت کو ہر برائی سے راحت اور آرام کا سبب بنا۔³

دنیا اور آخرت کے تمام مقاصد کی جامع دعاء

رَبَّنَا اِنْتَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتٰنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ترجمہ اے اللہ! ہمیں دنیا میں نیکی و بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی و بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا۔

محبت الہی کی طلب کے لئے دعا

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِيْ حَبْدُكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِنْ شَيْءٍ اَحَبَّ فَاَجْعَلْهُ قُوَّةً لِّيْ فِيْمَا نَحِبُكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَوْتَ عَنِّيْ مِنْ شَيْءٍ اَحَبَّ فَاَجْعَلْهُ قَرًا عَلٰی فِيْمَا

1 مسلم کتاب الدعوات باب جامع الدعاء، ج ۱، ص ۲۱۲، رقم ۲۵۸۳، 2 صحیح مسلم، کتاب الدعوات باب جامع الدعاء، ج ۱، ص ۲۱۳، رقم ۲۵۸۶، 3 صحیح مسلم، کتاب الدعوات باب جامع الدعاء، ج ۱، ص ۲۱۲، رقم ۲۵۸۵، 4 پارہ ۲۰، سورۃ البقرہ، الآیۃ ۲۰۱، مسلم کتاب الدعوات باب جامع الدعاء، ج ۱، ص ۲۱۳، رقم ۲۵۸۷



تُحِبُّ ۞ ترجمہ ... اے اللہ! مجھے نصیب کرا اپنی محبت اور اس شخص کی محبت جس کی محبت تیرے نزدیک مجھے نفع دے۔ اے اللہ تو نے مجھے جو میری پسندیدہ شے، عطا کی ہے اسے تو میرے لئے عبادت میں قوت کا ذریعہ بنا۔ اے اللہ تو نے مجھے جو میری پسندیدہ شے، مجھے نہیں عطا کی اسے بھی اپنی نافرمانیوں سے بچنے کا ذریعہ بنا۔¹



علم نافع اور رزق حلال کی دعا



اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا حَلَالًا ۝ اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں نفع دینے والا علم، قبول کیا جانے والا عمل اور رزق حلال۔²



شکر گزار ہونے کی دعا

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أَكْثَرَ شُكْرًا وَأَكْثَرَ ذِكْرًا وَاتَّبِعْ نَصِيحَتَكَ وَاحْفَظْ وَصِيَّتَكَ ۝ ترجمہ ... اے اللہ! مجھے تو فیتق دے کہ میں تیرا شکر گزار بنوں، تیرا بہت ذکر کروں اور تیری نصیحت کو پورا کروں اور تیری وصیت کو یاد رکھوں۔³

نیا کپڑا پہننے کی دعا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُرِي بِهِ عَوْدَتِي وَآتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ۝ ترجمہ ... سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنے ستر کی پردہ پوشی کرتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوب صورتی حاصل کرتا ہوں۔⁴

دولہا کو مبارک دیتے وقت کی دعا

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَحَمَّعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ ۝ ترجمہ ... اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے۔⁵

1 مشکوٰۃ الصابیح، کتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، ج: ۲، ص: ۶۰، 2 السنن للامام ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، ص: ۲۵۳، رقم: ۹۲۵، 3 السنن للامام الترمذی، ابواب الدعوات، باب اللہم اجعلنی اعظم شکرًا، ص: ۲۰۲۳، رقم: ۳۶۰۴، 4 المسند للامام احمد، ج: ۱، ۵ السنن للامام الترمذی، ابواب النکاح، باب ما یقال للستزوج، ص: ۱۷۶، رقم: ۱۰۹۱.

دلہن کے لئے دولہا کی دعا

جب کسی عورت کو نکاح کر کے گھر میں لائے تو اس کی پیشانی پر کریمہ دعا پڑھے: **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ** ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کے اخلاق کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ میں اس کے شر اور اس کے اخلاق کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔¹

سحر وغیرہ سے حفاظت کی دعا

اَعُوْذُ بِوَجْهِ لِّلّٰهِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الثَّمَانِیَةِ الَّتِیْ لَا یَجَاوِزُ هُنَّ یَسْرًا وَلَا فَاجِرًا وَبِاسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَا وَتَرَا ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جو بہت بڑا ہے جس سے بڑھ کر کوئی شے نہیں اور اس کے کامل کلمات کے ساتھ جن کو میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی، بنائی اور برابر کی۔²

زوجین میں محبت کے لئے

شب جمعہ میں نصف رات گزر جانے کے بعد با وضو ہو کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے: **اَقْبَانِ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ** ترجمہ: اے اس کے بعد مریے کہے: **اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّبُّ حَسْبِیْ (من فلانة بن فلانة) اَعْطِنِ قَلْبَهَا اِلَیَّ وَذَلِّلْنِیْ اِلَیَّ** اور پڑھنے والی اگر عورت ہے تو یوں کہے: **اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّبُّ حَسْبِیْ (من فلان بن فلانة) اَعْطِنِ قَلْبَهُ اِلَیَّ وَذَلِّلْنِیْ اِلَیَّ** اور جو بھی پڑھے فلاں بن فلاں کی جگہ اس کا اور اس کی ماں کا نام لے جس کی محبت مطلوب ہے۔ بقول حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ یہ وظیفہ آزمودہ یعنی مجرب ہے۔³

اولاد نہ ہونا

اَرَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَا ترجمہ

1 السلسلہ لیلامادابی دواد، کتاب النکاح، باب جامع النکاح، ج 1، ص 310، 2 مطاہر حق، کتاب

الدعوات باب الاستعاذۃ، ج 1، ص 121، رقم: 29-30 3 گنجہ اسرار، ص 11

اے میرے رب عنایت کیجئے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد، بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے ¹ جس کو اولاد نہ ہوتی ہو وہ اس آیت کو بکثرت پڑھا کرے۔ انشاء اللہ مقصود پورا ہوگا۔ ²

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شب جمعہ میں نصف رات کے بعد مٹھائی یا حلوے کے ٹکڑے پر کسی ایسی جگہ بیٹھ کر جہاں کوئی نہ دیکھے ذیل کی آیت لکھے اور اپنی بیوی کو کھلائے اور جماع کرے۔ تین بار شب جمعہ کو یہ عمل کرے انشاء اللہ اس عمل کی برکت سے ضرور بچہ پیدا ہوگا۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَكُمْ وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجْلًا كَثِيرًا وَقَاتِلُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ ³

اولاد کا مطیع ہونا

اگر کسی کی اولاد نافرمان ہو تو نماز کے بعد اس آیت کو پڑھا کرے اور ذریتی کی جگہ اپنے بچے کا نام ذہن میں رکھے آیت یہ ہے: ﴿وَاصْلِحْ لِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ ترجمہ۔ اور دے مجھ کو نیکی میری اولاد میں، میں نے تو بہ کی تیری طرف اور میں فرماں بردار ہوں۔ ⁴

اگر نافرمان اولاد پر ہزار مرتبہ الشہید پڑھا جائے تو وہ فرماں بردار ہوگا انشاء اللہ۔

جنات سے حفاظت کے لئے

جسے رات میں جن وغیرہ نظر آتا ہو تو اس دعا کو لکھ کر تعویذ بنا کر اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو جائے اور جس گھر میں جن آتا ہو وہ اس گھر کے دروازہ پر اسے لکھ کر چپکا دے۔ انشاء اللہ کبھی جن نہیں آئے گا۔ نہایت مجرب ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إِلَى مَنْ يَطْرُقُ الدَّارَ مِنَ الْعُمَارِ وَالزَّوَارِ الْأَطَارِ قَائِلُ طَرَفٍ بِخَيْرٍ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَاعَةً فَإِنْ كُنْتَ عَاشِقًا مَوْلِعًا وَفَاجِرًا مُفْتَحِحًا فَهَذَا كِتَابٌ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ وَرُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ

1 بارہ: ۳، سورۃ قال عمران، الآیہ: ۳۸، 2 گنجینہ اسرار، ص: ۷۰، 3 بارہ: ۴، سورۃ نساء، الآیہ: ۱،

4 بارہ: ۲۶، سورۃ الاحقاف، الآیہ: ۱۵،

اَنْزَلَ صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا وَاطَّلَعْنَا اِلَى عَبْدِ الْاَصْنَامِ وَاِلَى مَنْ يَّرْعَمُ اَنْ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ لَهٗ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ حَمْدُ
لَا يُنْصَرُوْنَ حَمْدُ عَسَىٰ تَفَرِّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَسَيَكْفِيْكُمْ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ .

سیدنا ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کو لے کر میں تعویذ بنا کر اپنے سر
کے نیچے رکھ کر سو یا پوری رات جن کے رونے کی آواز آتی رہی اور میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ
اے ابودجانہ! تم نے مجھ کو اس تعویذ سے جلا دیا۔ اسے بنا لو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی میں
تمہارے گھر بلکہ تمہارے پڑوس میں بھی نہیں آؤں گا اور نہ ایسی کسی جگہ جہاں یہ تعویذ ہوگا۔¹
سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۃ جن کی ثنوں کی پانچ آیتیں پانی پر دم کر کے آسیب زدہ
کے منہ پر چھینٹے مارے جائیں تو بفضل رب تعالیٰ مریض اچھا ہو جائے گا۔²

خوف و ڈر

علماء کرام نے لکھا ہے ذیل کی دو آیتیں پڑھ کر اپنے اوپر اور گھر کے چاروں طرف پھونک
دے خوف و ڈر اور آلام و مصائب کے واسطے نہایت مجرب ہے۔ پہلی آیت: ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ عَلٰیكَم
مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ ۝۱۰ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذٰتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۱﴾۔ دوسری آیت:
﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ مَعَهُۥ سَلْمٌ مِّنْهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾۔⁴
اس دعا کا بکثرت پڑھنا خوف و ڈر کے لئے نہایت مفید ہے۔ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ حَافِیْطٌ
وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾۔⁵

دشمن سے حفاظت

اگر اس دعا کو پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دم کر کے پورے بدن پر پھیر لے تو دشمن سے محفوظ رہے
گا دشمن کے ہجوم سے بھی گزر جائے تو وہ اسے نہ دیکھ سکیں گے۔ یہ دعا یہ ہے: ﴿لَا تُدْرِكُکَ
الْاَنْصَارُ وَهُوَ یَذْرِکَ الْاَبْصَارُ وَهُوَ اللّٰطِیْفُ الْخَبِيْرُ﴾۔⁶

1 گنجینہ اسرار حضرت انور شاہ کشمیری، 99، 2 گنجینہ اسرار، ص: 101، 3 سورۃ آل
عمران آیت 54، 4 گنجیلہ اسرار، 101، 5 پارۃ: 13، سورۃ یوسف، الآیۃ: 12، 6 پارۃ:
103، سورۃ النعام، الآیۃ: 103

کی روایت میں ہے کہ یہ دم کرنا سات مرتبہ ہو۔^۱

آگ بجھانے کی دعا

جب آگ جلتی دیکھے تو تکبیر کے ذریعہ بجھائے (یعنی اللہ اکبر بار بار پڑھے)۔^۲

جلے ہوئے پردہ کرنا

اَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ ۝ ترجمہ

اے سب انسانوں کے رب! تکلیف کو دور فرما۔ تو ہی شافی ہے کیونکہ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔^۳

بارش طلب کرنے کی دعاء

اَللّٰهُمَّ اَسْفِنَا اَللّٰهُمَّ اَسْفِنَا اَللّٰهُمَّ اَسْفِنَا ۝ اے اللہ! ہمیں سیراب فرما۔ اے اللہ! ہمیں

سیراب فرما۔ اے اللہ! ہمیں سیراب فرما۔ بارش کے طلب کرنے کے لئے ایک اور دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَغْثِنَا اَللّٰهُمَّ اَغْثِنَا اَللّٰهُمَّ اَغْثِنَا ۝ اے اللہ! ہماری مدد فرما، اللہ ہماری مدد فرما، اللہ ہماری

مدد فرما۔^۴

جب بادل آتا ہوا نظر آئے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَ بِهِ اَللّٰهُمَّ سَبِّحْنَا فَعَا ۝ اے اللہ! ہم اس چیز کی

برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جسے لے کر یہ بادل بھیجا گیا ہے۔ اے اللہ! نفع دینے والی بارش برسا۔

جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ سَبِّحْنَا فَعَا ۝ اے اللہ! اس کو بہت برسنے والا اور نفع دینے والا بنا۔^۵



۱ گنجینہ، ص: ۱۲۰، ۲ حصن حصین ۱۳۳، ۳ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطب والرفی، ج: ۲، ص: ۵۳۰، ۴ الصحيح للإمام البخاری، ابواب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع، ص: ۷۹، رقم: ۱۰۱۳، الصحيح للإمام البخاری، ابواب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی

حظبة الحسنة، ص: ۷۹، رقم: ۱۰۱۴، ۵ الصحيح للإمام البخاری، کتاب الاستسقاء، باب ما یقال

اذا مطرت، ص: ۸۱، رقم: ۱۰۳۲

جب سخت تیز ہوا چلے

جب سخت تیز ہوا چلے تو جس طرف سے ہوا آ رہی ہو اس طرف رخ کرے اور دونوں ہو کر بیٹھ جائے اور اپنے ہاتھ زمین پر رکھ دے پھر یہ دعا پڑھے۔ اس عمل کے بغیر بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ مَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْہَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ..... اے اللہ! میں آپ سے اس ہوا کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی خیر کا سوال کرتا ہوں جو اس میں ہے اور اس چیز کی خیر کا سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس ہوا کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس چیز کے شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔¹

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھنے سے بھی یہی فائدہ ہے۔

جسم میں کسی جگہ درد ہو تو یہ دعا پڑھے

اگر بدن میں کسی جگہ درد یا تکلیف ہو تو اس جگہ دابنا ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ کہے پھر سات بار یہ دعا پڑھے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَحَدٌ وَّ اَحَادٍ..... اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس چیز کے شر سے جس کی تکلیف پارہا ہوں اور جس سے ڈر رہا ہوں۔²

جسم پر زخم یا پھوڑا پھنسی

اگر بدن میں کسی جگہ پھوڑا پھنسی ہو تو شہادت کی انگلی کو منہ کے لعاب میں بھر کر زمین پر رکھے اور پھر اٹھا کر تکلیف کی جگہ پر پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَتِہٖ بَعْضُنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاَدْنِ رَبِّنَا..... میں اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ یہ ہماری زمین کی مٹی ہے، جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے، تاکہ ہماری بیماری کو ہمارے رب کے حکم سے شفاء ہو۔³

1 الصحیح للإمام مسلم، کتاب صلوۃ الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم، ص: ۸۱۸، رقم: ۲۰۸۲۔ 2 الصحیح للإمام مسلم، کتاب السلام، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم، ص: ۱۰۶۹، رقم: ۵۷۳۷۔ 3 صحیح مسلم عن عائشة الصدیقة، کتاب الجنائز باب عیادة المریض، ج: ۱، ص: ۲۹۴، رقم: ۱۵۳۱۔

ضعف دماغ

دماغ کی کمزوری کے واسطے اس آیت کا روزانہ بعد نماز فجر دس مرتبہ پڑھنا بہت مفید ہے: ﴿فَقَهَّمْنَهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحُونَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ﴾ ترجمہ: پس ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دے دی اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ (ان کی تسبیح کے ساتھ) وہ (بھی) تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور (ان کاموں کے) کرنے والے ہم تھے۔¹

جس کا دماغ کمزور ہو وہ ہم فرض نماز کے بعد گیارہ مرتبہ یا قوی پڑھا کرے۔²

نسیان

ہر فرض نماز کے بعد الزمیں سو مرتبہ پڑھنے سے نسیان دور ہو جاتا ہے۔
دفع نسیان کے لئے یہ آیت بعد نماز عشاء سوتے وقت گیارہ مرتبہ پڑھنی چاہیے انشاء اللہ فائدہ ہوگا: ﴿سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾ ترجمہ: پاک ہیں آپ، ہم کو علم نہیں مگر وہ جو آپ نے عطا فرمایا۔ بے شک آپ بڑے علم و حکمت والے ہیں۔³

سورۃ الانشراح چینی کی پیت پر عرق گلاب و زعفران سے لکھ کر استالیس روز تک پلانا زالہ نسیان کے لئے بے حد مجرب ہے۔⁴

بے خوابی یعنی نیند کا نہ آنا

بے خوابی دور کرنے کے لئے سوتے وقت سات مرتبہ یہ آیت پڑھی جائے: ﴿أَفَاصِلُ أَهْلِ الْقُرَىٰ أَمْ يَأْتِيهِمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ، أَوْ أَصِلُ أَهْلَ الْقُرَىٰ أَمْ يَأْتِيهِمْ بَأْسُنَا طُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ﴾ ترجمہ: کیا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس سے کہ آہنچے ان پر آفت ہماری راتوں رات جب سوتے ہوں۔ یا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس بات سے کہ آہنچے ان پر عذاب ہمارا دن چڑھے جب کھلتے ہوں۔⁵

1 بارہ: ۱۔ سورۃ انبیاء، الآیہ ۷۹۔ 2 گنجینہ، ص ۱۲۲ 3 بارہ: ۱۔ سورۃ القفرۃ، الآیہ ۳۲۔ 4 گنجینہ اسرار، ص ۱۲۵۔ 5 بارہ: ۵۔ سورۃ اعراف، الآیہ ۹۸

سوتے وقت اسم باری تعالیٰ یا حی یا قیوم بکثرت پڑھنا مفید ہے۔¹

مرگی کا مرض

مرگی کے مریض کے سر پر یہ آیت تین بار لکھ کر باندھنا مفید ہے: **إِنَّ الْذِّئْسَ فَتُّوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ يَتُوبُوا فَلَهِمْ عَذَابٌ جَيِّدٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ الْحَرِيقُ** ترجمہ جنہوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو تکلیف پہنچائی اور پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور (جہنم میں بالخصوص) ان کے لئے جلنے کا عذاب ہے۔²

جس کو مرگی کا مرض ہو اس کے مکان میں یہ دعا پڑھ کر پھونکی جائے انشاء اللہ مرض دور ہو جائے گا: **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْمَصَّ طَسَمَ كَيْفَ يَعَصِ يَسَّ وَالْقُرْآنَ الْحَكِيمَ حَمَّصَنَّ وَالْقَلَمَ وَمَا يَسْطُرُونَ**۔³

جو شخص سورۃ سجدہ لکھ کر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ اسے مرگی کا دورہ نہیں پڑیگا مریض پر دم کرنے اور پانی پر دم کر کے اس کے منہ پر چھینٹے مارنے سے ان شاء اللہ دورہ ختم ہو جائے گا۔

سرسام کا مرض

سورۃ عنکبوت بلسان پر گیارہ مرتبہ دم کر کے سر میں لگانے سے انشاء اللہ سرسام کا مرض ختم ہو جائے گا۔ مجرب ہے۔

اسم باری تعالیٰ یا مقسط تین سو بار پڑھ کر (پانی پر دم کر کے) سرسام کے مریض کو پلایا جائے انشاء اللہ افاقہ ہوگا۔⁴

رتو ندایعنی دن میں دکھائی نہ دینا

اگر کسی کو رتو ندا ہو تو سورۃ قیامتہ سرمہ پر دم کر کے آنکھوں میں لگائیں انشاء اللہ مرض دور ہو جائے گا۔⁵

ہر فرض نماز کے بعد اسم باری تعالیٰ یا قوی سو بار پڑھ کر آنکھوں پر پھونک کر آنکھوں پر پھیری جائیں۔

اسم باری تعالیٰ یا شکور دس مرتبہ رتو ندی کے مریض کی آنکھوں پر پڑھ کر دم کیا جائے۔

1 گنجینہ اسرار، ص: ۱۲۷، 2 بارہ: ۳۰، سورۃ البروج، الآیۃ: ۱۰، 3 گنجینہ، ص:

۱۲۸، 4 گنجینہ، ص: ۱۲۹، 5 گنجینہ، ص: ۱۳۳،

میں لوگوں (کی بہت سی بیماریوں) کے لئے شفا ہے۔¹

سورۃ فاتحہ کا نام سورۃ شفا بھی ہے۔

صحاح میں یہ روایت آئی ہے کہ جب کسی شخص کو بچھو یا سانپ کاٹ لیتا تھا یا کوئی مرگی میں مبتلا ہوتا تھا یا کوئی دیوانہ ہو جاتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس شخص پر دم کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل کو پسند فرماتے تھے۔²

تمام روحانی و جسمانی بیماریوں کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنا نسخہ اکسیر ہے۔ بالخصوص صبح کی نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ پڑھنا بہت ہی مفید اور مجرب ہے۔

نظر بد کا علاج

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے: جس کو کسی انسان کی نظر بد لگ گئی ہو اس پر یہ آیات پڑھ کر دم کر دینا اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ آیات یہ ہیں: **وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ.....** اور یہ کافراؤں کو جب قرآن سنتے ہیں (تو شدت عداوت سے) ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے۔ اور کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ مجنون ہیں حالانکہ یہ قرآن تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے۔³

جو شخص ان آیات کو زعفران سے لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر اس پانی سے غسل کرے اس سے انشاء اللہ نظر بد دور رہے گی۔ وہ آیات یسنی ادم خذوزینتکم سے ان تقولو علی اللہ ما لا تعلمون تک ہیں۔⁴

دو تین بلدی کی گرہ پر تین تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ کر پھونکے اور پھر آگ میں ڈال کر اس کی دھوئی اس شخص کو دے جسے نظر بد ہو گئی ہو۔ انشاء اللہ اچھا ہو جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں: **الاسلام حق والكفر باطل**۔⁵

شیطانی وساوس سے حفاظت

جو شخص شیطانی وساوس میں مبتلا ہو وہ شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ یعنی

1 پارہ: ۱۴، سورۃ نحل، الآیۃ: ۲۹، 2 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۴۳۱، 3 پارہ: ۲۹، سورۃ القلم، الآیۃ: ۵۱، 4 سورۃ الاعراف آیت ۳۱ تا ۳۳، 5 گنجینہ اسرار، ۱۲۰۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے اور ہوسوسوں کو وہیں روک دے۔¹
 شیطانی وساوس سے بچنے کے لئے نماز سے پہلے یا کسی بھی نیک کام سے پہلے مثلاً دعا، ذکر
 اللہ، تلاوت قرآن مجید، وعظ و نصیحت اور تحریر وغیرہ سے پہلے ان آیات کا پڑھنا مجرب عمل
 ہے: ۱۔ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطَانِ ۝ ۲۔ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ۝
 ترجمہ۔ اے میرے رب! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کے ہوسوسوں سے اور اے
 میرے رب! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں۔²

غریظ، غضب اور غصہ

غضب اور غصہ کی حالت میں جب کہ انسان کو اپنے نفس پر قابو نہیں رہتا اس مذکورہ دعا ۱۔ رب
 اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ ۝ الخ کو پڑھ لینے سے انسان غصہ سے محفوظ ہو جاتا ہے مجرب ہے۔ اس کے
 علاوہ شیاطین اور جنات کے دوسرے آثار اور حملوں سے بچنے کے لئے بھی یہ دعا مجرب ہے۔³
 نیز: ۱۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ پڑھنے سے غصہ ختم ہو جاتا ہے۔⁴

گھر کی حفاظت کے لئے

جب گھر کی حفاظت کے لئے آیت الکرسی پڑھی جائے لفظ ”وَلَا یُحِیْطُوْنَ“ پر پہنچے تو
 شہادت کی انگلی کو گھر کے چاروں طرف کا تصور کر کے گھمادے۔ یعنی جتنی دیر تک ”وَلَا یُحِیْطُوْنَ“
 پڑھے گھر کے چاروں طرف کا تصور کر کے اس کی شہادت کی انگلی گھوم جائے۔ انشاء اللہ گھر کی
 حفاظت ہوگی چور کا کام ہو جائے گا۔ شیاطین و جنوں کی شرارتوں سے بھی محفوظ رہے گا۔⁵

کیڑوں سے حفاظت کے لئے

اگر سورۃ مطففین پوری سورت پڑھ کر غلہ وغیرہ پر دم کر دی جائے تو وہ غلہ انشاء اللہ کیڑوں
 وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔⁶

سورۃ مجادلہ اگر کسی کاغذ پر لکھ کر غلہ میں رکھ دی جائے تو اس غلہ کو کیڑے وغیرہ نقصان نہیں
 پہنچا سکیں گے۔

1 مسلم، کتاب الدعوات باب الدعوات فی الاوقات، ج. ۱، ص. ۵۲، رقم: ۲۰۱۸، 2 بارہ

۱۸، سورۃ المؤمن، الآیۃ: ۹۸، ۹۹، گنجینہ، ص. ۲۴، 3 معارف القرآن، ج. ۱، ص. ۵۰، ۴

4 مسلم، کتاب الدعوات، ج. ۱، ص. ۵۲، رقم: ۲۰۱۸، 5 از: حضرت مولانا عبد اللہ درخواسنی

6 گنجینہ اسرار، ص. ۵۳۰.

تجارت میں برکت کے لئے

خمیس کے دن یہ آیت ہرن کی جھلی پر لکھ کر کپڑے میں لپیٹ کر دوکان کے دروازے کی چوکھٹ یا باغ کی زمین میں دفن کرنے سے بے پناہ خیر و برکت حاصل ہوگی۔ وہ آیتیں یہ ہیں:

﴿أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ سَأَلَ الْقَدِيرَ: ١﴾

کاروبار کی ترقی کے لئے سورۃ رعد کی پہلی تین آیتوں کو زیتون کے چار پتوں پر لکھ کر مکان یا دوکان کے چاروں گوشوں میں دفن کر دے تو انشاء اللہ خریداروں کی کثرت ہوگی۔

جو شخص جمعہ کے دن بعد نماز عصر آیت الکرسی تین سو مرتبہ پڑھے تو ایسی خیر و برکت ہوگی جس کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔²

جب کوئی چیز گم ہو جائے یا جانور بھاگ جائے

جب کوئی چیز گم ہو جائے یا جانور وغیرہ بھاگ جائے تو یہ آیت کثرت سے پڑھے مجرب ہے: ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾³

سورۃ الواحی پڑھے اور جب ان آیات ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾ پر پہنچے تو اس کو اکتالیس بار پڑھے پھر دائیں ہاتھ پر پھونک مارے اور ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر سو جائے اور گیارہ بار درود شریف پڑھے اور یہ عمل سات دن کرے انشاء اللہ مال واپس ہوگا یا پتہ چل جائے گا۔⁴

سب کام درست رہیں

جس کا کام ہوتے ہوتے بگڑ جاتا ہے تو اول آ خر گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں سورۃ فاتحہ پڑھے اور جب ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ پر پہنچے تو اس کو ۳۱۳ مرتبہ پڑھے۔ ہر روز پڑھے۔ بہتر وقت صبح کی نماز یا عصر کی نماز کے بعد ہے۔ اور مذکورہ آیت بار بار پڑھتے ہوئے دل میں دعا بھی کرتا رہے۔ انشاء اللہ سب کام سیدھے ہو جائیں گے۔

دل کا دین اسلام کی طرف راغب ہونا

اگر کسی کا دل دین کی طرف راغب نہ ہوتا ہو تو ایک ہفتہ تک گیارہ گیارہ تسبیح: ﴿اَسْتَغْفِرُ

1 سورۃ بقرۃ آیت ۲۵۹ سے ۲۶۳، 2 گنجینہ اسرار، ص: ۲۱، 3 پارہ: ۲، سورۃ بقرۃ، الآیۃ:

۱۵۶، 4 فلاح دارین ۲۰

اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ وَآتُوْبُ الْبَدْرَ ۚ کی پڑھے۔ انشا۔ اللہ دل دین کی طرف راغب ہوگا اور اس کے بعد ایک صبح صبح و شام معمول بنالے۔

حب جاہ و حب مال کو دور کرنے کے لئے اور دینی شوق پیدا کرنے کے لئے صبح و شام تین تین بار سورۃ التکاثر پڑھیں۔¹

دعا برائے حاجات

جو شخص بعد نماز عشا، پاک و صاف ہو کر ایک ہی نشست میں اتم باری تعالیٰ "یا لطیف" سولہ ہزار چھ سو اکتالیس مرتبہ اور ہر ایک سو اکتیس مرتبہ پر ایک مرتبہ ۛ لا تدرك الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير ۛ² پڑھ کر جس ضرورت کے لئے دعا کرے گا انشا۔ اللہ وہ حاجت جائزہ و قبول ہوگی۔

سورۃ یس جس حاجت کے لئے پڑھی جائے وہ انشا۔ اللہ ضرور پوری ہوگی۔

سورۃ النعام پڑھ کر جس ضرورت کے لئے دعا کرے انشا۔ اللہ پوری ہوگی۔

مالی ترقی کے لئے

بر قسم کے مالی ترقی کے لئے یہ درود شریف پڑھے: ۛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى الْمُوْمِنِيْنَ وَالْمُوْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۛ اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور تمام مؤمنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات پر بھی رحمت نازل فرما۔³

جو شخص صبح کی نماز سے پہلے سو مرتبہ یہ کلمات: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھے گا انشا۔ اللہ اس کے رزق میں کثافت و برکت ہوگی۔

جب نیا پھل دیکھے

جب نیا پھل آئے تو یہ دعا پڑھے اس کے بعد اس پھل کو اپنے سب سے چھوٹے بچے کو بلا کر دیدے: ۛ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَتَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا

1 فلاح دارین۔ ۲۸۔ 2 پارہ ۷، سورۃ انعام الآیۃ ۱۰۳۔ 3 المسند للامام ابی یعلیٰ السوصلی۔ مسند ابی سعید الحدادی ج ۲۰ ص ۵۲۹، ضیع دار السامون للتراث، دمشق، تحقیق حسین سلیمہ اسد گنجیدہ ص ۲۹

وَبَارِكْتَ لَنَا فِي مُدِنَانَا ۝ اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے اور ہمارے غلہ ناپنے کے پیالوں میں برکت دے۔¹

مریض کی عیادت کے وقت کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کو اس مرض میں موت نہیں آئی ہے اور اس نے اس کے پاس سات مرتبہ یوں پڑھا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس مرض سے شفا یاب فرمادیں گے: اَسْتَأْذِنُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَنْ يَّشْفِيَنِيكَ ۝ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں جو عظیم ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا عطا فرمائے۔²

مریض کے پڑھنے کے لئے دعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مرض میں یہ پڑھا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۝ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کے لئے ملک ہے۔ سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے بچانے اور نیکیوں پر لگانے کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور پھر اس مرض میں اس کی موت آگئی تو دوزخ کی آگ اسے نہ جلائے گی۔³

اگر زندگی سے عاجز آ جائے

اگر تکلیف کی وجہ سے جینا مشکل معلوم ہوتا ہو تو موت کی تمنا اور دعا ہرگز نہ کرے۔ اگر دعا مانگنا ہی ہو تو یوں دعا مانگے: اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَدَفِّنِيْ اِذَا كَانَتِ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاتُ خَيْرًا لِّيْ ۝ اے اللہ! تو مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھالے۔⁴

1 الصحيح للإمام مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي صلى الله عليه وسلم، ج: ۲، ص: ۱۰۰۰.

2 ابو داؤد، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض، ج: ۱، ص: ۲۹۹، رقم: ۱۵۵۳، 3 السنن

للإمام الترمذی، كتاب الدعوات، باب ما يقول العبد اذا مرض، ص: ۲۰۰، رقم: ۲۴۳۰، 4 مسلم،

كتاب الجنائز، باب تمنى الموت، ج: ۱، ص: ۳۰۴، رقم: ۱۱۰۰.

شہادت کی سچی تمنا اور اس کی فضیلت

حضرت سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ۱ مَن سَأَلَ
اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ سَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ ۖ جَبَّ كُونِي شَخْصٍ
سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی (موت) کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے شہادت کے
درجہ میں پہنچا دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر مر جائے۔¹

رات کو سوتے وقت کے عملیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو
شخص اپنے بستر پر لیٹا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو وہ لیٹنا اس کے لئے (قیامت
کے دن) باعثِ ندامت ہوگا اور جو شخص (کسی مجلس وغیرہ میں) بیٹھا اور اس میں اللہ عزوجل کا
ذکر نہیں کیا تو وہ مجلسِ قیامت کے روز اس کے لئے باعثِ حسرت و ندامت ہوگی۔²

وہ قرآنی آیات یاد عاںیں جو رات کو سونے سے پہلے پڑھنا مسنون ہیں
سونے سے پہلے سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں امن رسول سے ختم سورۃ تک ایسی ہیں کہ جس گھر میں تین رات
تک پڑھی جائیں شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا۔

جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لو۔ اللہ تعالیٰ کئی طرف سے تمہارے ساتھ ایک
نگہبان (فرشتہ) رہا کرے گا اور صبح تک تمہارے پاس کوئی شیطان (خواہ وہ انسان ہو یا جن دینی
یاد نبوی تکلیف واذیت پہنچانے کے لئے نہیں آئے گا۔ الخ۔³

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تم میں سے کوئی شخص رات میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کیسے پڑھا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قل هو اللہ احد
(مکمل) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (یعنی جس شخص نے رات میں یہ سورۃ پڑھ لی گویا اس نے
تہائی قرآن پڑھ لیا)۔⁴

1 مسلم، کتاب الجہاد، ج: ۲، ص: ۲۶۱، رقم: ۳۸۰۸، 2 ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۱۸۹، 3 مشکوٰۃ
۱۸۵، 4 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الاول، ج: ۱، ص: ۴۸۲.

حضرت فروہ بن نوفل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے جسے میں اپنے بستر پر جا کر (سوئے سے پہلے) پڑھ لیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل یا ایہا الکفرون (سورۃ الکافرون) پڑھ لیا کرو کیونکہ اس صورت میں شرک سے بیزاری ہے۔ (لہذا اسے پڑھ کر سوئے گئے تو شرک سے پاک ہو کر سوئے گئے اور اگر مر گئے تو توحید پر مرو گئے)۔¹

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رات کو جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان پر دم کرتے اور پھر قل هو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس نہ کو پڑھتے اور پھر اپنے دونوں ہاتھ پہ مکر کے اپنے جسم پر جہاں تک ہو سکتا پھیرتے۔ ہاتھ پھیرنے کی ابتداء آپ اپنے سر، منہ اور بدن کے آگے کے حصہ سے شروع کرتے (اس کے بعد بدن کے دوسرے حصوں پر پھیرتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل تین مرتبہ کرتے تھے۔²

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تنزیل الکتب یعنی سورۃ سجدہ اور سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھتے بغیر نہ سوتے تھے۔³

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے پھر تین مرتبہ اللہم قنی عذابک یوم تبعث عبادک اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچائیے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے پڑھتے۔⁴

سونے سے پہلے ان تسبیحات کا اہتمام کرے: سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۳ بار۔⁵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے: اللہم باسمک اموت و احیا۔⁶

سوتے وقت تین مرتبہ یہ استغفار پڑھتے: استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحي

1 الصحیح للامام البخاری، کتاب الدعوات، باب النعود والقراءۃ عند الوداع، ج. ۵، ص. ۲۳۲ 2 مشکوٰۃ المصابیح، ج. ۱، ص. ۴۸، 3 مشکوٰۃ المصابیح، ج. ۲، ص. ۴۰، 4 مسلم، کتاب الدعوات، باب ما یقول عند المنام، ج. ۱، ص. ۴۴۷، رقم: ۲۳۸۱، 5 الصحیح للامام البخاری، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا نام، ج. ۵، ص. ۲۳۲، 6 ترمذی، ج. ۲، ص. ۱۷۵، ۱.

القیوم واتوب الیہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: ﴿الحمد لله الذي اطعمنا وسقانا وادانا﴾ ... تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانا دیا۔¹

بستر کو جھارنے کے بعد اس پر لیئے اور پھر کہے: باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعه ان امسکت فارحمہا وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین۔²

تنبیہ.....: ضروری نہیں کہ رات کو سوتے وقت مذکورہ بالا دعائیں سب کی سب پڑھیں بلکہ جتنا آسانی سے مستقل طور پر پڑھ سکیں اتنا ہی معمول بنالیں۔ اگر ساری پڑھ سکیں تو یہ افضل بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔



1 ابو داؤد، ج: ۲، ص: ۷۹۹، ترمذی، ج: ۲، ص: ۷۵۱۔ 2 الصحیح للإمام البخاری، کتاب الدعوات، باب التعلود والقراءات عند التودع، ج: ۵، ص: ۲۳۲۹۔

بوقت موت اور بعد از موت کے متعلق ہدایات و سننیں

عن ابی سعید و ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقلنوا موتا کم لا الہ الا اللہ..... حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ قریب المرگ ہوں انہیں لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔¹

کسی جسمانی تکلیف، مالی یا جانی نقصان یا کسی بھی دوسری پریشانیوں کی وجہ سے موت کی آرزو کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بے صبری اور تقدیر الہی پر راضی نہ ہونے کی علامت ہے۔ اگر زندگی سے بالکل ہی عاجز آجائے تو ایسے موقع پر یوں دعا مانگے: ﴿اللّٰهُمَّ اَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ﴾ ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور جب میرے لئے موت زیادہ بہتر ہو تو مجھے اٹھالے۔² البتہ اگر دیدار الہی کے شوق، سرائے فانی سے اکتاہٹ اور دار البقاء پہنچنے کی تمنا ہو تو پھر موت کی آرزو کامل ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی موت کی آرزو کرنا مستحب ہے۔ جبکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ دینی ضرور و نقصان کے خوف سے موت کی آرزو کرنا بھی مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔³

حدیث بالا میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جو لوگ قریب المرگ ہوں انہیں ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کی تلقین کرو۔ تلقین کے معنی ہیں قریب المرگ کے سامنے ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ پڑھنا چاہیے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے۔ مگر مرنے والے سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو، ممکن ہے شدت مرض یا بدحواسی کے سبب اس کے منہ سے انکار نکل جائے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ تلقین مستحب ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ اٰخِرَ کَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ ترجمہ: جس شخص کا آخری کلام ﴿لا الہ الا اللہ﴾

1 الصحیح للإمام مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتی، ج: ۲، ص: ۱۳۱۔ 2 مسلم کتاب الجنائز باب تمنی الموت و ذکرہ، ج: ۱، ص: ۳۰۵، رقم: ۱۰۰۰۔ 3 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۶۶۔

۱۔ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

موت سے متعلق ہدایات اور سنتیں

جب معلوم ہونے لگے کہ موت کا وقت قریب ہے تو جو اوج قریب المرگ کے پاس حاضر ہوں وہ اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیں۔ اور جس کا جان کنی کا وقت ہو وہ یوں پڑھے: **اَعُوْزُ بِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحْمٰنِ وَالْحَقِّنِيْ بِالْوَفِيْقِ الْاَعْلٰی**۔ ترجمہ: یا اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔²

یہ کلمات پڑھے: **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ**۔ ترجمہ: کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ کے سوا۔ بے شک موت کی سختیاں ہیں۔³

اور یہ دعا پڑھے: **اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَ سَكْرَاتِ الْمَوْتِ**۔ ترجمہ: اے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما۔⁴

روح نکل جانے کے بعد میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں۔⁵ میت کے حاضرین اپنے لئے اور مرنے والے کے لئے یوں دعا کرے: **اَعُوْزُ بِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحْمٰنِ وَالْحَقِّنِيْ مِنْ غَضَبِ رَبِّیْ وَ اَعُوْزُ بِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحْمٰنِ**۔ اے اللہ! مجھے اور اس مرنے والے کو بخش دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما۔⁶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کی تعزیت کریں تو سلام (یعنی اسلام یا کم کہنے) کے بعد یوں تمجید کیے: **اِنَّ اللّٰهَ مَّا اَخَذَ وَ اللّٰهُ مَّا اَعْطٰی وَ کُلُّا عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلَتَضَرُّوْا وَلَیْسَ خُتْبٌ**۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ نے لے لیا وہ اسی کا ہے اور جو اس نے دیا وہ اسی کا ہے اور ہر ایک کا اس کے پاس وقت مقرر ہے جو بے صبری یا کسی تدبیر سے بدل نہیں سکتا لہذا غم نہ کرنا چاہئے اور ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔⁷

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی الفاظ کے ذریعہ اپنے نواسے کے انتقال کے وقت

1۔ الصحيح للإمام البخاری، کتاب الجنائز، باب فی الجنائز ومن کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ، ج: ۱، ص: ۱۵۱۔ 2۔ الصحيح للإمام البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، ج: ۲، ص: ۱۶۱۳۔ 3۔ الصحيح للإمام البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، ج: ۲، ص: ۱۶۱۱۔ 4۔ ترمذی کتاب الجنائز، باب فی التشدید عند الموت، ص: ۱۷۴۸، رقم: ۹۷۸۔ 5۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب تغییض السیت، ص: ۱۷۵۸، رقم: ۳۱۱۸۔ 6۔ الصحيح للإمام مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المریض والمیت، ج: ۲، ص: ۲۳۳۔ 7۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی السیت، ص: ۸۲۲، رقم: ۲۱۳۵۔

اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسلی دی تھی۔ صحیح بخاری و مسلم کی اس روایت کے آخر میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کئی دوسرے لوگ ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کے ہاں پہنچے تو بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیدیا گیا جو جان کنی کی حالت میں تھا اسے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ (کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے کو جائز سمجھتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ہاں اس قسم کا رونا) یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمایا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف انہیں لوگوں پر رحمت فرماتا ہے جو جذبہ رحم رکھنے والے ہیں۔¹

فائدہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آگاہ فرمایا: کہ اس طرح کا رونا کہ صرف آنکھیں آنسو بہا رہی ہوں، حرام و مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح کا رونا تو اس جذبہ رحم کی علامت ہے جو دل میں اُدر رہا ہوتا ہے گویا اس طرح کا رونا ایک فطری امر ہے۔

نوحہ کرنا حرام ہے

ہاں البتہ نوحہ کرنا یعنی تیز تیز رونا، بال بکھیرنا، منہ نوچنا، ماتم کرنا یا سر پر مٹی ڈالنا ایسی تمام چیزیں جو بے صبری پر دلالت کریں حرام ہیں۔² آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی عورتوں اور نوحہ سننے والی عورتوں (جو کہ قصد انوحہ وغیرہ سنیں) دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔³

عزیز و محبوب کی موت پر صبر کرنے کی جزاء جنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی بندے کے اہل دنیا میں سے کسی عزیز کو اٹھا لیتا ہوں اور وہ بندہ اس پر ثواب کا طلب گار ہوتا ہے (یعنی صبر کرتا ہے) تو میرے پاس اس کے لئے جنت سے بہتر جزا نہیں ہے۔⁴ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول

۱ بخاری، کتاب الجنائز باب البكاء علی الميت، ص: ۸۲۲، رقم: ۲۱۳۵، مسلم، مشکوٰۃ، ص: ۱۵۰، ۲ مظاهر حق، ج: ۲، ۲۳۵، ۳ ابو داؤد، کتاب الجنائز باب فی النوح، ص: ۱۳۵۹، رقم: ۳۱۲۷، (۴) رواہ البخاری۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی (مومن) بندہ کا کوئی بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندہ کے بچے کی روح قبض کی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ”جی ہاں“ پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ”جی ہاں“ پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اس نے تیری تعریف کی اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پس اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔¹

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ان کو بوسہ دیا اور روئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر بہہ نکلے۔²

نیز ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بوسہ دیا۔³

میت کے گھر کھانا بھیجنا مستحب ہے

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے فرمایا: جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل و عیال کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ وہ اس اطلاع کی وجہ سے ایسے حال میں ہیں کہ کھانے کی طرف توجہ نہ کر سکیں گے۔⁴ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ تھی کہ تعزیت کے لئے آنے والے لوگوں کو کھانا نہ کھلایا جائے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دوسرے لوگ (غریز و اقارب) اہل میت کے لئے کھانا تیار کر کے انہیں بھیجیں یہ چیز اخلاق حسنہ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور پس ماندگان کو تسلی دینے والا عمل ہے۔⁵

1 مشکوٰۃ، ص: ۱۵۱، کتاب الجنائز فضل المصیبة اذا احتسب، ص: ۲۹۱، رقم: ۱۰۲،
2 ترمذی، کتاب الجنائز باب فی تقبیل المیت، ص: ۲۵۱، رقم: ۹۸۹، 3 صحیح بخاری،
کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت، ص: ۹۸، رقم: ۱۲۲۱، 4 ترمذی، کتاب
الجنائز باب ماجاء فی الطعام یصنع لافصل المیت، ص: ۲۶۱، رقم: ۹۹۸، 5 رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۳۵۰.

ﷺ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منانے البتہ بیوہ کے لئے شوہر کے سوگ کی مدت چار مہینہ دس دن ہے۔ اس مدت میں وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے اور نہ خوشبو لگائے اور نہ بناؤ سنگار کرے۔¹

میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

میت کو نہلانے، کفنانے اور دفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرنی چاہیے۔ جب میت کو غسل دینے کا ارادہ کیا جائے تو پہلے کسی بڑے تختہ کو او بان یا اگر بتی وغیرہ کی دھونی دے۔ تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر میت کو اس پر لٹا دیا جائے۔ اس کے کپڑے اتار کر کوئی کپڑا جس کی لمبائی ڈیڑھ باتھ اور چوڑائی دو باتھ ہونا ف سے لے کر زانوں تک ڈال دیا جائے تاکہ ستر چھپا رہے۔

پہلے مردہ کا استنجا کرایا جائے۔ غسل رانوں اور استنجہ کی جگہ اپنے باتھ نہ لگانے اور نہ اس پر نگاہ ڈالنے بلکہ اپنے باتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لے اور جو کپڑا ناف سے زانوں تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھوئے۔ پھر اسے وضو کرایا جائے، لیکن نہ کلی کرائی جائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹے تک باتھ دھلائے جائیں۔ بلکہ پہلے منہ دھلایا جائے پھر باتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے۔ ہاں اگر میت نہانے کی حاجت میں ہے یا حیض و نفاس کی حالت میں ہے تو اس صورت میں منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔²

میت کی ناک، منہ اور کانوں میں روئی بھر دی جائے تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی اندر نہ جائے۔ جب وضو کرایا جائے تو سر اور ڈاڑھی کو خطمی (گلی خبرو) سے یا کسی اور چیز سے جیسے بین، کھلی یا صابن وغیرہ سے مل کر دھویا جائے۔ پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر پیری کے پتے یا اشنان ڈال کر پکایا ہوا نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالا جائے یہاں تک کہ نیچے کروٹ تک پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ پانی ڈالا جائے یہاں تک کہ پانی تختے سے لگی ہوئی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھایا جائے اور اس کا پیٹ آہستہ آہستہ ملا اور دبایا جائے تاکہ اگر پیٹ سے کچھ پانچخانہ وغیرہ نکلے

1 ترمذی، کتاب الجنائز باب احداث السراۃ علی غیر زوجہا، ۱۰۰، رقم: ۱۲۸۰، 2 مظاهر

حق، ج: ۲، ص: ۹۶، ۹۵۔

تو اسے پونچھ کر دھو ڈالا جائے۔ لیکن اس صفائی کے بعد پھر دوبارہ وضو یا غسل کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد میت کو بائیں کروٹ لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین مرتبہ ڈالا جائے۔ اگر بیری کے پتے اور کافور میسر نہ ہوں تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اس سے اسی طرح تین مرتبہ نہایا جائے نہلانے کے بعد سارے بدن کو کپڑے سے پونچھ دیا جائے اور پھر اس کے سر اور ڈاڑھی پر عطر مل دیا جائے۔¹

میت کے بالوں اور ڈاڑھی میں کنگھی نہ کی جائے اور نہ ناخن و بال کترے جائیں۔ اسی طرح جس میت کی ختنہ نہ ہوئی اس کی ختنہ بھی نہ کی جائے۔ بعض لوگ کفن پر عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھیری کان میں رکھ دیتے ہیں یہ سب جہالت ہے جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زیادہ نہ کریں۔²

نہلانے کا جو طریقہ بیان ہوا یہ سنت ہے اور اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے (بشرطیکہ کوئی جگہ بدن کی خشک نہ رہ جائے) تب بھی فرض ادا ہو جائے گا۔³ بہتر یہ ہے کہ میت کا رشتہ دار غسل دے ورنہ کوئی دین دار غسل دے۔⁴ میت کو غسل دینے والے کو بھی بعد میں غسل کر لینا مسنون ہے۔⁵

میت کے لئے مسنون کفن

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ مرد کو تین کپڑوں میں کفنا سنت ہے۔ کفنی یعنی کرتا بغیر آستین اور بغیر کلی کا جو گردن سے پیروں تک ہو۔ ازار۔ لفافہ یعنی چادر۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہونی چاہیے۔ یہ ہے مسنون کفن۔ کفن کفایہ دو کپڑے ہیں۔ ازار۔ لفافہ۔ افضل یہ ہے کہ تین کپڑوں میں کفنا یا جائے۔ عورت کی میت کو پانچ کپڑوں میں کفنا سنت ہے۔ کفنی یعنی کرتا اور حنی یعنی سر بند۔ ازار۔ لفافہ یعنی چادر۔ سینہ بند۔ سر بند تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیے اور سینہ بند بغلوں کے نیچے کے حصہ سے لے کر گھٹنوں تک چوڑا اور لمبا ہونا چاہیے کہ بندھ جائے۔ بقیہ تین کپڑے اسی مقدار میں ہونا چاہئیں جتنے مرد کے کفن میں لگتے ہیں۔ عورت کے لئے کفن کفایہ تین کپڑے ہیں۔ ازار۔ اور حنی۔ لفافہ۔

1 بہشتی زیور، ص: ۱۳۰، 2 بہشتی زیور، ص: ۱۳۰، 3 بہشتی زیور، ص: ۱۲۹، 4 بہشتی زیور، ص: ۱۳۰، 5 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷

مسئلہ: ضرورت و مجبوری کے وقت ایک کپڑا بھی کافی ہے لیکن بلا ضرورت ایک کپڑے پر اکتفا نہ کیا جائے۔¹

سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے۔² کفن کا کپڑا نیا اور پرانا یکساں ہے۔ مردوں کے لئے خالص ریشمی یا رنگین کپڑے کا کفن مکروہ ہے عورت کے لئے جائز ہے۔³ زیادہ بیش قیمت کفن استعمال نہ کریں کیونکہ وہ جلد ہی ختم ہونے والا ہے۔

کفن پہنانے کا مسنون طریقہ

کفننانے سے پہلے کفن کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دینی چاہیے۔ یا پھر میت کو اگر وہ مرد ہو تو پہلے لفافہ یعنی پوٹ کی چادر بچھائیں، اس کے اوپر ازار پھر میت کو اس پر لٹا کر کرتا پہنائیں اور اس کے دونوں ہاتھ دونوں طرف پھیلا دیئے جائیں اور پھر سر، ڈاڑھی اور بدن پر خوشبو لگائیں مگر زعفران کی خوشبو نہ لگائیں۔ میت کی پیشانی، ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانوں اور دونوں قدموں پر کافور لگائیں۔ اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے لپیٹیں اور پھر اسی طرح لفافہ کو پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے لپیٹیں اور کفن کے سر اور پاؤں کے سرے کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیئے جائیں۔

عورت کو کفننانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر اور ازار بچھا کر اس پر کرتا رکھا جائے اور میت کو اس پر لے جا کر کرتا پہنائیں اور سر کے بالوں کو دو حصہ کر کے کرتا اوپر ایک حصہ دائیں طرف اور ایک حصہ بائیں طرف کر کے سینہ پر ڈال دیں۔ اس کے بعد سر بند اس کے سر پر اڑھا کر دونوں طرف کے بال چھپائیں۔ سر بند باندھا جائے اور نہ لپیٹا جائے پھر اس کے اوپر ازار اور اس کے بعد لفافہ یعنی پوٹ کی چادر اسی ترتیب سے یعنی پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے لپیٹ دیں اور پھر سب سے اوپر سینہ بند لپیٹا جائے۔ کفن کے کپڑے لپیٹنے کے بعد کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف سے کفن باندھ دیں اور ایک بند کمر کے پاس بھی باندھ دیں تاکہ راستہ میں کہیں کھل نہ جائے۔⁴

نماز جنازہ کی شرائط صحت

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگ نماز جنازہ پڑھ لیں تو سب کے ذمہ سے فرضیت

1 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۱۰۵۔ 2 الصحیح للامام البخاری، کتاب الجنائز، باب ثیاب البیض للکفن، ج: ۱، ص: ۴۲۵۔ 3 بہشتی زیور، ص: ۱۳۱۔ 4 مظاهر حق، ج: ۲، ص: ۱۰۵، بہشتی زیور، ص: ۱۳۱۔

ساقط ہو جانے کی ورنہ تو سب ہی گناہ گار ہوں گے۔ نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی تین شرائط ہیں میت کا مسلمان ہونا طہارت میت یعنی میت کا نہایا ہوا ہونا جنازہ کا نمازیوں کے آگے رکھا ہوا ہونا۔¹

ارکان نماز جنازہ

نماز جنازہ میں دو رکعت ہیں۔ تکبیر تحریمہ سمیت چار تکبیریں کہنا قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا، بلا عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھنی تو نماز نہ ہوگی لیکن اگر عذر ہو تو جائز ہے۔²

نماز جنازہ کی سنتیں

نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مودہ ہیں پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا یعنی ”سبحانک اللہم“ پڑھنا دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرنا۔ ان تینوں سنتوں میں ترتیب قائم رکھنا بھی سنت ہے۔³

چند ضروری مسائل

نماز جنازہ کے لئے میت سامنے رکھی ہو اور امام اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔ صفوں کو طاق عدد میں ہونا چاہیے۔⁴ جن چیزوں سے عام نماز فاسد ہو جاتی ہے ان سے نماز جنازہ بھی فاسد ہو جاتی ہے (زبدۃ الفقہ)۔ اگر نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وقت نہ ملے تو تیمم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو جائے۔⁵ بچہ پیدائش کے بعد مرجائے اس کو غسل دیا جائے اور جنازہ بھی پڑھا جائے خواہ چند لمحے ہی زندہ رہا ہو۔ لیکن جو بچہ مردہ پیدا ہوا ہو اس کا جنازہ نہیں۔ اسے نہایا کر اور کپڑے میں لپیٹ کر بغیر جنازہ کے دفن کیا جائے مگر نام اس کا بھی رکھنا چاہیے۔⁶

نماز جنازہ کا مستحب و مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے وسط میں رکھا جائے اور امام میت کے سینے کے مقابل قبلہ رخ کھڑا ہو اور لوگ پیچھے صف بنائیں اور سب لوگ یہ نیت کریں کہ میں نماز جنازہ پڑھنے کی نیت کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے۔ نیز مقتدی

1 مظاہر حق، ج: ۲، ص: ۱۰۷۔ 2 بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۔ 3 بہشتی گوہر، ص ۵۱۔

4 بہشتی گوہر، ص: ۵۱۔ 5 بہشتی گوہر، ص: ۵۳۔ 6 آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:

امام کی اقتداء کی نیت بھی کرے۔ پھر دونوں ہاتھ کانوں کی اوتک اٹھا کر امام بلند آواز سے تکبیر (اللہ اکبر) کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے ہاتھ اٹھا کر کہیں۔ پھر دونوں ہاتھ مثل نماز کے (یعنی ناف پر) باندھ لیں پھر دوسری نمازوں کی طرح ثناء پڑھیں: **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَّاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ** پھر دوسری مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے اللہ اکبر کہیں اور درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں آخری قعدہ میں پڑھا جاتا ہے: **لَعْنَىٰ ذَوَا اِبْرَاهِيْمَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ** ¹ پھر تیسری تکبیر (اللہ اکبر) اسی طرح بغیر ہاتھ اٹھائے امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے کہیں اور اگر میت بالغ مرد یا بالغ عورت ہو تو یہ دعا پڑھیں: **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَانِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَىٰ الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَىٰ الْإِيْمَانِ** ²

اگر میت ایسے مجنون مرد کی ہے جو بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا ہو پھر بعد میں خواہ بلاوغت کو پہنچ گیا ہو، یا نابالغ لڑکے کی ہو تو مذکورہ بالا دعاء کے بجائے یہ دعا پڑھے: **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُسْتَفْعًا** اگر میت ایسی مجنون عورت ہو جو بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوئی پھر خواہ بالغ ہوئی ہو یا نابالغ لڑکی کی ہو تو یہی دعایوں پڑھے: **اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرْطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمُسْتَفْعَةً** ³

دعا کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر امام چوتھی تکبیر (اللہ اکبر) بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے کہیں اس کے بعد کوئی اور دعائے پڑھیں بلکہ سلام پھیر دیں جیسے کہ اور نمازوں میں پھیرتے ہیں اور دوسرے سلام کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں۔ ⁴

مسئلہ:..... ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی

1 بیہشتی زیور، ۱۳۵، 2 مشکوٰۃ المصابیح، ج: ۱، ص: ۳۷۷، 3 مرقاة المفاتیح، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنائز، ۵، ص: ۴۱۷، 4 مرقاة المفاتیح، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنائز، ۵، ص: ۴۱۷.



نماز عیدہ و عیدہ پڑھی جائے۔ اور اگر سب جنازے آگے پیچھے رکھ کر سب کی نماز جنازہ اکٹھی پڑھی جائے تب بھی جائز ہے۔¹ نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت سے کہیں بھی ثابت نہیں۔²

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مؤمن کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ طلبِ ثواب کی خاطر جائے، اور جنازے کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کی نماز جنازہ پڑھے اور اس کی تدفین سے فراغت تک وہاں موجود رہے تو وہ شخص دو قیراط ثواب لے کر واپس ہوتا ہے۔ جس میں سے ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آ جائے اور تدفین میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر واپس آتا ہے۔³

ایک حدیث میں ہے جنازے کو تیز لے جایا کرو۔⁴ مطلب یہ ہے کہ جنازہ کو تیزی سے لے چلنا چاہیے لیکن اس قدر تیز نہ ہو کہ جنازہ ہلنے لگے۔

جنازہ کا سراہنا آگے رہنا چاہیے۔ جنازے کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں بات چیت یا بلند آواز سے دعا یا تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، چہروں پر غم کا اثر اور دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔⁵

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ پڑھیں اور چار آدمی چاروں پائے پکڑ کر اٹھا کر لے چلیں۔ دس دس قدم پر مونڈھا بدلتے رہیں اور چاروں پایوں پر ایسا کریں۔⁶

جنازہ کے پیچھے چلنا بہتر ہے۔⁷ آگے چلنا بھی جائز ہے لیکن پیچھے ہی چلنا افضل ہے۔ جنازے کے ساتھ پیادہ چلنا اور سوار چلنا دونوں جائز ہیں، لیکن پیادہ چلنا افضل ہے۔⁸ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ تحریمی ہے۔⁹

قبر کی نوعیت کا بیان

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن

1 بہشتی گوہر، ص: ۲۹۸، 2 آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۳، ۱۲۳، 3 مسلم، کتاب الجنائز باب فضل الصلوۃ علی الجنائز، ص: ۸۲۶، رقم: ۹۴۵، 4 مسلم، کتاب الجنائز باب الاسراع، ص: ۸۲۶، رقم: ۹۴۳، 5 مرقاة المفاتیح، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنائز، ۵، ص: ۲۱۷، 6 بہشتی گوہر، ص: ۷۰۰، 7 ترمذی، کتاب الجنائز باب المشی امام الجنائز، ص: ۱۴۶۲، رقم: ۳۱۸۰، 8 مظاہر حق، ج: ۲، 9 بہشتی گوہر، ص: ۷۵۸۔

ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا: مجھے دفن کرنے کے لئے لحد.....
بغلی قبر..... بنانا اور مجھ پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے کیا گیا تھا۔¹

محقق حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قبر میں لحد بنانا سنت ہے
بشرطیکہ کوئی مجبوری نہ ہو۔ یعنی اگر زمین نرم ہو اور لحد بنانے سے قبر بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر قبر
میں لحد نہ بنائی جائے بلکہ صندوقی قبر بنائی جائے۔²

مسئلہ: قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور زیادہ سے زیادہ
ایک قد ہو اور لمبائی میں میت کے قد کے موافق ہو۔³ مظہری کا قول ہے کہ قبر کی (زیادہ سے
زیادہ) اتنی گہرائی ہو کہ اگر آدمی اندر کھڑا ہو کر اپنا ہاتھ اوپر اٹھائے تو اس کی انگلیوں کے سرے قبر
کے کنارے تک پہنچ جائیں۔

مسئلہ:..... اپنے لئے قبر تیار کر کے رکھنا صحیح ہے پھر اگر قبرستان وسیع ہے تو دوسرے لوگوں
کو اس میں اپنی میت دفن کرنا مکروہ ہے۔ اگر قبرستان تنگ ہے تو جائز ہے مگر پہلے شخص کو خرچ دینا
پڑے گا۔

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (تابعی جوام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کے بھتیجے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا
اور ان سے درخواست کی کہ اماں جان! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
دونوں رفیقوں (یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی قبور مبارک کی
زیارت کرائیے۔ چنانچہ انہوں نے میری درخواست پر تین قبریں دکھائیں جو نہ زیادہ اونچی تھیں
نہ بالکل زمین کے برابر تھیں۔ (بلکہ زمین سے ایک بالشت اونچی تھیں) اور ان پر بطحا کی سرخ
کنکریاں پڑی تھیں۔⁴ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے دونوں رفیقوں کی قبور پختہ نہیں۔

میت کو قبر میں کس طرح اتارا جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رات میں نبی کریم صلی اللہ

1 مسلم، ج: ۱، ص: ۳۱۱، کتاب الجنائز باب فی الحد، ص: ۸۲۸، رقم: ۹۶۶، 2 مرقاة
المفاتیح، ج: ۵، ص: ۴۳۵، 3 بہشتی گوھر، ص: ۷۰۰، 4 ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۴۵۹.

علیہ وسلم (کسی میت کو رکھنے کے لئے) اترے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چراغ جلا یا گیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو قبلہ کی طرف سے پکڑا اور اسے قبر میں اتارا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم بہت رونے والے تھے اور قرآن کریم بہت پڑھنے والے تھے۔¹

دفن کے بعد قبر کے سر ہانے سورۃ بقرۃ کا شروع الم سے المفلح تک اور پانچویں کی طرف اسی سورت کا آخری حصہ امن الرسول سے ختم تک پڑھنا مستحب ہے۔²

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو قبر میں اتارتے تو یہ فرماتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ترجمہ اس میت کو ہم اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر (قبر میں اتارتے ہیں)۔³

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ذوالنورین) کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کی تدفین سے فارغ ہو جاتے تو قبر کے پاس کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا، کرو کیونکہ اب اس سے سوال ہوگا۔⁴

قبروں کے متعلق چند احکام

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور قبر کے اوپر بیٹھنے سے منع فرمایا۔⁵

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے نہ قبروں کے اوپر بیٹھو اور نہ قبروں کی طرف نماز پڑھو۔⁶

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ قبریں پختہ بنائی جائیں اور ان پر لکھا جائے یا وہ روندی جائیں۔⁷

حضرت ابوالحجاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام پر مامور نہ کروں جس کام پر مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ

1 ترمذی، ج: ۱، ص: ۱۲۵، 2 بیہقی گوہر، ص: ۴۰۱، 3 ابوداؤد، کتاب الحنائن، باب الدعاء للمیت اذا وضو فی القبر، ص: ۱۲۶، رقم: ۳۲۱۳، 4 بیہقی گوہر، ص: ۴۰۱، 5 مسلم، ج: ۱، ص: ۳۱۲، ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۴۶۰، 6 صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۳۱۲، 7 مشکوٰۃ، ص: ۱۲۸۔

علیہ وسلم نے مامور کیا تھا؟ اور وہ کام یہ ہے کہ تم جو بھی تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جس قبر کو بلند دیکھو اسے برابر کر دو۔¹

قبر میں مردہ کے ساتھ قرآن مجید یا اس کا کچھ حصہ دفن کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ مردہ قبر میں پھول پھٹ جاتا ہے۔ لہذا قرآن مجید ایسی جگہ رکھنا انتہائی بے ادبی ہے۔ یہی حکم دیگر مقدس کلمات کا ہے۔ سلف صالحین کے یہاں اس کا تعامل نہیں رہا۔ مردے کے کفن میں عہد نامہ رکھنا بھی بے ادبی ہے، نہیں رکھنا چاہیے۔

علامت کے لئے قبر پر کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا جائز ہے

ابوداؤد میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ایک طویل روایت میں ہے جس کے آخر میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے سر ہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ ”میں نے اس کے ذریعہ اپنے بھائی (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں) کی قبر پر علامت کر دی ہے اب میرے گھر میں سے جس کا انتقال ہوگا میں اسے اس کے پاس دفن کروں گا۔“²

ان کی قبر کے قریب پہلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم دفن کئے گئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اہل خاندان اور اقرباء کو ایک جگہ دفن کرنا مستحب ہے۔³

اور ضرورت ہو تو صرف نام کی تختی لگانے کی بھی اجازت ہے جس سے قبر کی نشانی رہے۔ مگر قبریں پختہ بنانے اور ان پر قبے تعمیر کرنے اور قبروں پر قرآن مجید کی آیات یا میت کی مدح میں اشعار لکھنے کی اجازت نہیں دی۔ دراصل قبریں زینت کی چیز نہیں بلکہ عبرت کی چیز ہیں۔⁴

قبر پر اذان دینا بدعت ہے

قبروں پر اذان دینا بدعت ہے۔⁵ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے باب الاذان اور کتاب الجنائز میں نقل کیا ہے کہ قبر پر اذان دینا بدعت ہے، نیز سلف صالحین سے کہیں بھی ثابت نہیں اور نہ ہی احادیث مبارکہ میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ البتہ دفن کے بعد کچھ دیر کے لئے قبر پر ٹھیکرنا اور میت کے لئے دعاء مغفرت کرنا سنت سے ثابت ہے۔⁶

1 مسلم، ج: ۱، ص: ۳۱۲۔ 2 ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۲۵۷۔ 3 مظاہر حق ج: ۲، ص: ۱۳۵۔ 4 آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۱۲۳، ۵ بہشتی زیور، ص: ۷۰۳، 6 آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۱۲۳، ۳۔

جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا اور جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ رہے تو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھ دیا جائے۔¹ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایسے موقع پر بے پرواہ نہ ہونا چاہیے بلکہ جنازہ دیکھتے ہی بے قرار ہو کر اور دُک کر کھڑے ہو جانا چاہیے اور جب تک کہ جنازہ نہ رکھ دیا جائے زمین پر نہ بیٹھا جائے بلکہ کندھا دینے کے لئے جنازہ کے ساتھ ساتھ رہے۔

میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا مسئلہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب غزوہ احد ہوا تو میری چھو بھئی میرے والد کی نعش لے کر آئیں تاکہ انھیں اپنے قبرستان میں دفن کریں، لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک منادی کرنے والے نے اعلان کیا کہ شہیدوں کو شہادت کی جگہ پہنچا دیا جائے۔²

مسئلہ: علامہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی واقعی ضرورت پیش آ جائے تو میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے بغیر ضرورت کے جائز نہیں۔ محقق علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میت کو دفن کرنے اور قبر کی تیاری سے پہلے ایک دو کوس کے فاصلے پر منتقل کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ قبرستان اتنے فاصلے پر ہوا کرتا ہے۔³

مسئلہ: میت کو دفن کرنے اور مٹی ڈالنے کے بعد اس کو قبر سے نکالنا یا قبر کھولنا بالاجماع جائز نہیں۔⁴ ہاں اگر کسی کی کوئی قیمتی چیز مال وغیرہ اندر گر گیا ہو تو اس کے لئے قبر کھولنا جائز ہے۔⁵

مسئلہ: بعض لوگوں کا یہ طریقہ کہ میت کو قبر میں امانت رکھتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کے لئے لے جاتے ہیں یہ ناجائز ہے۔⁶

قبرستان جانے کا بیان

قبرستان جانے کے لئے کسی خاص وقت یا کسی خاص دن کی شرعا کوئی تعلیم نہیں دی گئی۔ بلکہ جب جس وقت چاہیں جاسکتے ہیں۔ البتہ مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔ سب سے پہلے

1 مظاہر حق، ج: ۲، ص: ۱۰۸، 2 بہشتی زیور، ص: ۴۰۵، 3 مظاہر حق، ج: ۲، ص: ۱۳۲

4 بہشتی زیور، ص: ۴۰۵، 5 مظاہر حق، ج: ۲، ص: ۱۳۲، 6 بہشتی زیور، ص: ۴۰۵

قبرستان جا کر اہل قبور کو سلام کہنا چاہیے اس کے مختلف الفاظ احادیث میں آئے ہیں۔ ان میں سے کوئی سے الفاظ کہہ لیں صحیح ہے۔ سنن ترمذی میں یہ الفاظ ہیں: ﴿السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآخِرِ﴾ ترجمہ..... سلامتی ہو تم پر اے قبر والو! اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے پہنچے ہو اور ہم بھی پیچھے آنے والے ہیں۔¹ اس کے علاوہ قبرستان کی جو بھی دعایا دہو کہہ لے اگر کوئی بھی دعایا نہ ہو تو ”السلام علیکم“ ہی کہہ لے۔ اس کے بعد جتنا ہو سکے دعا، مغفرت کرے اور قرآن مجید میں سے جتنا ہو سکے پڑھ کر ان کو بخشے اور قرآن مجید قبرستان میں بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ قبروں پر دعا مانگنا ہو تو قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگے۔

مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب کا طریقہ

ایصالِ ثواب کی حقیقت یہ ہے کہ جو نیک عمل آپ کریں اس کی نیت کر لیں کہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ فلاں میت کو عطا فرمائے۔ الغرض کسی بھی نفعی عبادت کا ثواب جو آپ کو ملنا تھا میت کو تحفہ دے سکتے ہیں۔

میت کے لئے سب سے بہتر و افضل دعا مغفرت ہے کہ جب بھی یاد آئے اس کے لئے دعا، مغفرت کرتا رہے۔

صدقات میں سب سے افضل صدقہ جس کا ثواب میت کو بخشا جائے، صدقہ جاریہ ہے مثلاً میت کے ایصالِ ثواب کے لئے کسی ضرورت کی جگہ کنواں کھدوایا۔ کوئی مسجد بنوائی یا اس میں حصہ ملا دیا۔ کسی دینی مدرسے کی تعمیر یا اس میں حصہ ملا دیا۔ یا کسی دینی مدرسے میں تفسیر، حدیث یا فقہ کی کتابیں وقف کر دیں۔ قرآن کریم کے نسخے خرید کر وقف کر دیئے۔ جب تک ان چیزوں سے استفادہ ہوتا رہے گا میت کو اس کا ثواب برابر ملتا رہے گا۔

ایصالِ ثواب کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ میت کو اسی عمل کا ثواب پہنچے گا، جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کیا گیا ہو۔ اس میں نمود و نمائش مقصود نہ ہو۔ دوسری بات یہ کہ ثواب اسی کھانے کا ملے گا جو کسی غریب و مسکین کو کھلایا ہو اور جو خود کھالیا وہ خود کھالیا اور جو برادری یا دوست احباب کو کھلایا وہ صرف دعوت ہو گئی، ثواب ختم۔ البتہ ان میں سے جو غریب و مسکین ہیں انہوں نے کھالیا تو ثواب ہوگا۔

مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے شریعت نے کوئی وقت مقرر فرمایا اور نہ دنوں کا تعین فرمایا ہے بلکہ جب چاہے ان کے لئے ایصالِ ثواب کر سکتا ہے۔

چند مروجہ رسمیں

ختم دینے کا رواج بدعت ہے۔ نیز مل کر قرآن خوانی کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے۔ اگر کی جائے تو سب آہستہ آہستہ پڑھیں تاکہ آوازیں نہ ٹکرائیں۔ ایصالِ ثواب کے لئے پورا قرآن پڑھوانا ضروری نہیں جتنا اخلاص کے ساتھ پڑھ دیا جائے اس کا ثواب بخش دینا صحیح ہے۔ مرگ کے موقع پر جو رسمیں ہمارے یہاں رائج ہیں وہ زیادہ تر بدعت ہیں۔ حتیٰ الوسع ان میں شرکت نہیں کرنا چاہیے۔ تیجہ، ساتواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں یہ سب مروجہ رسمیں ہیں۔ شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن خوانی آج کل ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔ اکثر لوگ محض منہ رکھنے کے لئے شریک ہوتے ہیں۔ خال خال ہوں گے جن کا مقصد واقعی ایصالِ ثواب ہوگا۔ لہذا کسی جگہ شریک ہونا بھی پڑے تو اخلاص کے ساتھ محض ایصالِ ثواب کی نیت سے شریک ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات و سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین



رات کو سونے سے متعلق ہدایات اور سنتیں

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوی احدکم الی فراشه فلینفض فراشه بداخلۃ اذراہ فانہ لا یدری ما خلفہ علیہ ثم یقول وباسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعه ان امسکت نفسی فارحمہا وان ارسلتہا فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین۔ ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہیے کہ اپنے بستر کو اپنی لنگی (یا کسی کپڑے) کے اندر کے کونے سے جھاڑ لے کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے بستر پر کیا چیز (مثلاً کیڑا مکوڑا گرد و غبار وغیرہ) گر پڑی ہو اس کے بعد وہ بستر پر لیٹے پھر کہے اے میرے رب میں نے تیرا نام لے کر اپنا پہلو رکھا اور تیری قدرت سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو (سوتے میں) میرے نفس کو روک لے (یعنی مجھے موت دیدے) تو مجھ پر رحم فرما نا اور اگر تو اسے زندہ رکھے تو میری حفاظت فرما جس کے ذریعے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔¹

نیند بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا﴾² ترجمہ۔ اور ہم نے تمہاری نیند کو راحت کی چیز بنایا اور ہم نے رات کو پردہ کی چیز بنایا فائدہ! نیند کو حق تعالیٰ شانہ نے ایسی چیز بنایا ہے کہ وہ انسان کے تمام غموم و افکار کو قطع کر کے اس کے قلب و دماغ کو ایسی راحت دیتی ہے کہ دنیا کی کوئی راحت اس کا بدل نہیں ہو سکتی۔ اس نعمت کو حق تعالیٰ شانہ نے پوری مخلوق کے لئے ایسا عام فرما دیا ہے کہ امیر، غریب، عالم، جاہل بادشاہ اور مزدور سب کو یہ دولت یکساں عطا فرمائی ہے۔ نیز انسان کو فطرتاً نیند اس وقت آتی ہے جب روشنی زیادہ نہ ہو، ہر طرف سکون ہو۔ لہذا قدرت نے اس کا یہ انتظام فرمایا کہ رات کے وقت دنیا کے

1 بخاری، کتاب الدعوات باب ما یقول عند النوم، ج: ۲، ص: ۴۴۵، رقم: ۲۳۸۴، مسلم، کتاب الذکر والدعاء باب الدعاء عند النوم، ص: ۱۱۴۹، رقم: ۲۸۹۲ 2 پارہ: ۳۰، سورۃ الباء، الآیۃ: ۱۰۹

تمام چرند پرند پر نیند مسلط فرما کر پورے عالم کو رات کے وقت سکون کا گہوارہ بنا دیا۔ پھر یہ نیند کی نعمت انسان کو عطا کی تاکہ اس کو کامل سکون میسر ہو۔ چنانچہ انسان پر فرض ہے کہ اس کی شکرگزاری میں اس کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے مطابق اس رات کو بسر کرے۔

رات کو سونے کے متعلق ہدایات اور سنن

بستر پر سونے سے پہلے ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھیں۔¹

سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھیں۔²

سونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوتُ وَاَحْيَا... اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا (یعنی سوتا) ہوں اور جیتا ہوں۔³ یعنی میرے شب و روز اے اللہ! سب تیرے لیے ہیں۔ میری موت کا تو ہی مالک ہے۔

سونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر ان امور کو انجام دیں: دروازہ بند کریں۔ آگ وغیرہ جس سے آگ لگنے کا اندیشہ ہو بجھا دیں۔ برتن ڈھانک دیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وہاں نازل ہوتی ہے جس کھلے ہوئے برتن سے گزرتی ہے اس میں وہاں کا کچھ حصہ ضرور داخل ہو جاتا ہے۔⁴ اگر پانی کی بالٹی (وغیرہ کہ جس کو پورا بند نہ کر سکے) تو اس کے منہ پر کوئی لکڑی (وغیرہ) بسم اللہ پڑھ کر رکھ دیں۔⁵ جن برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں ہوں ان سب کو (بسم اللہ پڑھ کر) ڈھانپ دیں۔⁶

سرمہ دانی رکھیں اور سوتے وقت خود بھی ڈالیں اور بچوں سے بھی اہتمام کروائیں، تین تین سلامیاں دونوں آنکھوں، پہلے تین مرتبہ دائیں میں پھر تین مرتبہ بائیں میں ڈالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔⁷

جب بچے دس سال کی عمر کے ہو جائیں تو بہن بھائی کے بستر الگ الگ کر دیں۔⁸

بچوں کو نصیحت آمیز واقعات سنائیں اور خوش طبعی کی باتیں کریں۔

دائیں کروٹ پر قبلہ رو ہو کر سونیں۔⁹ دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھیں۔¹⁰ الثالین اس طرح

1 مسلم، کتاب الدعوات، ج: ۲، ص: ۴۴۶، رقم: ۲۲۸۸ 2 بخاری، کتاب الدعوات، ج: ۲، ص: ۴۴۹، رقم: ۲۴۰۵ 3 بخاری، مسلم، کتاب الدعوات، ج: ۲، ص: ۴۴۵، رقم: ۲۲۸۲ 4 مسلم، ج: ۲، ص: ۱۷۱ 5 مشکوٰۃ، ص: ۳۷۲ 6 الصحيح للإمام مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب تخمیر الاناء، ص: ۱۰۳۷، رقم: ۵۲۴۶ 7 مشکوٰۃ المصابیح، ج: ۲، ص: ۵۱۳ 8 ابو داؤد ج: ۲، ص: ۱۶۷ 9 مسلم، کتاب الدعوات باب الضجع علی الشق الایس، ص: ۵۳۱، رقم: ۶۳۱۰ 10 بخاری، کتاب الدعوات باب وضع الید تحت خد الیمنی، ص: ۵۳۱، رقم: ۶۳۱۰

سے کہ سینہ زمین کی طرف اور پیٹھ آسمان کی طرف ہونے ہے۔ (کیونکہ اس طرح شیطان سوتا ہے)۔¹

رات کو سونے سے پہلے مسواک کرنا۔..... وضو کر کے سونا مسنون ہے۔²

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان تمام چیزوں پر استراحت فرمانا ثابت ہے۔ بوریہ، چٹائی، کپڑے کا فرش، زمین، تخت، چارپائی، چمڑا اور کھال۔³ ان تمام چیزوں پر سنت کی نیت سے سونے کا ثواب ملتا ہے۔

تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کی نیت سے مصلے وغیرہ ساتھ رکھ کر سونا۔⁴

قرآن مجید میں سے کوئی سورت ضرور پڑھیں۔ فائدہ: قرآن مجید کی بعض سورتوں، آیتوں اور دوسری بعض دعاؤں کے متعلق رات کو پڑھنے کا حکم آیا ہے، جس کو جو آسان لگے پڑھ لیا کریں۔ وضو کا پانی اور مسواک پہلے تیار کر کے رکھنا۔⁵

آنکھ کھل جانے پر صبح صادق سے پہلے پہلے تہجد کی نماز پڑھنا۔

فائدہ! نماز تہجد کی کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت سنت ہیں۔ اگر نماز عشاء کے بعد وتر کی نماز نہ پڑھی تو نماز تہجد کے بعد پڑھیں۔ اس کے بعد چاہیں تو قرآن مجید کی تلاوت یا ذکر الہی کرتے رہیں یا درود شریف و دیگر وظائف وغیرہ پڑھتے رہیں یا تہجد پڑھ کر پھر سو جائیں تب بھی درست ہے، مگر فجر کی نماز باجماعت ادا کریں، کیونکہ اس کی زیادہ فضیلت ہے۔

نماز تہجد شروع کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ جَبْرِئِلَ وَمِڪَايِلَ وَاِسْرَافِيْلَ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔⁶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں کبھی تو بلند آواز سے قرات فرماتے تھے اور کبھی پست آواز سے۔⁷ لہذا جیسا وقت اور موقع دیکھے اس کے مطابق عمل کر لے۔ دونوں طرح سے قرات مسنون ہے۔

جب خواب میں اچھی چیز دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کر دے۔

1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب السلام، ج: ۳، ص: ۲۱، 2 ابوداؤد، ج: ۲، ص: ۱۸۷، 3 المسند للإمام ابی یعلیٰ الموصلی، مسانید عمر، ج: ۱، ص: ۹۱، 4 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل، ج: ۱، ص: ۲۶۸، 5 صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ المسافرین، ص: ۷۹۹، رقم: ۷۹۹، 6 مسلم، کتاب الصلوٰۃ المسافرین، ص: ۸۰۰، رقم: ۱۸۱۱، 7 ابوداؤد، ج: ۱، ص: ۱۸۷،

لیکن دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے۔¹ کیونکہ جب دوست اور خیر خواہ اسے سنے گا تو اچھی تعبیر دے گا لیکن جب دشمن و مخالف سنے گا تو بری تعبیر دے گا عموماً پہلی تعبیر کے موافق خواب کی تعبیر ہو جاتی ہے۔

جب خواب میں ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں طرف تھکا کر دے یا تھوک دے۔² اس طرح تھکا کرے کہ منہ کی ہوا کے ساتھ تھوک کے کچھ ذرات بھی نکل جائیں۔³ شیطان اور اس خواب کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ تین مرتبہ مانگے۔⁴ پناہ مانگنے کے لئے مثلاً یہ الفاظ کہے: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَهِيَ شَرُّ هَذِهِ الرُّؤْيَا اس کو تین بار کہے۔ اور کسی سے اس خواب کا تذکرہ نہ کرے۔ جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے یا اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ ایسا کرنے سے انشاء اللہ وہ خواب نقصان نہ دے گا۔⁵

حضرت عباد بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو جاگ جائے اور جاگتے وقت یہ کلمات کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پھر رب غفر لی کہہ کر اپنے رب سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ اگر وہ کھڑا ہوا، وضو کیا، پھر نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔⁶

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوتے تو دس بار اللہ اکبر، دس بار الْحَمْدُ لِلَّهِ، دس بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، دس بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، دس بار اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ اور دس بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھتے تھے پھر دس بار یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ صَیْقِ الدُّنْیَا وَصَیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔⁷

جاگنے کے بعد جب اٹھنے کا ارادہ ہو تو یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْبَبَنَا بَعْدَ مَا اَمَّا یَنَا وَ اِلَیْهِ التَّشَوُّرُ۔⁸



1 مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الروایا، الفصل الاول، ج: ۲، ص: ۵۲۶، 2 مسلم، کتاب التعلییر باب الحلم، ص: ۵۸۵، رقم: ۷۰۰۵، 3 الصحیح للإمام مسلم، کتاب الروایا، باب فی کون الروایا من اللہ، ص: ۱۰۷۸، 4 الصحیح للإمام مسلم، کتاب الروایا، باب فی کون الروایا من اللہ، ص: ۱۰۷۸، 5 الصحیح للإمام مسلم، کتاب الروایا، باب فی کون الروایا من اللہ، ص: ۱۰۷۸، 6 الصحیح للبخاری، کتاب التمجید، باب فضل من تعار اللیل، ص: ۹۰، رقم: ۱۱۵۳، 7 مسلم، کتاب الذکر والدعاء فضل التلیل والنسیج، ص: ۱۱۴، رقم: ۸۶۲۸، 8 بخاری، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا اصبح، ص: ۵۳۲، رقم: ۲۳۲۵